را

RESEARCH AND ANALYSIS WING

RAW

طارق اسمٰعیل ساگر

پیش لفظ

میں بنیادی طور پر ایک ناول نگار ہوں اور جو کتاب آپ پڑھنے جا رہے ہیں ' ایسی سنجیدہ اور تحقیقی کتاب کی توقع میرے قارئین کی طرح مجھے بھی خود سے نہیں تھی لیکن یہ حادثہ بھی میرے ساتھ گزرنا تھا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ قدرت نے خود ہی ایسے عوامل پیدا کر دیئے کہ میں اس حادثے کا مرتکب ٹھہرا۔

1988ء میں مجھے پہلی مرتبہ برطانیہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اس درمیان لندن سے شائع ہونے والے مقامی پرچے "دیس پردیس" میں میرے مضامین کی باقاعدہ اشاعت نے سکھ کمیونٹی میں میرا تعارف کروا دیا تھا۔ سکھوں کی خالصتان کے لئے تحریک آزادی ان دنوں نقطہ عروج کو چھو رہی تھی۔ سکھ حضرات نے میرے مضامین سے یہ رائے قائم کی تھی کہ میں ان کے "کاز" سے ہمدردی رکھتا ہوں۔ اس حوالے سے انہوں نے مجھے اپنے سب سے بڑے اور برطانیہ میں سب سے قدیم "گوردوارہ گورو سنگھ سبھا ساؤتھ ہال" میں "دربار" سے خطاب کی خصوصی دعوت دی۔

ایک صحافی کی حیثیت سے میں نے اپنی معلومات اور علم کی حد تک اس مسئلے پر اظہار خیال کیا جسے بہت سراہا گیا۔ مجھے گوردوارہ کمیٹی کی طرف سے "سروپا" پیش کیا گیا۔ تقریب کے اختتام پر میرے میزبانوں نے اقبال سنگھ (فرضی نام) سے میری ملاقات کروائی۔ یہ ملاقات اس کی شدید خواہش کے پیش نظر کروائی گئی تھی اور "ون ٹو ون" ملاقات تھی۔

اقبال سنگھ نے برطانیہ میں "سیاسی پناہ" کی درخواست گزاری تھی اور اب اپنی قسمت کے فیصلے کا منتظر تھا۔ اس نے اپنا تعارف "را" کے سابقہ آفیسر کی حیثیت سے کروایا جس نے "تھرڈ ایجنسی" میں (تفصیلات اگلے ابواب میں) بڑا اہم کردار ادا کیا تھا اور اب اپنے ضمیر کی ملامت اور "را" کے افسران کے بدلتے تیور دیکھ کر اپنی جان بچا کر کسی طرح لندن پہنچ گیا تھا۔ اس نے اپنے دستی بیگ سے مختلف دستاویزات نکال کر دکھائیں جو دراصل اقبال سنگھ نے اپنے مقدمے کی تیاری اور ثبوت پیش کرنے کے لئے رکھی ہوئی تھیں۔

قصہ مختصر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ واقعی "را" کا سابقہ آفیسر ہے اور "تھرڈ ایجنسی" نے اس کے ذریعے بہت سے غیر قانونی کام کروائے تھے جن میں سکھ سٹوڈنٹس فیڈریشن کے دو عہدے داروں کا قتل بھی شامل تھا جس کے بعد اسے اکالی راہنما لونگووال کے قتل کا حکم ملا جو اقبال سنگھ کے بس کی بات نہیں تھی اور وہ مطلوبہ مدت میں "نتائج" فراہم نہ کرنے کی وجہ سے اب اپنے افسران کے نزدیک "واجب القتل" قرار پا چکا تھا۔ اسی درمیان اقبال سنگھ کے چھوٹے بھائی اوتار سنگھ (فرضی نام) کو بھی پنجاب پولیس نے ایک خونی مقابلے کے بعد زندہ گرفتار کر لیا جو خالصتان کمانڈو فورس کا ایریا کمانڈر تھا' جس کے بعد اقبال سنگھ کے لئے جان بچا کر نکل جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

اقبال سنگھ کی "را" سے متعلق معلومات' کارنامے اور طریق واردات مجھے پہلے پہل تو افسانوی باتیں دکھائی دیں لیکن انہی دنوں میں بھارتی ہفت روزہ "سوریہ" نے اپنی اشاعت میں "تھرڈ ایجنسی" سے متعلق ایک تحقیقی رپورٹ شائع کر کے ساری دنیا کو چونکا کر رکھ دیا اور مجھے سنجیدگی سے اس اہم موضوع کی طرف توجہ دینا پڑی۔

اقبال سنگھ سے پندرہ بیس روزہ قیام میں ہر دوسرے تیسرے دن میری طویل نشست ہوتی اور میں اس کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کے نوٹس لیتا رہا۔ پاکستان واپسی پر کچھ عرصہ بعد ہی ہمارا رابطہ منقطع ہو گیا اور اس کے بعد آج تک بحال نہیں ہو سکا۔

واقعہ یہ ہوا کہ برطانوی عدالتوں کے ڈپلومیٹک انصاف سے مایوس ہو کر اقبال سنگھ برطانیہ

سے بھی نکل گیا اور آخری اطلاعات کے مطابق کینیڈا میں کہیں قسمت آزمائی کر رہا تھا۔ اقبال سنگھ نے "را" اور "تھرڈ ایجنسی" سے متعلق جو تفصیلات مجھے فراہم کی تھیں وہ بڑی سنسنی خیز اور کراہت آمیز تھیں۔ اس سے پہلے میں نے ایسی باتیں اسرائیلی انٹیلی جنس ایجنسی "موساد" سے متعلق ہی سنی تھیں یا پھر کے جی بی سے متعلق۔ لیکن "را" کا طریق واردات اتنا گھناؤنا تھا کہ یہ دونوں ایجنسیاں بھی اس کے سامنے چھوٹی دکھائی پڑتی تھیں۔

میں نے اس سے پہلے "منو جی سمرتی" کے کچھ ابواب کا ترجمہ پڑھا تھا اور بعد میں "ارتھ شاستر" کا مطالعہ کیا تو اقبال سنگھ کی معلومات کو برحق جانا۔ جس کی بعد سے میں نے "را" سے متعلق بھارتی اور دیگر غیر ملکی اخبارات' رسائل و جرائد کو اپنے مطالعے میں خصوصی اہمیت دی اور اس حوالے سے جب بھی کوئی خبر' مضمون' کتاب' واقعہ مجھے ملا اسے نوٹس اور کٹنگ کی صورت جمع کرتا رہا۔ اس درمیان میرا آنا جانا یورپ اور امریکہ میں بھی لگا رہا اور تین چار ایسے سکھوں سے بھی رابطہ ہوا جو اپنی ناگزیر مجبوریوں کے تحت کینیڈا' امریکہ اور لندن میں بھارتی ڈپلومیٹس کور cover میں موجود "را" کے افسران کے لئے اپنے ہی بھائی بندوں کی جاسوسی اور "را" کی پراپیگنڈہ مہم کا حصہ بنے رہے جس کا بنیادی مقصد پاکستان کے خلاف عالمی رائے عامہ ہموار کرنا تھا۔ جیسے جیسے یہ لوگ ان ممالک میں "لیگل حیثیت" حاصل کرتے گئے انہوں نے "را" سے چھٹکارہ پالیا۔

غیر ممالک میں "را" کا شکار زیادہ تر وہ بھارتی نژاد ہوتے ہیں' جن کے "پناہ" کے کیس عدالتوں میں چل رہے ہوں۔ "را" انکی مجبوریوں کو بلیک میل کرتی ہے۔ تاہم سابقہ ٹاؤٹوں نے بھی بھارتی سفارتکاروں کی آڑ میں چھپے "را" کے افسران کے بہت سے گھناؤنے کارناموں کا انکشاف کیا۔

1991ء میں کینیڈین صحافیوں برائن اور کاشمیری کی مشترکہ کاوش "سافٹ ٹارگٹ" منظر عام پر آئی تو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس درمیان میں نے بھی سینکڑوں آرٹیکل خالصتان کے حوالے سے' ورلڈ سکھ نیوز امریکہ' چڑھدی کلا Chardi Kala کینیڈا' دیس پردیس لندن اور

دیگر سکھوں کے مقامی اخبارات میں لکھ کر بھارتی حکومت کی اصلیت کو خاصا بے نقاب کیا تھا۔

امریکن سکھوں نے مئی 1991ء میں برائن' کاشمیری اور میرے اعزاز میں ایک مشترکہ ضیافت کا اہتمام امریکی شہر نیویارک کے سٹیٹن آئی لینڈ کے سکاٹش کلب میں کیا جہاں دونوں حضرات سے تفصیلی گپ شپ کا موقع ملا جس کے بعد پھر نیویارک ہی کے "رچمنڈ گوردوارہ" میں ہم تینوں نے ایک مذہبی اجتماع میں اظہار خیال کیا اور "سروپے" Saropa حاصل کئے۔

سافٹ ٹارگٹ اپنے موضوع کے لحاظ سے بڑی چونکا دینے والی معلومات کی حامل کتاب تھی جس نے مجھ پر تجسس اور جستجو کی نئی راہیں وا کیں۔

1988ء میں "را" پر اپنی ریسرچ کی ابتدا کر کے 1995 تک میں نے ہزاروں بھارتی اور غیر ملکی اخبارات' جرائد کتابوں کا مطالعہ کیا۔ "را" کے درجنوں "سورس" سے ملاقاتیں کیں۔ "را" کی تفتیش بھگتنے والے اور بھگوڑے معتوبوں اور ایجنٹوں سے معلومات حاصل کیں اور پاکستانی ایجنسیوں کے ریٹائرڈ اور کچھ حاضر ڈیوٹی حضرات سے استفادہ کیا۔ اپنی 8 سالہ تحقیق کے بعد جمع ہونے والے ہزاروں منتشر صفحات کو ایک مربوط کتاب کا روپ دینا ایک الگ اذیت ناک مسئلہ تھا۔ بہرحال میں اللہ تعالیٰ کا لاکھوں مرتبہ شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس قابل کیا کہ میں مہذب دنیا اور اپنے ملک کے ان "بھولے بادشاہوں" کو جو آج بھی بھارتی حکمرانوں سے خیر کی توقع رکھتے ہیں "را" کا اصلی چہرہ کس حد تک ہی سہی' دکھانے کے قابل ہوا ہوں۔

یہ کتاب لکھنے کے بعد میں کتنی دیر اور جی پاؤں گا؟ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے لیکن مجھے صرف ایک عرض گزارنی ہے کہ میں نے جذبات کے تابع نہیں بلکہ بہت سوچ سمجھ کر اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کے بعد ہی اس نازک موضوع پر قلم اٹھا کر سانپ کے بل میں ہاتھ دیا ہے۔ نتائج جو بھی ہوں' میرا ضمیر مطمئن ہے۔ میں نے 8 سال سے اپنے دل پر رکھے بھاری پتھر سے نجات حاصل کی ہے۔ یہ کتاب میرا ایمان اور دعا ہے کہ میرے لئے "توشہ آخرت" بن جائے۔

مجھے اس مرحلے پر بطور خاص اپنے اس دوست اور صحافی کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں

دن رات محنت کر کے میری نالائقیوں کو انگریزی کے روپ میں ڈھالا اور اس قابل کیا کہ میں اپنے ملک کے "بیوروکریٹس" کے سامنے بھی جنوبی ایشیا کے ان کروڑوں بے بس اور بے کس عوام کا کیس پیش کر سکوں اور وہ براہمنیت کی کوکھ سے جنم لینے والی اس ہشت پہلو بلا کی تباہ کاریوں کا ادراک کر سکیں جو "را" کی صورت میں ایشیا ہی نہیں' دنیا بھر کے امن کو نگل لینے کے لئے اپنا بھیانک جبڑہ کھولے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

طارق اسمٰعیل ساگر

لاہور

یوں تو ابتدائے آفرینش سے ہی انسان اپنے ہم عصروں پر حکومت کرنے کے خواب دیکھتا آیا ہے اور اپنے تہذیبی ارتقا کے باوجود آج بھی اس کی حیوانی سرشت جوں کی توں برقرار ہے۔ تاریخ انسانی انسان کے ہاتھوں انسانوں کو لگائے گئے زخموں سے بھری پڑی ہے۔ دنیا کی کسی بھی قوم کا نفسیاتی تجزیہ کرتے ہوئے جب مورخ اس کے تاریخی ارتقا کا جائزہ لیتا ہے تو ایک حقیقت اس پر روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ جوں جوں تہذیب انسانی نے ترقی کے مدارج طے کئے اس کے وحشیانہ افعال میں کمی آتی گئی یا کم از کم یہ ضرور ہوا کہ اس قوم نے اپنے ماضی کی درندگی کا مظاہرہ اگر حال میں کیا تو بھی اس میں کسی نہ کسی حد تک انسانی رشتوں کے احترام کو برقرار رکھنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ مثلاً رومن اپنے ماضی قریب میں اگر کسی قوم پر اپنے کسی ہمسائے پر ظلم کرتے دکھائی دیتے ہیں تو بھی ماضی بعید کی طرح وہاں "رومن اکھاڑہ" نہیں لگاتے۔

لیکن۔'

پاکستان کے ہمسائے میں آج بھی ایک ایسی قوم آباد ہے جس نے 2316 سال پہلے اپنے "سیاسی دیوتا" چانکیہ عرف کوٹلیہ سے مکرو فریب' ریاکاری' وحشت و بربہیت کا جو سبق پڑھا تھا وہ آج تک اس کو اپنا جزو ایمان بنائے ہوئے ہے۔ آج بھی 923 اعشاریہ 3 ملین آبادی والا ملک بھارت جس کی فی کس سالانہ آمدن (جی ڈی پی فی کس) دنیا کے غریب ترین ممالک سے بھی کم یعنی صرف 300 ڈالر ہے اور جس کی 60 فیصد آبادی بنیادی انسانی سہولتوں سے محروم ہے اس ملک کے حکمران اپنی ہوس ملک گیری کے لئے وہ کچھ کر رہے ہیں جس کا تصور شاید ایام جاہلیت میں بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

گزشتہ دو دہائیوں میں بھارت کی سپریم انٹیلی جنس ایجنسی "را" ریسرچ اینڈ انیلسز ونگ ایک ایسی خوفناک اور خونخوار عفریت کی صورت اختیار کر چکی ہے جس سے اس کے ہمسایہ ممالک کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ یوں تو چانکیہ نے اپنے "ارتھ شاستر" کے ذریعے ہندو دھرم کے پیروکاروں کو 300 قبل از مسیح ہی میں سیاست و سیادت کے ایسے گھناؤنے ہتھیاروں سے متعارف کروا دیا تھا کہ جس کی مدد سے آج بھی بھارتی سامراج نے اپنے ہمسایہ ممالک کے لئے بے پناہ خطرات پیدا کئے ہوئے ہیں لیکن "را" کی بنیاد ڈالنے والی بھارت کی سابق وزیراعظم آنجہانی محترمہ اندرا گاندھی نے جو اپنی اکثر تقاریر میں "منو جی سمرتی" کا حوالہ دیا کرتی تھیں لاؤس ایف حالے Lous F. Halle Dicta کے اس اصول کو حرز جاں بنا لیا تھا:

"ability to get what one wants by whatever means; eloquence, resoned arguments, bluff, trade, threat or coercion, as well as by arousing pity, annoying others, or making them uneasy"

یہی وجہ ہے کہ گزشتہ چند برسوں کے درمیان بھارت کی سپریم انٹیلی جنس ایجنسی "را" آج صرف ہمسایہ ممالک بلکہ اپنے ملک کی اپوزیشن کے لئے بھی شتر بے مہار اور ایک خوفناک روپ دھار چکی ہے جو اپنے راستے کی ہر رکاوٹ کو اپنے گھناؤنے عزائم کے حصول کے لئے کر اپنا راستہ بنانے پر تلی ہوئی ہے۔

1968ء میں اپنے قیام سے آج تک "را" کی کارگزاری دنیا کی دیگر انٹیلی جنس ایجنسیوں کے لئے قابل رشک بھی ہے اور حسد انگیز بھی۔ روس کی "کے جی بی" کے ساتھ عاشقانہ تعلق سے جنم لینے والی "را" کی پرورش صیہونی انٹیلی جنس "موساد" کے دودھ پر جبکہ اس کی رگوں میں چانکیہ کا خون دوڑ رہا ہے' اس کی تعمیر میں جو جیناتی عناصر مضمر انہوں نے آج "را" کو ایک خون آشام بلا کی صورت میں بھارت سے سائز میں بہت چھو

اور کمزور ممالک کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

دنیا کے غریب ترین ممالک میں سے ایک بھارت کی یہ دہشت ناک انٹیلی جنس ایجنسی "را" اپنے اختیارات اور مالیاتی امور میں کے جی بی' سی آئی اے' ڈی۔16' بی این ڈی' ایم آئی۔6 اور موساد سے بھی زیادہ بااختیار ہے۔

"را" ریسرچ اینڈ انیلسز ونگ بنیادی طور پر جاسوسی کی تنظیم ہے جسے انتہائی پر فریب اور چانکیائی نوعیت کے خفیہ آپریشنز عمل میں لانے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اپنے خفیہ اور گھناؤنے آپریشنز کے ذریعے اس نے اپنے مقاصد میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

ہمسایہ حکومتوں کو غیر مستحکم کیا' آزاد ریاستوں کو توڑا اور تاریخ حاضرہ کی مجرمانہ اہمیت کی حامل گوریلا تنظیموں کی پشت پناہی کی۔ جنوبی ایشیا کی دیگر انٹیلی جنس ایجنسیوں سے اگر اس کا موازنہ کیا جائے تو "را" اپنے مطلوبہ گھناؤنے مقاصد کی پیروی میں ایک انتہائی بے رحم' جارح اور بد طینت تنظیم کے روپ میں سامنے آئے گی۔ اپنی سیاہ کاریوں سے جن کا دائرہ ایشیا سے یورپ' امریکہ اور کینیڈا تک پھیلا ہوا ہے دنیا کی توجہ ہٹانے کے لئے گزشتہ کئی برسوں سے "را" پاکستان کی انٹر سروسز انٹیلی جنس ایجنسی (آئی ایس آئی) کے خلاف مسلسل پراپیگنڈہ کرتی آ رہی ہے۔

آئی ایس آئی کو "را" نے ایک منظم مہم کے تحت اپنے مذموم پراپیگنڈے کا ہدف بنا رکھا ہے جس کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ دنیا کی توجہ اس کی ناپاک کارروائیوں سے ہٹی رہے اور عالمی رائے عامہ کو گمراہ کرتی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کے کسی بھی حصے میں جب بھی کوئی اقلیت "برہمن واد" کے خلاف سر اٹھاتی ہے سارا بھارتی پریس "را" کی پشت پناہی کے ساتھ آئی ایس آئی کے خلاف سرگرم عمل ہو جاتا ہے۔

مقام حیرت تو یہ ہے کہ بظاہر بڑا "باخبر" یورپین پریس بھی اس ڈس انفارمیشن dis-information کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اسے "را" کا کمال فن سمجھا جائے یا "باخبروں" کی "بے خبری"۔ اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت ہی کرے گا لیکن اس حقیقت سے انکار

ممکن نہیں کہ پراپیگنڈہ کے محاذ پر "را" نے نمایاں کامیابیوں کے جھنڈے گاڑے ہیں۔

بھارتی انٹیلی جنس نظام کی حقیقت کو جاننے کے لئے اس کے طریق کار اور نفسیات کو سمجھنے کے لئے جاسوسی کے چانکیائی تصورات سے آگاہی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بھارت کے وسیع انٹیلی جنس نظام کی ترتیب و تنظیم کے ہر پہلو سے صحیح معنوں میں آشنائی بھی لازم ہے۔ اسی کی مدد سے "تحقیق و تجزیاتی ونگ" "را" کے تفصیلی مطالعے کے لئے پس منظر بھی مل جائے گا۔

ارتقائی مراحل کی کہانی

Evolution

نظام جاسوسی اور تخریب کاری کے لئے بھارتی اپنے قدیم سیاسی مفکرین کی تحریروں کے لاوہ وید' رامائن اور مہابھارت جیسی رزمیہ کتابوں سے تحریک پاتے ہیں۔ ہندو کے "سیاسی یوتا" چانکیہ نے تین سو قبل از مسیح میں جو اصول اس ضمن میں وضع کئے تھے اور جن شرائط ا تعین کیا تھا وہی آج بھارت کے انٹیلی جنس سسٹم کی روح رواں ہیں۔

یوں تو بھارت کا سارا نظام حکومت ہی چانکیائی سیاست پر استوار ہے لیکن جاسوسی اور نٹیلی جنس نظام میں تو بطور خاص چانکیہ کے "ارتھ شاستر" کو راہنما مانا گیا ہے جس کی تعلیمات کے مطابق سیاسی کلچر میں نظام جاسوسی کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ "ارتھ شاستر" کو ٹلیہ عرف ہانکیہ نے آج سے 2300 سال پہلے راجا کی راہنمائی کے لئے لکھا تھا جس میں وہ راجا کو قتصادی اور سیاسی تمام پہلوؤں سے اپنی حکومت کو مضبوط بنانے اور اپنی ہمسایہ ریاستوں پر سلط جمائے رکھنے کے طریقے سمجھاتا ہے۔ 150 ابواب پر مشتمل اس ضخیم تاریخی دستاویز میں پنے ہمسائے کو برباد کرنے' دشمن کے خلاف خفیہ ریشہ دوانیاں کرنے' ہمسایہ ریاست کے من و امان کو تہہ و بالا کئے رکھنے' بیماریاں پھیلانے' زہر خورانی' دھوکہ دہی' افواہ سازی غرض نام غیر انسانی اور غیر اخلاقی مجرمانہ افعال بالتفصیل مدرج ہیں اور راجا کو یہ بتایا گیا ہے کہ ان غیر نسانی' غیر اخلاقی' غیر مذہبی اور غیر قانونی طریقوں پر عمل کر کے ہی وہ اپنی بادشاہت کا بھرم

برقرار رکھ سکتا ہے بصورت دیگر اس کا راج سنگھاسن ہمیشہ ڈانواں ڈول رہے گا۔ (ملاحظہ فرمایئے کتاب کے ضمیمہ جات "secret parctices for the destruction of enemy"
"

اگرچہ جاسوس اور جاسوسی نظام اتنے ہی قدیم ہیں جتنی کہ معلوم انسانی تاریخ اور نزاعی صورت حال میں اس کا اولین مندرج کردار چین کے عسکری مفکر "سون زو" Sun Tzu نے اپنی کتاب فن حرب Art of War (Ping FA) 510 قبل از مسیح میں لکھی گئی۔

اس مشہور زمانہ کتاب کے بعد نظام سیاست میں انٹیلی جنس اور جاسوسی کی ضرورت و اہمیت کے لئے جس کتاب نے شہرت دوام حاصل کی وہ وشنو گپتا کوٹلیہ عرف چانکیہ کی "ارتھ شاستر" Arthasastra ہے۔

کوٹلیہ عرف چانکیہ (لفظی معنی مکار کے ہیں کوٹلیہ خود کو چانکیہ کہلانے پر فخر کیا کرتا تھا)۔ پاکستان کے عظیم تاریخی شہر ٹیکسلا میں پیدا ہوا جو مختلف تہذیبوں اور بادشاہتوں کا مسکن رہا ہے۔ کوٹلیہ تھا تو براہمن لیکن بدصورت تھا اور اپنے اس عیب پر اس نے علم و دانش میں کمال حاصل کر کے پردہ ڈال رکھا تھا۔ مورخین اس کی پیدائش چوتھی صدی قبل مسیح کے نصف اول میں بتاتے ہیں جبکہ ٹیکسلا ایرانی اقتدار کے آخری دور سے گزر رہا تھا۔

اس کے لقب چانکیہ سے متعلق ہیم چندر نے جو ایک جینی مورخ ہے' اپنی ایک کتاب "دھنا چتامنی" Dhana Chetamani میں لکھا ہے کہ کوٹلیہ کے باپ کا نام چانکیہ تھا؛ جنوبی ہندوستان کا باسی تھا لیکن کیرالہ کے مورخوں کا دعویٰ ہے کہ وہ مدراسی نسل کے نمبوتری براہمن" ذات کا فرد تھا۔ یہ روایت مشکوک ہے کیونکہ کسی اور مورخ نے اس کی تصدیق نہیں کی۔

قدیم ہندو تہذیب کی کتاب "کادمبر" Qadamber کا مصنف بانا Bana ارتھ شاستر سے متعلق لکھتا ہے۔

کوٹلیہ کی کتاب ایسی سیاست کی تعلیم دیتی ہے جو بے رحمی اور ظلم کی علمبردار ہے

اور جس میں حکومت کے وزراء کو دھوکہ دہی کی تعلیم دی جاتی ہے جس کے مشیر دولت سمیٹنے میں مصروف ہیں اور جس کتاب میں محبت کے رشتے خونریزی میں بدل جاتے ہیں۔

چانکیہ سے نہرو خاندان کو ہمیشہ خصوصی عقیدت رہی ہے جس کا اظہار وقتاً فوقتاً مسز اندرا گاندھی' راجیو گاندھی کرتے رہے ہیں اور جواہر لال نہرو نے اپنی کتاب Discovery of India میں تو چانکیہ کو میکیاولی سے بھی عظیم تر سیاسی دانشور گردانا ہے۔

چانکیہ خود موریہ خاندان کے پہلے حکمران چندر گپت موریہ کا وزیر سیاسیات تھا۔ یہ چانکیہ تھا جس نے نندا حکومت کا خاتمہ کرنے میں اور موریہ کو برسراقتدار لانے میں اہم ترین کردار ادا کیا۔

چانکیہ کے اس عظیم کارنامے کا تذکرہ "وشنو پران" میں بھی کیا گیا ہے۔ تاریخی تحقیق چندر گپت کی بادشاہت کا زمانہ 322 قبل مسیح بتاتی ہے اور یہ اندازہ لگایا ہے کہ "ارتھ شاستر" چانکیہ نے (300-311) قبل مسیح کے دوران لکھی۔

کوٹلیہ نے اپنی کتاب میں جاسوسی نظام کی ترتیب و تنظیم اور کردار کا تفصیلی نقشہ کھینچا ہے اور خفیہ معلومات کے حصول کو دو واضح گروپوں میں تقسیم کیا ہے۔ داخلی گروپ اور خارجی گروپ۔

اول الذکر گروپ میں جاسوسوں کو داخلی سیاسی حالات' حکومتی اہلکاروں اور طبقہ امرا (وی آئی پی) کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا ہوتی ہے۔ خارجی جاسوسی نظام کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

سیاسی' سفارتی' فوجی۔ کوٹلیہ نے ارتھ شاستر میں مطلوبہ ایجنٹوں کی تعیناتی' طریق کار' تزویر (سٹریٹیجی) اور عمل کی اتنی مفصل اور موثر تدابیر بیان کی ہیں کہ وہ قدیم کے بجائے جدید دکھائی دیتی ہیں اور ان کا موازنہ آج کی دنیا کے جدید جاسوسی ایجنسیوں کے طریق کار سے کیا جاتا ہے جو وہ معلومات کے حصول یا انٹیلی جنس کے لئے استعمال کرتی ہیں۔

چانکیہ کا سیاسی فلسفہ جو اہم اصول وضع کرتا ہے وہ ہے "محبت اور جنگ کی طرح جاسوسی کے کھیل میں بھی سب کچھ جائز ہے۔"

لہٰذا وہ جاسوسی مہموں کے لئے عیاری' مکر و فریب' حکمت و چالاکی' دھوکہ دہی' حق تلفی' عورتوں کا استعمال' منشیات' مہلک ہتھیاروں اور زہر کے استعمال کو بالکل جائز قرار دیتا ہے۔

کوٹلیہ نے باغیوں کی معاونت قتل و غارت گری' بغاوت پھیلانے اور بغاوت کی آگ پر تیل چھڑکنے کے لئے تخریبی کارروائیاں' افواہیں پھیلانا' دھوکہ دہی کے ذریعے فوجی آپریشنز میں مدد اور دشمن کی صفوں میں ڈس انفارمیشن کے ذریعے بددلی پھیلانا' ہمسایہ ممالک میں نفاق کے بیج بونے جیسے گھناؤنے مقاصد کے لئے ایک خصوصی اپریشنل تنظیم کا تصور پیش کیا ہے۔

اس کے اسی فلسفے پر دراصل "را" کی بنیادیں استوار کی گئی ہیں۔ Inside Raw کا مصنف اشوک رائنا کہتا ہے۔

"سون زو اور کوٹلیہ کے دور سے آج تک جاسوسی کے نظام العمل میں کوئی نمایاں تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ کم از کم اس کے بنیادی اصول وہی ہیں جو پہلے تھے سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ اب بین الاقوامی روابط اور میل جول کی نوعیت بھی مختلف ہو گئی ہے۔ اس لئے اب پیچیدہ کثیر الانضباطی انٹیلی جنس تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں۔"

بھارتی ماہرین جاسوسی امور نے بھی جاسوسوں کی کارروائیوں کو باضابطہ کرنے اور ایجنٹوں کی فراہم کردہ معلومات کو چیک کرنے کے لئے یہ ضرورت محسوس کی کہ ایک خصوصی محکمہ' ایک سپریم انٹیلی جنس ایجنسی تشکیل دی جائے جس کی رائے کو حتمی حیثیت حاصل ہو سکے۔

یہی سوچ "را" کے قیام کا پیش خیمہ بنی۔

"را" کے قیام اور تنظیمی ڈھانچے کو سمجھنے کے لئے بھارت کے انٹیلی جنس سسٹم کو سمجھنا ضروری ہے۔ آیئے ایک نظر بھارت کے انٹیلی جنس سسٹم پر ڈال لیں۔

بھارتی انٹیلی جنس نظام

کابینہ کمیٹی برائے قومی سلامتی

Cabinet Committee For National Security

سیاسی سطح پر یہ اعلیٰ ترین مجلس ہے جو وزیر دفاع' وزیر خارجہ' وزیر داخلہ اور وزیر خزانہ پر مشتمل ہے جس کا سربراہ بھارت کا وزیر اعظم ہوتا ہے۔ یہ کمیٹی قومی سلامتی اور انٹیلی جنس امور سے متعلق بھارتی حکومت کی پالیسی تشکیل دیتی ہے۔ کابینہ کمیٹی برائے سیاسی امور بھی قومی سلامتی سے متعلق وقوع پذیر اہم تبدیلیوں پر سوچ بچار کرتی اور اپنی تجاویز مرتب کرتی ہے۔

سینئر سیکرٹریز کمیٹی — Senior Secretaries Committee

یہ کمیٹی بھارت کے سینئر سیکرٹریز پر مشتمل ہے جو سلامتی اور انٹیلی جنس سے متعلق بنائی جانے والی قومی پالیسیوں کے نفاذ میں کابینہ کمیٹی کی معاونت کرتی ہے۔

انٹیلی جنس بورڈ — Intelligence Board

یہ بورڈ تمام انٹیلی جنس ایجنسیوں کے کام کی نگرانی کرتا ہے اور قومی سلامتی اور انٹیلی

جنس کے اہم امور پر اپنی حتمی رائے دیتا ہے۔ اس کی تشکیل 1983ء میں ہوئی۔ وزیر اعظم کے مشیر برائے قومی سلامتی اس بورڈ کے سربراہ ہیں۔ اس کا دفتر کیبنٹ سیکرٹریٹ میں قائم ہے۔

جوائنٹ انٹیلی جنس کمیٹیاں (داخلی و خارجی امور)

Joint Intelligence Committes-Internal And External

دونوں کمیٹیاں جے آئی سی داخلی اور جے آئی سی خارجی بین الاقوامی اور ملکی داخلی اور خارجی میدانوں میں بالترتیب تشخیص اور تعین کی تیاری کرتی ہیں۔ یہ کمیٹیاں سول اور فوجی محکموں کے لئے معیاری اور ایڈھاک انٹیلی جنس رپورٹس بھی جاری کرتی ہیں۔ یہ مجالس کیبنٹ سیکرٹریٹ کا حصہ ہیں جس کا انٹیلی جنس ونگ دونوں جائنٹ کمیٹیوں کے سیکرٹریٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ سینئر انٹیلی جنس بورڈ کی تشکیل سے پہلے ان دونوں جوائنٹ کمیٹیوں کو باہم ملا دیا گیا تھا۔

وزیر داخلہ کے ماتحت داخلی انٹیلی جنس ایجنسیاں

Internal Intelligence Agencies Under Home Minister

(الف) داخلی سلامتی کا محکمہ 1985ء میں بھارت کے سابق آنجہانی وزیر اعظم راجیو گاندھی نے وزارت داخلہ میں قائم کیا تھا۔ یہ محکمہ انٹیلی جنس کے وسیع نظام کو مربوط رکھنے اور کنٹرول کرنے کا ذمہ دار ہے۔ بھارتی وزیر اعظم کی وزارتی کونسل کے اس دور کے انتہائی اہم ممبر ارون نہرو کو وزیر مملکت برائے داخلی سلامتی مقرر کیا گیا تھا۔

ارون نہرو کو وزیر اعظم کے ذاتی تحفظ اور داخلی سلامتی کے لئے سرگرم عمل تمام انٹیلی جنس ایجنسیوں کا انچارج مقرر کیا گیا تھا۔ تاہم جب راجیو گاندھی پر پہلی مرتبہ قاتلانہ حملے کی ناکام کوشش ہوئی تو ارون نہرو پر شدید تنقید کی گئی بعد ازاں اسے کابینہ سے برطرف کر دیا گیا۔

(ب) داخلی انٹیلی جنس نظام کی اہم ایجنسیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

انٹیلی جنس بیورو (آئی بی)

یہ بیورو تمام داخلی انٹیلی جنس امور بشمول جوابی انٹیلی جنس کا ذمہ دار ہے۔ اس کا مرکزی دفتر دہلی میں ہے۔

(سی بی آئی) سنٹرل بیورو آف انوسٹی گیشن

سی بی آئی تخریب کاری، دہشت گردی، بدعنوانی، فراڈ، جعلسازی، بدانتظامی، معاشی جرائم اور دیگر ملک دشمن سرگرمیوں کا تدارک، تفتیش اور تحقیق کرتی ہے۔ بدعنوان اور فراڈ میں ملوث خصوصاً سرکاری اہلکاروں کی تفتیش اور ان کے خلاف کارروائی بھی اس کے دائرہ اختیار میں شامل ہے۔

پیرا ملٹری فورسز

بھارت کی تمام پیرا ملٹری فورسز کی اپنی انٹیلی جنس ایجنسیاں بھی ہیں۔ ان تمام ایجنسیوں کو مربوط کر کے وزارت داخلہ کے لئے خفیہ معلومات کے حصول کا ایک بڑا سرچشمہ تشکیل پاتا ہے۔ مختلف ریاستوں کی پولیس اور سی آئی ڈی خفیہ تنظیمیں بھی وزارت داخلہ کو اطلاعات فراہم کرتی ہیں۔

وزیر اعظم کے ذاتی سیکورٹی گارڈز

بھارتی وزیر اعظم کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے کمانڈوز کی بہترین تربیت یافتہ اور ماہر یونٹ قائم کی گئی ہے جس کا سربراہ انسپکٹر جنرل پولیس کے مرتبے کا ایک آفیسر ہوتا ہے۔ اس یونٹ کے ارکان کیبنٹ سیکرٹریٹ کے ماتحت کام کرتے ہیں اور انہیں پرسنل سیکورٹی گارڈز کہا جاتا ہے۔ ان گارڈز کا چیف وزیر مملکت برائے داخلی سلامتی کی براہ راست نگرانی میں کام کرتے ہیں۔

دیگر انٹیلی جنس ایجنسیاں جنہیں دفاع، خزانہ اور خارجہ امور کی وزارتیں کنٹرول کرتی

ہیں۔

ڈیفنس انٹیلی جنس یونٹس

ملٹری انٹیلی جنس‘ نیول انٹیلی جنس اور ائر فورس انٹیلی جنس وزارت دفاع کی اہم انٹیلی جنس ایجنسیاں ہیں۔ انہیں متعلقہ ہیڈ کوارٹرز کے متعلقہ سربراہ کنٹرول کرتے ہیں۔

وزارت خزانہ

اس وزارت کے مرکزی انٹیلی جنس سیٹ اپ کو ڈائریکٹوریٹ آف ریونیو انٹیلی جنس (ڈی آر آئی) کہا جاتا ہے۔ اپنے متعین کردہ کردار کے علاوہ یہ ایجنسی کسٹمز اور محکمہ انکم ٹیکس کے لئے بھی کام کرتی ہے۔

خارجہ اور مشترکہ سفارتی نگرانی ”نیو دہلی“

External Affairs Joint Diplomatic Surveillance-New Delhi

یہ غیر ملکی سفارت خانوں کے خلاف حکمت عملی تیار کرنے‘ سفارت کاروں کی نگرانی‘ جوابی کارروائی کے لئے مختلف انٹیلی جنس ایجنسیوں کا مشترکہ سیٹ اپ ہے۔

”را“ ریسرچ اینڈ اینیلسز ونگ

بھارت کی سپریم انٹیلی جنس ایجنسی ہے جو اپنے اعمال و افعال کے لئے براہ راست وزیراعظم کو جوابدہ ہے۔ اگرچہ ”را“ داخلی پہلوؤں پر بھی نظر رکھتی ہے لیکن بنیادی طور پر اسے بیرونی محاذ پر انٹیلی جنس اور جاسوسی کارروائیوں کے لئے تشکیل دیا گیا ہے۔ بعض اوقات وزیراعظم کی جانب سے ”را“ کو خصوصی مشن بھی سونپے جاتے ہیں۔

بھارت کے نظام انٹیلی جنس اور جاسوسی کا بنظر عمیق جائزہ لینے کے بعد بظاہر یہ سوال ذہن میں ضرور اٹھتا ہے کہ آخر ”را“ کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے ”را“ کی تخلیق اور ساخت کی وجوہات تلاش کرنا ضروری ہیں۔

”را“

بنیادی ڈھانچہ اور وجہ تخلیق

”را“ کی تخلیق پر مختصر ترین تبصرہ یہی ہو سکتا ہے کہ اس نے ”آئی بی“ کی ناکامی کے لن سے جنم لیا۔ انٹیلی جنس بیورو (آئی بی) جو بھارت کی سب سے اہم انٹیلی جنس ایجنسی تھی 196ء کی چین بھارت جنگ سے پہلے بھارت کی موثر ترین جاسوسی تنظیم سمجھی جاتی تھی لیکن 196ء میں بھارتی فوج کی چین کے ہاتھوں عبرت ناک شکست کے بعد جب شکست کے سباب کا جائزہ لینے کے لئے ماہرین حرب و ضرب اکٹھے ہوئے تو ان کا متفقہ فیصلہ یہی تھا کہ 196ء کی جنگ میں ”آئی بی“ چین کی فوجی قوت‘ فوجی دستوں کی نقل و حرکت‘ آپریشنل فصیلات‘ چینی جنگی پلاننگ غرض ہر میدان میں بری طرح ناکام ہوئی تھی اور بھارت کو چین کے ہاتھوں ہونے والی ذلت آمیز شکست میں بنیادی رول ہی آئی بی نے ادا کیا۔

یہ رپورٹ جب اس دور کے بھارتی وزیراعظم مسٹر جواہر لال نہرو کے سامنے پیش ہوئی انہوں نے بلا کسی حیل و حجت کے فوری طور پر خفیہ فوجی معلومات کے حصول کے لئے ایک لیحدہ انٹیلی جنس ایجنسی قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

1963ء میں بالآخر ”را“ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کی تشکیل میں ابتدائی اور اہم کردار سٹر سنجیوی پلائی Sanjivi Pillai نے ادا کیا جسے بجا طور پر ”آرکیٹیکٹ آف را“ کا اعزاز حاصل ہے۔

پلائی نے ہی 1949ء میں آئی بی کا ادارہ قائم کیا تھا اور اب "را" کی تشکیل بھی انہی کے ہاتھوں انجام پائی۔ ابتدائی مراحل میں "را" آئی بی ہی کا حصہ شمار ہوتی تھی اور 1968ء تک یہی صورتحال رہی لیکن 21 ستمبر 1968ء کو "را" ایک الگ مکمل خود مختار انٹیلی جنس ایجنسی کا روپ دھار گئی۔

"را" نے اپنی غیر ملکی سرگرمیوں کا آغاز پاکستان ہی سے کیا تھا۔ سب سے پہلے سفارتکاروں کے بھیس میں "را" نے اپنے ایجنٹ پاکستان' جرمنی اور جاپان میں داخل کئے۔ چین کو تبت اور سکم سے کور کیا گیا برما' افغانستان' سری لنکا' مالدیپ اور نیپال میں اپنے قدم بڑی مضبوطی سے جمانے کے بعد "را" نے مشرق وسطی کا رخ کیا اور قریباً اس خطے کے ہر قابل ذکر ملک میں اپنا سٹیشن قائم کیا۔

آج صورتحال یہ ہے کہ مالدیپ سے مشرق وسطی' یورپ' امریکہ' کینیڈا اور آسٹریلیا تک "را" نے اپنی سرگرمیوں کا جال سارے گلوب پر پھیلا رکھا ہے۔ اس کی افرادی قوت 250 سے بڑھ کر دس ہزار سے زائد تک پہنچ چکی ہے اور سالانہ بجٹ 3 کروڑ روپے سے بڑھ کر 1200 کروڑ سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔ بلاشبہ اب "را" اس خطے کا سب سے بڑا اور ہیبت ناک انٹیلی جنس نیٹ ورک ہے۔

یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ "را" کی تشکیل میں کشمیری پنڈتوں نے اہم کردار ادا کیا۔ جواہر لال نہرو نے اس خیال کو عملی روپ دھارنے کی ہدایت کی اور ان کی بیٹی مسز اندرا گاندھی نے "را" کو اس خطے کے چھوٹے ممالک کے لئے دہشت بنا کر رکھ دیا۔

"را" کی تشکیل اور اسے موجودہ صورت تک پہنچانے میں پی این ہکسر' ڈی پی دھر' ٹی این کول اور آر این کاؤ جیسے طاقتور ڈپلومیٹس اور بھارتی بیورو کریسی کے ستونوں نے اہم کردار ادا کیا جسے بالعموم کشمیری پنڈتوں کا گروپ کہا جاتا ہے۔ اس گروپ کو مسز اندرا گاندھی کی مکمل آشیرباد حاصل تھی۔

کراچی میں سابق بھارتی سفارتکار راجیشور دیال Rajeshwar Dayal کا بھی "را"

میں اہم رول رہا ہے۔

اپنے آغاز ہی سے "را" نے پاکستان کو اپنا بنیادی ہدف بنایا جس کا واضح ثبوت روز روشن کی طرح عیاں یہ حقیقت ہے کہ "را" کے مذکورہ بالا بانیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی حیثیت میں کبھی نہ کبھی پاکستان کے متعلق بھارتی پالیسی وضع کرنے کے عمل سے متعلق نہ رہا ہو۔

"را" کی تشکیل 1963ء میں انٹیلی جنس بیورو (آئی بی) کے خارجی ونگ کو الگ کر کے کی گئی تھی۔ ان دنوں اس ونگ کے تین جوائنٹ ڈائریکٹوریٹ تھے جو بنیادی طور پر پاکستان' مشرق وسطی' مشرق بعید' روس اور امریکہ سے متعلق تھے۔ اس چھوٹے سے مرکز کے گرد اگرد ہی مختصر سے عرصے میں "را" کی بہت بڑی عمارت کی بنیاد اٹھا دی گئی تھی اور اسے مسز اندرا گاندھی کے براہ راست کنٹرول میں دے دیا گیا تھا کیبنٹ سیکرٹریٹ کی حیثیت میں اس ونگ کا کام اب صرف برائے نام ہی رہ گیا تھا۔

"را" کو ابتدائی ایام میں برطانوی انٹیلی جنس ایم آئی _ 6 اور امریکن سی آئی اے کی طرز پر تشکیل دیا گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں آتی گئیں۔ "را" کے اختیارات "گسٹاپو" کی طرح پھیلنے لگے اور بعد ازاں اسے ایسی تمام کارروائیاں اور کردار سونپ دیئے گئے جو کمیونسٹ دور میں کے جی بی' سابق شہنشاہ ایران کے دور میں "ساواک" اور اسرائیلی انٹیلی جنس ایجنسی موساد انجام دینے میں شہرت رکھتی ہیں۔

"را" براہ راست وزیراعظم بھارت کے ماتحت کام کرتی ہے اور اپنے افعال و اعمال کے لئے بھی بھارتی پارلیمینٹ کے بجائے وزیراعظم ہی کو جوابدہ ہے تاوقتیکہ وزیراعظم خود اس کے برعکس صورت نہ چاہے۔

مقبوضہ کشمیر سے تعلق رکھنے والے سینئر بھارتی پولیس آفیسر آر این کاؤ کو جو مسز اندرا گاندھی کے اپنے سیکورٹی گارڈز کے ہاتھوں قتل تک بھارتی انٹیلی جنس نظام کا سربراہ رہا "را" کا پہلا چیف مقرر کیا گیا۔ آر این کاؤ کے پاس آئی بی میں کام کرنے کا طویل تجربہ موجود تھا اور

نہرو خاندان سے اس کے خصوصی تعلقات زبان زد خاص و عام تھے۔ کاؤ کو بطور خاص کیبنٹ سیکرٹریٹ میں خصوصی سیکرٹری کا عہدہ دیا گیا تھا۔

مسز اندرا گاندھی کی آشیرواد اور بے پناہ عنایات اور آر این کاؤ کی لگن اور ماضی کے طویل تجربے نے جلد ہی "را" کو بھارت کی نمبرون انٹیلی جنس ایجنسی بنادیا اور دیکھتے ہی دیکھتے "را" اپنی سینیئر انٹیلی جنس ایجنسی انٹیلی جنس بیورو (آئی بی) کو بھی اہلیت اور ساکھ دونوں میدانوں میں چاروں شانے چت کر کے بہت آگے نکل گئی۔

صورت حال یہ ہے کہ بھارت کی دیگر انٹیلی جنس ایجنسیاں خصوصاً" آئی بی اور سی بی آئی جو کبھی "را" کو رشک کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اب اس سے متعلق حسد کے جذبات رکھتی ہیں۔ اب تو حالت یہ ہو گئی ہے کہ آئی بی اور سی بی آئی کے ہاتھوں سے اندرونی انٹیلی جنس سسٹم کا کنٹرول بھی نکلتا دکھائی دے رہا ہے کیونکہ اندرون ملک سیاسی محاذ پر بھی "را" نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

مسز اندرا گاندھی نے تو "را" کو اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف ایک خطرناک ہتھیار کی طرح استعمال کیا (جس کا تذکرہ بالتفصیل آگے آئے گا)

حکومت کے مخالف سیاسی راہنماؤں کی جاسوسی میں "را" ہمیشہ سب ایجنسیوں سے زیادہ ملوث رہی ہے۔ بالخصوص 77_75ء کی ایمرجنسی کے دوران مسز اندرا گاندھی نے "را" کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اس طرح استعمال کیا جیسے کبھی ہٹلر نے "گستاپو" کو کیا تھا۔ "را" نے اسی دور میں ڈھائی جانے والی زیادتیوں اور مظالم میں مسز اندرا گاندھی کی مکمل معاونت کی جس سے ایجنسی کی بدنامی تو ضرور ہوئی لیکن مسز اندرا گاندھی کی فراخدلانہ سرپرستی کے سبب اس مرحلے پر "را" کا چھوٹا سا سیٹ اپ ایک وسیع نظام کی شکل اختیار کر گیا۔

چند سو افراد پر مشتمل عملہ ہزاروں کی نفری میں تبدیل ہو گیا۔ سیکرٹریٹ کے قریب "وسنت وھار" میں "را" کا خستہ حال سا دفتر ہوا کرتا تھا جو اب لودھی روڈ نیو دہلی پر 13 منزلہ کمپلیکس میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جہاں اس کے مرکزی دفاتر ہیں۔ نئی دہلی ہی میں "را" کے زیر

استعمال مزید کئی عمارات بھی ہیں۔ اس کے سیف ہاؤس کی تعداد صرف دہلی میں 25 سے زیادہ ہے جن میں جدید ترین ہوٹلوں سے لے کر پرتعیش اور جدید سہولیات سے آراستہ ڈاک بنگلے بھی شامل ہیں جہاں "را" اپنے ایجنٹوں اور "تازہ شکار" کے علاوہ اپنے "آف دی ریکارڈ" ملازموں کو بھی رکھتی ہے۔

"را" نے مسز اندرا گاندھی کے احکامات کی تعمیل میں ان کی مخالفین کا جس طرح ناطقہ بند کر رکھا تھا اس کا خمیازہ ایجنسی کو 1977ء میں بھگتنا پڑا جب مسند اقتدار پر جنتا پارٹی قابض ہو گئی اور بھارت کے جنٹلمین وزیراعظم مرارجی ڈیسائی نے برسراقتدار آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد "را" کے بانی ڈائریکٹر آر این کاؤ اور ان کے ڈپٹی کو جبری ریٹائرمنٹ پر گھر بھیج دیا۔

مرارجی ڈیسائی نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایجنسی کے حجم اور حیثیت میں نمایاں کمی کر دی گئی۔ اس کے چیف کی تنزلی کر دی گئی اسے ایڈیشنل سیکرٹری بنا کر کیبنٹ سیکرٹری کے ماتحت کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے یہ تاکید بھی کر دی گئی کہ وہ وزیراعظم کو براہ راست رپورٹس بھیجنے کے بجائے یہ رپورٹیں متعلقہ وزراء کو بھیجا کرے۔

مرارجی ڈیسائی نے وقتی طور پر تو یہ "انقلابی اقدامات" کر لئے تھے لیکن بھارتی نظام سیاست و سیادت میں جس طرح "را" سرایت کر چکی تھی اس کے بغیر یا "را" کا عمل دخل کم ہونے سے معاملات کی نوعیت ہی تبدیل ہونے لگی اور جنتا سرکار نے بھی بعد ازاں ایک مضبوط اور باوقار انٹیلی جنس ایجنسی کے طور پر "را" کو برقرار رکھنے کی ضرورت محسوس کی۔

صورت حال جو بھی رہی ہو "را" نے اپنی اندرون و بیرون ملک سرگرمیوں میں کبھی کمی نہیں آنے دی۔ اس نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا کام جاری رکھا جس سے اس کی اخلاقی پوزیشن کو زبردست دھچکا لگا۔ اس صورتحال نے "را" کے سٹاف میں بدنظمی اور بے اطمینانی کو جنم دیا۔ نوبت ہڑتال تک پہنچی اور مختلف افواہیں اور اسکینڈل گردش کرنے لگے۔

"را" کا احیا

RevivalOf Raw

جنوری 1980ء میں مسز اندرا گاندھی ایک مرتبہ پھر مسند اقتدار پر براجمان ہوئیں تو "

را" کو دوبارہ مہمیز ملی۔ اس کے تن مردہ میں جیسے جان آگئی۔ مسز اندرا گاندھی کو "را" کی اب پہلے سے زیادہ ضرورت محسوس ہونے لگی تھیں۔ انہیں بڑھتے ہوئے معاشی اور سیاسی مسائل کا سامنا تھا چنانچہ انہیں مسائل نے مسز اندرا گاندھی کو "را" کے مضبوط "سیٹ اپ" کی راہ بھائی اور "را" کے ڈائریکٹر کے ماتحت ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تاکہ جنتا پارٹی کی زخم خوردہ "را" کو دوبارہ منظم کر کے اس کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کیا جائے۔

اپنی موت تک مسز اندرا گاندھی نے "را" کو انتہائے کمال تک پہنچا دیا تھا۔ اس دور میں انہوں نے اپنے پرانے نمک خوار آراین کاؤ کی مدد سے "را" کے اندر ہی "تھرڈ ایجنسی" کے نام سے ایک ایسا گھناؤنا منصوبہ تیار کیا جس کی تفصیلات کسی بھی باشعور انسان کو لرزا دینے کے لئے کافی ہیں۔ اس دور میں "را" کی اندرون بھارت گھناؤنی سرگرمیوں کا تفصیلی تذکرہ آپ آگے پڑھیں گے۔

اندرا گاندھی کی موت کے بعد انکے سپتر راجیو گاندھی نے اپنی "پوجیہ ماتاجی" سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر "را" کو مزید مضبوط کیا۔ یہ انٹیلی جنس اور سلامتی کی بڑھتی ہوئی ضروریات ہی تھیں جنہوں نے راجیو گاندھی کی پوزیشن کو کمزور کیا اور انہیں بھی کچھ عرصہ کے لئے اقتدار سے محرومی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔

"را" جس کا آغاز نہایت معمولی تھا اب ایک دیو ہیکل ایجنسی کا روپ دھار چکی ہے اس کے اہلکاروں کی تعداد 10 ہزار سے تجاوز کر رہی ہے۔ اس تعداد میں وہ ہزاروں ایجنٹ شامل نہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں "را" کی پے لسٹ Pay Roll پر کام کر رہے ہیں۔

"را" کا سالانہ بجٹ پانچ بلین روپے ہے۔ ایک وقت تو ایسا بھی آیا کہ جب یہ بجٹ نو بلین تک جا پہنچا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب "را" نے ملکی نیوکلیئر پلانٹس کے لئے بھاری پانی اور افزودہ یورینیم فراہم کرنا شروع کیا اور ڈیفنس ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن (ڈی آر ڈی او) کے لئے دنیا میں موجود تمام ممکنہ ذرائع سے جدید ساخت کے ہتھیاروں کی سپلائی کا آغاز ہوا۔

"را" نے مختلف ممالک کے تیار کردہ جدید اور مہلک ترین اسلحہ کا جائزہ لینے کے لئے اپنی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے۔ حکومت کی راہنمائی کے لئے ایجنسی ان ہتھیاروں کو حاصل کر کے ان کی کارکردگی کا مطالعاتی موازنہ کرتی ہے۔ اس صورت میں کہ ایسے ہتھیار پاکستان یا چین ایسے دشمن ممالک کے پاس موجود ہوں۔

"را" نے حکومتی سرپرستی میں اپنے "آف دی ریکارڈ" اخراجات پورے کرنے کیلئے بھارت اور دنیا کے دیگر ممالک میں امپورٹ ایکسپورٹ فرموں کا جال بچھا رکھا ہے۔ بظاہر تو یہ فرمیں تجارتی معاملات سے متعلق ہیں لیکن اصل میں یہ سمگلنگ کے اڈے ہیں۔ ان اڈوں پر سرکاری سرپرستی میں "مطلوبہ اشیاء" سمگل کی جاتی ہیں جن میں خطرناک اور حساس نوعیت کے سامان جنگ کے علاوہ ایٹمی سامان بھی شامل ہے۔

بھارتی حکومت چونکہ اپنے ایٹمی خصوصاً میزائل پروگرام پر جنون کی حد تک عمل پیرا ہے جس کیلئے اسے بھاری پانی، یورینیم اور جدید الیکٹرانکس نظام کی ضرورت درپیش رہتی ہے۔ ایسی تمام اشیاء کو غیر قانونی طریقے سے دنیا کے مختلف ممالک میں موجود "مافیا" سے حاصل کرنا اور پھر اسے بھارت تک پہنچانا "را" کی اہم ذمہ داری ہے۔ اس "ذمہ داری" کو پورا کرنے کیلئے "را" نے ان تجارتی فرموں کا جال بچھایا ہے۔

بھارت ایک غریب ملک ہے جسکے 60 فیصد عوام بنیادی انسانی سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔ ایسے ملک میں ایک ایسی انٹیلی جنس ایجنسی کا قیام جو تخریبی مقاصد کی حامل ہو اور چانکیائی سیاست کی پیروکار۔ ملکی خزانے پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ یوں بھی بھارت میں نام نہاد ہی سہی ایک جمہوری ڈھانچہ ضرور موجود ہے۔ ہر وقت حکومت کو یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کوئی سرپھرا اپوزیشن کا اقلیتی فرقہ کا لیڈر کہیں پارلیمنٹ میں "بے پناہ آف دی ریکارڈ اخراجات" کی بحث ہی نہ چھیڑ دے۔

اس خطرے کا تدارک کرنے کے لئے شاید "را" غیر قانونی طریقے سے پیسہ حاصل کرتی ہے کیونکہ اسے جنوبی ایشیا کے قریباً ہر ملک میں موجود کسی نہ کسی "فیکشن" کو قابو کرنے اور

اسے اپنے تخریبی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی دھن لگی رہتی ہے۔ تیسری دنیا کے غریب ممالک میں پیسہ کتنی اہمیت کا حامل ہے؟ اس کا ادراک "را" کے شیطانی ذہن سے بہتر اور کسے ہوگا؟

بھارت سے ہر سال اربوں روپے کی ہیروئن اور اس کی تیاری میں استعمال ہونے والا کیمیکل سمگل ہوتا ہے۔ دنیا کے بیشتر ڈرگ سمگلروں کا روٹ بمبئی کی بندرگاہ اور بھارت کا ساحلی علاقہ ہے۔ عالمی پریس میں متعدد مرتبہ ایسی خبریں شائع ہو چکی ہیں جن کے مطابق بھارت کے ساحلی علاقوں سے چلنے والی "ڈرگ سروس" کو سرکاری پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔

روس کی شکست و ریخت کے بعد روس کی سابقہ ریاستوں میں موجود درجنوں ایٹمی مراکز سے یورینیم منشیات کی طرح دنیا بھر میں سمگل ہو رہا ہے' اس سمگلنگ میں "را" کے اہم رول کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

نومبر 1994ء میں بھارت کے صوبے راجستھان میں علیحدگی پسند سکھوں اور بھارتی سیکورٹی ایجنسیوں کے درمیان ہونے والی لڑائی جس میں ایک بھارتی وزیر کے بیٹے کو یرغمال بنانے والے سکھوں کا لیڈر مارا گیا' بھارتی پولیس نے یورینیم برآمد کیا تھا۔ یہ یورینیم ان سکھوں تک کیسے پہنچا؟ اس اہم سوال نے دنیا کی بڑی بڑی ایجنسیوں کو چکرا کر رکھ دیا لیکن بھارتی پریس کے حوالے ہی سے اس معمے کا حل بھی سامنے آگیا اور یہ لرزا دینے والی سچائی سامنے آئی کہ ان سکھوں تک یورینیم دراصل بھارتی سپریم انٹیلی جنس ایجنسی نے ہی اپنے "خصوصی ذرائع" سے پہنچایا تھا جس کے لئے جرمنی میں ایک سکھ لیڈر سے رابطہ کرکے اسے ایک بھارتی انٹیلی جنس آفیسر کے "خالصتان نواز" ہونے کی یقین دہانی کروائی گئی اور ڈرامے میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے اس سکھ انٹیلی جنس آفیسر کی طرف سے جو دراصل "را" ہی کا آفیسر تھا ایک خطیر رقم کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

سکھوں نے یہ رقم فراہم کی جس پر انہیں بھارت میں ان کی مطلوبہ جگہ پر ایک بریف

کیس پہنچا دیا گیا جس میں مطلوبہ یورینیم اپنی مخصوص پیکنگ کے ساتھ موجود تھا۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ خریدار اس یورینیم کا استعمال ہی نہیں جانتا تھا نہ ہی عام قسم کے دہشت گردوں کے اتنے ذرائع ہوتے ہیں کہ وہ نیوکلیئر ہتھیار تیار کرسکیں۔ انہیں یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ اس یورینیم سے خطرناک ایٹمی ہتھیار تیار کرنے کے لئے بھی انہیں بھارت میں ہی "مطلوبہ سائنس دان" سے ملا دیا جائے گا۔

ڈرامہ مکمل تیار تھا۔

سکھوں کی سادہ لوحی یا انتقام کی آگ میں اندھا ہونے کی بے وقوفی کو "را" نے اپنے حق میں استعمال کیا۔

اغوا کا ڈرامہ اپنے کلائمکس تک پہنچایا گیا۔ اغوا کاروں میں "اپنے آدمیوں" کو فرار کروایا گیا اور "حقیقی سکھ اغوا کار" کو ایک زبردست مقابلے کے بعد موت کے گھاٹ اتار کر اس کے ٹھکانے سے یورینیم برآمد کرلیا گیا۔

اب "را" نے اپنے اصلی دانت دکھائے اور سکھوں کو پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسی آئی ایس آئی سے منسلک کرنے کا پراپیگنڈہ کرنے کے بعد یہ تاثر دیا کہ انہیں یورینیم بھی آئی ایس آئی نے فراہم کیا تھا۔ ممکن تھا کہ ان کی یہ سازش بھی کامیاب رہتی لیکن کسی کچے ذہن کے آفیسر کی گھٹیا منصوبہ بندی نے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا کہ اس منصوبے کے "تکنیکی پہلوؤں" پر "را" کی نظر نہیں تھی سو یہ ہنڈیا سرے نہ چڑھ سکی اور بیچ بازار میں پھوٹ گئی۔

جب بھارتی اخبارات نے یہ خبریں شائع کیں کہ اغوا کار سکھوں کے قبضے سے یورینیم بھی برآمد ہوا ہے اور اشارے کنائے سے اسکا ذمہ دار "آئی ایس آئی" کو گردانا گیا تو عالمی ایجنسیاں چونکیں اور بعض ایسے تکنیکی سوالات اٹھائے گئے جن کے "را" کے پاس شاید جوابات نہیں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس معاملے پر پھر اچانک "پراسرار خاموشی" اختیار کرلی گئی۔

"را" کی بدقسمتی کہ اس نے کچھ عرصے بعد جرمنی میں یورینیم کی سمگلنگ کے ایک

ایسے ہی واقعے میں پاکستان کو ملوث کیا اور عالمی پریس میں موجود اپنے "تنخواہ دار بہی خواہوں" کے ذریعے ساری دنیا میں اس مسئلے کو خوب اچھالا۔

لیکن ——— جرمنی ہی کی پولیس نے یہ الزام واپس لے لیا اور اعلان کیا کہ غلط فہمی کی بنیاد پر انہوں نے پاکستان کو اس سمگلنگ کا ذمہ دار گردانا تھا۔

ایسی گھناؤنی کارروائیاں "را" کی ان نام نہاد ٹریڈنگ' امپورٹ' ایکسپورٹ کمپنیوں کے ذریعے کی جاتی ہیں۔

"را" کا عملہ بنیادی طور پر مسلح افواج اور پولیس سے ڈیپوٹیشن پر بھیجے گئے افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ 1975ء کے اواخر میں ریگولر فارن انٹیلی جنس سروس تشکیل دیتے ہوئے ایک سکیم تیار کی گئی تاکہ عملے کی ملازمت کو ایک مضبوط انتظامی اساس ملے اور ان دشواریوں پر قابو پایا جائے جو دیگر محکموں سے سٹاف لینے سے پیدا ہوتی ہیں اور بعد ازاں عملے میں بھی بے چینی پیدا کرتی ہیں' تاہم یہ تجویز حقیقت کا جامہ نہ پہن سکی چنانچہ مسٹر شنکرن نائر کی سربراہی میں 1983ء میں ایک کمیشن قائم کیا گیا تاکہ وہ ایجنسی میں اصلاحات کے لئے سفارشات پیش کرے۔ کمیشن نے 1985ء میں حکومت بھارت کو اپنی رپورٹ پیش کی جس میں سفارش کی گئی تھی کہ سارا سٹاف ریسرچ اینڈ اینالائزز سروسز میں سمو دیا جائے۔

1987ء میں اس بارے میں ایک پالیسی فیصلہ کیا گیا۔ تمام ملازمین سے کہا گیا کہ وہ دو سال کے عرصے میں یا تو اپنے اصل محکموں کو خیرباد کہہ کر ریگولر سروس جوائن کر لیں یا اپنے اصل محکموں میں لوٹ جائیں۔

1989ء میں یہ دو سالہ مہلت ختم ہو گئی اور "را" کے بہت سے ملازمین یعنی تقریباً 2300 افراد ایجنسی کو چھوڑ کر اپنے اصل محکموں میں چلے گئے۔ سری لنکا کے معاملات کے بارے میں' جہاں آئی پی کے ایف کو ایل ٹی ٹی ای کے ہاتھوں بھاری نقصانات اٹھانے پڑے تھے' جب "را" حکومت کو درست اطلاعات فراہم کرنے میں ناکام ہو گئی تو راجیو گاندھی نے اس کے بارے میں سرد مہری کا رویہ اپنایا اور اسکے بجٹ اور سٹاف میں کمی کا حکم جاری کیا۔

ڈیپوٹیشن والے تقریباً چھ سو افراد نے' جنہیں اندرا گاندھی نے اپنے قتل سے تھوڑا عرصہ قبل دیگر ایجنسیوں سے الیکشن ڈیوٹی پر ادھر بھیجا تھا اور وہ بعد ازاں طویل عرصے کے لئے یہیں ٹک گئے تھے' وہ پہلا زمرہ تشکیل دیا جو اپنی اصل کیڈر میں واپس گیا۔ ملازمین کی ایک خاصی بڑی تعداد' جو اس عرصے میں ہونے والی اقربا پروری کے ہاتھوں تنگ آ چکی تھی' ترقیاں لینے میں ناکام ہو گئی تھی لہٰذا اس نے اپنے اصل کیڈر میں لوٹ جانے کو ترجیح دی۔

وزارت خارجہ امور جس کا "را" کیساتھ ہمیشہ معاندانہ رہا ہے اور جو اس کی ہراساں کر دینے والی کارروائیوں سے تنگ آ چکی ہے' اس نے صورتحال سے فائدہ اٹھایا اور پرائیویٹ طور پر کچھ میزبان ممالک کی حکومتوں کو وہاں "را" کے ایجنٹوں کی موجودگی سے آگاہ کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گزشتہ چند برسوں کی دوران "را" کے 20 مستقر بند کئے جا چکے ہیں۔ جہاں "را" کے سینئر اہلکار بطور سفارت کار تعینات کئے گئے تھے' انہیں کینیڈا' آسٹریلیا' امریکہ' فجی اور کویت کی حکومتوں نے اپنے شہریوں کے ساتھ بدسلوکی کے الزامات لگا کر ملک بدر کر دیا۔

نومبر 1989ء میں جب مسٹر وی پی سنگھ برسراقتدار آئے تو انہوں نے "را" پر انحصار نہ کیا بلکہ انٹیلی جنس بیورو میں اعلیٰ عہدوں پر اپنے آدمیوں کا تقرر کیا۔ ایک اور نقطہ تغیر اس وقت آیا جب چندر شیکھر نے دہلی کی مسند اقتدار پر قدم رکھا۔ چندر شیکھر کی اقلیتی حکومت راجیو گاندھی کی حمایت کے سہارے قائم تھی چنانچہ راجیو گاندھی نے اس صورت حال کا فائدہ اٹھایا اور چندر شیکھر پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے انٹیلی جنس بیورو میں اعلیٰ عہدوں پر اپنے خاص آدمیوں کا تقرر کرایا جنہوں نے روزانہ کی صورتحال بالخصوص سیاست کے بارے میں' مختلف پارٹیوں کے انتخابی امکانات اور سیاستدانوں کی نگرانی وغیرہ کے متعلق راجیو گاندھی کو آگاہ کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ آئی بی نے وزیراعظم چندر شیکھر کے کابینہ کے ساتھیوں کی بھی نگرانی شروع کر دی۔ چنانچہ چندر شیکھر نے مجبور ہو کر اس وقت کے ہریانہ کے وزیراعلیٰ سے کہا کہ اپنے سی آئی ڈی کے کچھ اہلکاروں کو دہلی بھیجیں تاکہ راجیو گاندھی اور کانگریس (آئی) کے دیگر ارکان کی نگرانی کی جائے۔ اس صورتحال نے چندر شیکھر اور راجیو

گاندھی میں کشیدگی کو جنم دیا، چنانچہ چندر شیکھر وزیراعظم کے منصب سے مستعفی ہو گئے اور 1990ء میں لوک سبھا توڑ دی گئی۔

مقاصد اور تنظیم

مقاصد / فرائض

"را" کا بنیادی مشن جارحانہ جاسوسی ہے اور اسے ٹارگٹ ممالک میں دشمن حکومتوں کو جاسوسی، تخریبی پروپیگنڈے، سبوتاژ اور فتنہ انگیزی کے ذریعے غیر مستحکم کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ کثیر الجہتی مشن، جیسا کہ اشوک رائنا نے اپنی غیر سرکاری تاریخ "ان سائیڈ را" (بھارتی سیکرٹ سروس کی کہانی) میں انکشاف کیا ہے، درج ذیل ہے۔

الف = تمام ہمسایہ ممالک میں ہونے والی سیاسی اور فوجی تبدیلیوں کو مانیٹر کرنا جو بھارت کی قومی سلامتی اور بھارتی خارجہ پالیسی کی تشکیل پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہوں۔

ب = بین الاقوامی کمیونزم بالخصوص چین اور روس میں تنازعے سے متعلق ہونے والی پیش رفت کو مانیٹر کرنا۔ روس کے ساتھ بھارت کی دوستی کے باوجود سرخ خطرے کے اندیشے نے بھارت کو یہ جواز فراہم کیا کہ وہ برطانوی ایم آئی-6 کے ساتھ اپنے روابط کے ذریعے سی آئی اے کو حالات سے باخبر رکھے۔

ج ۔ پاکستان پر کڑی نگرانی رکھنا بالخصوص چین اور امریکہ سے ہتھیاروں کے حصول پر۔

د ۔ دنیا بھر میں بشمول جزائر غرب الہند کی انڈین کالونیوں اور بحرالکاہل

(سمندری) کے خطوں میں بھارتی نژاد سے رابطہ رکھنا اور تعلقات کو مضبوط بنانا۔

سٹریٹیجک انٹیلی جنس

(الف) معلومات اکٹھی کرنا

اس میں بھارتی مفاد اور پالیسیوں سے متعلق ناگزیر اہمیت کی معلومات اکٹھی کرنا شامل ہے۔ اس ضمن میں خصوصی زور ہمسایہ ممالک، سپر پاورز اور ان ممالک پر دیا گیا ہے جن کے ساتھ بھارت کے سیاسی اور اقتصادی تعلقات ہیں۔

(ب) معلومات کی پراسیسنگ

"را" جمع شدہ معلومات و اطلاعات کا بڑے پیمانے پر تجزیہ اور تحقیق کرتی ہے۔ اس مقصد کے لئے سازوسامان بھی بشمول جدید کمپیوٹر نظام "را" کے ہیڈکوارٹرز واقع نئی دہلی میں نصب کیا گیا ہے۔

(ج) کانٹ چھانٹ

تجزیہ کی گئی معلومات و اطلاعات وزیراعظم، جوائنٹ انٹیلی جنس کمیٹی خارجہ، داخلہ، سینئر اہلکاروں، سول اور آرمی تک پہنچادی جاتی ہیں۔

جارحانہ انٹیلی جنس

جارحانہ انٹیلی جنس کے لئے "را" کے بنیادی مشن کا مقصد جاسوسی، نفسیاتی جنگ، تخریب کاری، سبوتاژ اور بغاوت کے ذریعے ٹارگٹ ممالک میں دشمن حکومتوں کو غیر مستحکم کرنا ہے۔

جاسوسی نظام

اس کا مقصد بھارت کی سلامتی، تجارت اور ٹیکنیکل / سائنٹیفک ترقی سے متعلق اہم

موضوعات پر تازہ ترین معلومات کا حصول ہے۔ یہ مسائی سیاسی، اقتصادی، صنعتی سائنسی اور دیگر متعلقہ حلقوں پر محیط ہیں۔

نفسیاتی جنگ

"را" جارحانہ پروپیگنڈے اور ماس میڈیا میں کارپردازی کے ذریعے ایک منظم نفسیاتی جنگ کا آغاز کرتی ہے۔ اس کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ٹارگٹ ملک کے عوام کا وطن، اس کی قیادت اور نظریئے سے اعتبار ختم ہو جائے۔

تخریب کاری

اس مشن کا مقصد ٹارگٹ ممالک میں تخریب اور توڑ پھوڑ کے بیج بونا ہوتا ہے۔ دشمن یا غیر دوست حکومتوں کے خلاف بھارتی تخریب کاری کے بنیادی مقاصد میں اس امر کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ یا تو انہیں غیر مستحکم کر دیا جائے یا پھر بھارتی پالیسی اور تصورات کی پیروی پر مجبور کیا جائے۔ اس کا یہ مقصد بھی ہے کہ خطے کے دیگر ممالک کے متنازع صورت حالات سے فائدہ اٹھا کر اسے سیاسی اور سٹریٹیجک اعتبار سے بھارت کے حق میں استعمال کیا جائے۔

سبوتاژ

"را" ٹارگٹ ممالک میں سبوتاژ کی کارروائیوں پر بھی عمل کرتی ہے۔ اس سلسلے میں "را" بارڈر سیکورٹی فورسز (بی ایس ایف) اور سپیشل فرنٹیئر فورس (ایس ایف ایف) کے انٹیلی جنس یونٹوں کو مشن سونپنے اور ان کی نگرانی کی بھی ذمے وار ہے۔ بی ایس ایف کا وسیع نیٹ ورک "را" کے معاون یونٹوں کے طور پر کام کر رہا ہے اور اس نے بیشتر اہم مشنوں میں "را" کو پوری آپریشنل سپورٹ مہیا کی ہے۔ یہ چیز بالخصوص مشرقی پاکستان کے بحران کے ضمن میں دیکھنے میں آئی۔

بغاوت

"را" ٹارگٹ ممالک میں جاری باغیانہ سرگرمیوں اور باغیانہ آپریشنز کو تمام ممکنہ مد فراہم کرتی ہے۔ بغاوت کے کسی موزوں مرحلے پر "را" خفیہ طور پر' بغاوت کے شعلوں کو مز تیز کرنے کی خاطر' اپنی خاص فورسز کو تعینات کر دیتی ہے۔ یوں ٹارگٹ ممالک میں دشمن حکومتوں کو گرانے کے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچائے جاتے ہیں۔

خصوصی مشن

یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ خاص ملک یا اس کی حکومت جو بھارتی مفادات کے مطابق بھارت کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہو' بھارتی وزیر اعظم اس کے خلاف "را" کو خاص مشن سونپتے ہیں۔ جہاں تک اس کے خارجی مشنوں کا تعلق ہے تو "را" ان ممالک کو اولین ترجیح دیتی ہے۔

(الف)

جو خطے میں بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم کے لئے فوری یا طویل المیعاد خطرے باعث ہوں' یا وہ ممالک جو علاقائی قربت کے سبب خاطر خواہ سٹرٹیجک اہمیت کے حامل ہوں۔ اس طرح بھارتی ترجیح میں پاکستان اور چین کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ اس کے بعد سری لنکا بنگلہ دیش' بھوٹان' اور برما نیپال وغیرہ کا نام آتا ہے۔

(ب)

جن کے کنسورشیم بھارت کو مالی امداد فراہم کرتے ہوں اور جہاں اس کے ناگزیر کاروباری اور تجارتی مفادات ہوں' ان میں وہ افرو ایشیائی ریاستیں بھی شامل ہیں جہاں بھارت نے سرمایہ کاری اور بڑے بڑے پراجیکٹ شروع کر رکھے ہیں جن میں بھارتی باشندوں کی ایک خاصی بڑی تعداد ملازمت کرتی ہے۔

(ج)

جو کہ بڑی پاورز ہوں جیسے روس' امریکہ اور مغربی آقوام مثلاً برطانیہ' فرانس اور جرمنی وغیرہ۔ یہ اقوام بھارت کی دفاعی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ بیشتر مسلم ممالک بھی بھارت کی ٹارگٹ لسٹ میں اول نمبر پر ہیں۔ ایران اور عراق پر حد درجہ توجہ دی جارہی ہے جو کہ بھارت کو تیل فراہم کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے ممالک / تنظیمیں جو ویسٹ ایشین بحرانوں میں ملوث ہیں مثلاً پی ایل او' لیبیا' شام وغیرہ۔ دیگر عرب ممالک بالخصوص خلیج میں واقع ممالک کو بھی بے حد ترجیح دی جارہی ہے خصوصاً اس لئے کہ بھارت انہیں پاکستان سے دور کر دینا چاہتا ہے۔ وسط ایشیائی ریاستوں اور افغانستان کو بھارت کے علاقائی مفادات میں اولین ترجیح حاصل ہے۔

(د)

"را" ماریشس' مشرقی افریقہ' جنوبی افریقہ' بحر ہند اور مغرب' جہاں ہندو معقول اقلیت میں ہیں' میں رونما ہونے والے واقعات کو خاص اہمیت دے رہی ہے۔ بھارت کے ماریشس کے ساتھ قریبی مراسم ہیں جہاں ہندو خاصی بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ "را" واضح طور پر سری لنکا میں جاری تامل ایجی ٹیشن میں نمایاں سے بھی زیادہ کردار ادا کر رہی ہے۔ اس نے ایل ٹی ٹی ای سے ایک "عفریت" تخلیق کیا جو آخر کار "قابو سے باہر" ہو گیا اور اب خود "را" کے گلے کی ہڈی بن چکا ہے۔ وزیر اعظم راجیو گاندھی کا قتل ان ہی لوگوں کا کارنامہ ہے۔

(ہ)

"را" کا ایک بڑا آپریشن ان "غیر ملکی ایجنسیوں" کو بے نقاب" اور غیر موثر کر رہا ہے جو خالصتان موومنٹ' حق خود ارادیت کے لئے کشمیریوں کی جدوجہد اور شمال مشرقی بھارت میں طویل عرصے سے جاری اینٹی حکومت تحریکوں کی مدد کر رہی ہیں۔ ظاہر ہے عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کرنے کی "را" کی کوششوں میں پاکستان بنیادی ہدف ہے۔

داخلی مشن

جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے داخلی انٹیلی جنس کے لئے بنیادی تنظیم انٹیلی جنس بیورو ہے' تاہم "را" کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے مسز اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی نے بھی بے پناہ استعمال کیا تھا اور کانگریس (آئی) حکومت بھی سیاسی معلومات' کاؤنٹر انٹیلی جنس اور بھارت کے اندر خصوصی مشنوں کے لئے "را" کو استعمال کر رہی ہے۔

پولیٹیکل انٹیلی جنس

وزیر اعظم کو درج ذیل کی سرگرمیوں کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے

(1) کانگریس (آئی) کے مرکزی وزراء' ان کے ساتھی اور پارٹی کے منحرفین۔

(2) ریاستوں میں غیر کانگریسی وزرائے اعلیٰ / وزراء' دیگر اپوزیشن رہنما اور پارٹیاں' اہم مزدور لیڈر' صحافی' ادیب اور دیگر دانشور اور مذہبی لیڈر شپ

(3) حکومت مخالف تنظیموں کے کارکنان اور راہنما

(4) فضائی اور بری افواج کے سربراہان اور دیگر اہم فوجی افسران

(5) مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے سینئر افسران

جوابی جاسوسی نظام

اس کے لئے "را" کا ایک وسیع سیٹ اپ ہے۔ تقریباً تمام ہی بڑے شہروں میں' خاص طور پر جو سرحدوں کے قریب ہیں' "را" نے فیلڈ یونٹ قائم کئے ہیں۔ "را" ٹارگٹ ممالک کے سفارتی عملے کے خلاف خاص طور پر سرگرم ہے۔ اس بارے میں خاص شکایات پائی جاتی ہیں کہ ایسی سفارتی عملے کو ان کے قانونی فرائض کی انجام دہی کے دوران "را" کے ایجنٹوں نے ڈرایا دھمکایا اور ہراساں کیا۔ پاکستانی سفارتکار تو "را" کی زیادتیوں کا بدترین نشانہ بنے۔ "را" کے ایجنٹوں نے گزشتہ چھ برسوں کے دوران 8 پاکستانی سفارتکاروں کو اغوا کیا اور بغیر کسی

معقول وجہ کے انہیں بری طرح زدوکوب کیا۔ "را" نے سفارتی عملے کی رہائش گاہوں اور سفارتخانوں میں جاسوسی کے جدید ترین آلات بھی نصب کر رکھے ہیں۔ مزید برآں "را" نے زیر زمین دنیا کے مجرموں' ڈرگ مافیا اور باغی گروپوں میں بھی خفیہ طور پر اپنے جاسوس داخل کر رکھے ہیں تاکہ ان کی سرگرمیوں کے بارے میں تازہ ترین اطلاعات حاصل ہوتی رہیں۔

تنظیم

"را" کو امریکی سی آئی اے کی طرز پر ڈھالا گیا ہے جو اسے تربیتی سہولیات اور اپنے کچھ
سوسی کے جدید ترین آلات فراہم کرتی رہی ہے۔ مزید بر آن "را" کے افسروں کے ایک
وٹے سے گروپ کی تربیت سابق سوویت یونین کی تنظیم کے جی بی نے بھی کی ہے۔ ایم
ں۔ 6 اور اسرائیلی موساد کے ساتھ بھی "را" کے روابط ہیں۔ یہ تمام روابط ایجنسی کی
یشنل قوت اور تنظیمی سائیکی کو ایک سانچے میں ڈھالتے ہیں۔

ایجنسی کا سربراہ ایک ڈائریکٹر ہوتا ہے جو ایڈیشنل سیکرٹری کا ہم مرتبہ ہوتا ہے۔ وہ "را"
غالباً سینئر افسر ہے۔ ایک سکھ مسٹر اے ایس سیالی موجودہ چیف ہے۔ جس کی سروس میں حال
میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کا پیش رو مسٹر جے ایس بیدی کچھ عرصہ قبل ریٹائر ہوا ہے۔ لگتا
ہے کہ یہ تبدیلیاں وزیراعظم نے کی ہیں اور جنوبی بھارت سے تعلق رکھنے والے کچھ افسران کو
قی دی گئی ہے جنہوں نے "را" پر غلبہ قائم کر رکھا تھا۔ ڈائریکٹر کی معاونت ایک ڈائریکٹر جنرل
ورٹی اور دو ایڈیشنل ڈائریکٹرز کرتے ہیں (ملاحظہ فرمائیں تنظیمی چارٹ)۔

لف) ڈائریکٹر جنرل سیکورٹی (ڈی جی ایس)

ڈی جی ایس، جو اگرچہ "را" کا ایک ماتحت آفیسر ہے، براہ راست وزیراعظم کو جوابدہ
ہے اور ان کے سیکورٹی ایڈوائزر کے طور پر کام کرتا ہے ڈی جی ایس کے تحت تین ذیلی تنظیمیں
ھی گئی ہیں۔

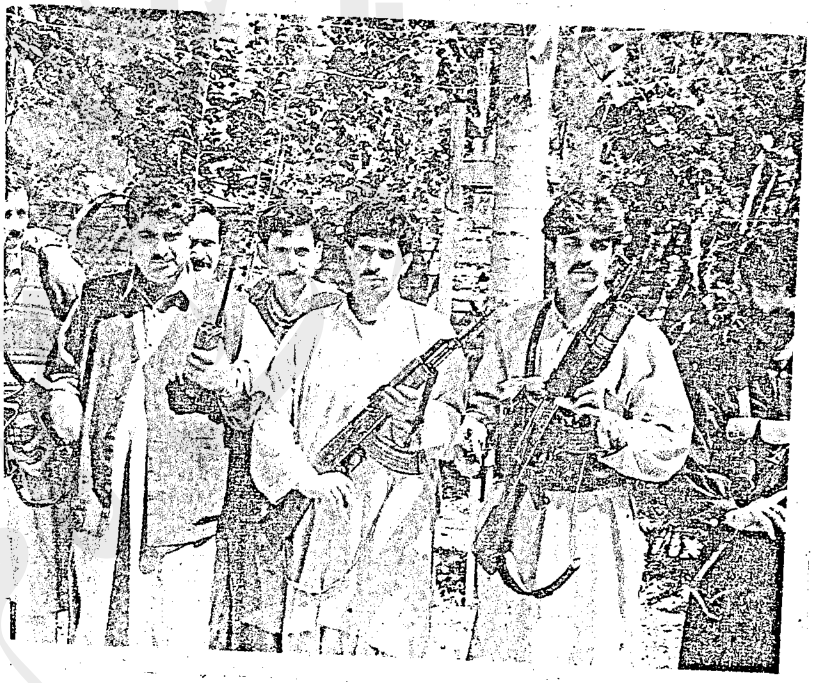

ایل ٹی ٹی ای کا سربراہ بھاسکر اس تنظیم کو "را" نے تربیت دی تھی جو اب "را"
گلے میں ہڈی بن کر اٹک گئی ہے۔ راجیو گاندھی کا قتل بھی اسی تنظیم نے کیا۔

(ا) ایوی ایشن ریسرچ سنٹر (اے آر سی)

یہ ٹارگٹ مواصلاتی نظام میں رکاوٹ ڈالنے' اسے جام اور مانیٹر کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اس کے پاس انتہائی جدید نوعیت کے الیکٹرانک آلات ہیں اور ایسے ہوائی جہازوں کی بھی ایک خاصی بڑی تعداد ہے جو جاسوسی کے آلات سے لیس ہیں۔ 1987ء کے وسط میں ان میں تین اور نئے جہاز "گلف سٹریمز۔3" شامل کر کے اس بیڑے کو مضبوط کیا گیا۔ ان تین نئے جہازوں پر 50 کروڑ روپے لاگت آئی۔ یہ ہوائی جہاز مبینہ طور پر 52 ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر سکتا ہے اور پانچ ہزار کلو میٹر کی اپریٹنگ رینج کا حامل ہے۔ اے آر سی چین' بھارت اور پاکستان' بھارت سرحدوں پر واقع کئی راڈار اسٹیشنوں کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ اس کے ہوائی جہاز پاکستان' چین اور بنگلہ دیش کی سرحدوں کے ساتھ ساتھ خفیہ طور پر جاسوسی بھی کرتے ہیں۔

(2) سپیشل فرنٹیر فورس (ایس ایف ایف)

یہ فورس ایک ریٹائرڈ آرمی جرنیل کے تحت قائم کی گئی ہے اور دیگر عسکری شعبوں سے لئے گئے عناصر پر مشتمل ہے جن میں پیراشوٹ و کمانڈو یونٹس اور بارڈر سیکورٹی فورس (بی ایس ایف) جیسی پیرا ملٹری آرگنائزیشنز شامل ہیں۔ ایس ایف ایف کے پاس خصوصی مواصلاتی آلات ہیں اور ٹرانسپورٹ کا اپنا بیڑا ہے جس میں جہاز بھی شامل ہے۔ یہ فورس براہ راست وزیر اعظم کے احکامات پر کام کرتی ہے۔ خفیہ عسکری آپریشنز پر عملدرآمد کے لئے اسے خاص مشن سونپے جاتے ہیں۔ ایس ایف ایف کو خاص طور پر سرحد پار متخصص انٹیلی جنس کارروائی اور سبوتاژ و تخریبی عمل پر مشتمل دیگر خفیہ مشنوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے تعینات کیا جاتا ہے۔ ایس ایف ایف کے اہلکاروں کو بھی بعض بھارتی سفارت خانوں میں خفیہ بھیس میں رکھا جاتا ہے۔ وہ ٹارگٹ ممالک میں گوریلا تحریکوں کے لئے تربیتی ٹیمیں بھی مہیا کرتے ہیں۔

(3) سپیشل سروسز بیورو (ایس ایس بی)

سپیشل سروسز بیورو (ایس ایس بی) کا بنیادی فریضہ سرحد کے ساتھ ساتھ موجود آبادی کو منظم کرنا ہے تاکہ وہ دشمن کے خلاف مزاحمت کا آغاز کریں۔ ایس ایس بی کے اہلکاروں کو دھماکہ خیز مواد سنبھالنے کی تربیت دی گئی ہے اور وہ اپنی گوریلا آپریشنز بھی کرتے ہیں۔ ابتداء" تو اس کا مقصد چین بھارت سرحد کے ساتھ چینیوں کی تخریب کاری کے خلاف کام کرنا تھا' لیکن اب اس نے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ کشمیر تک پھیلا لیا ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مشن یہ ہے کہ زمانہ امن میں داخلی سلامتی کی حمایت میں کام کرے اور زمانہ جنگ میں مزاحمتی تحریکیں پیدا کرے۔

خفیہ منظرنامے میں ایس ایف ایف تلوار اور ایس ایس بی ڈھال ہے۔

(ب) ایڈیشنل ڈائریکٹر۔1

اس کی معاونت درج ذیل افراد کرتے ہیں۔

(1) جوائنٹ ڈائریکٹر ٹیکنیکل ونگ

یہ انٹیلی جنس سے متعلق ہونے والی فنی پیش رفتوں پر نظر رکھتا ہے۔ اس میں الیکٹرانک نگرانی اور خبر رسانی بھی شامل ہیں۔

(2) جوائنٹ ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن

فنانس' نقل و حرکت اور عملے کے تمام انتظامی معاملات اس کے ذمے ہیں۔

(3) جوائنٹ ڈائریکٹر آپریشنز

یہ انتہائی فعال شاخ ہے جو تمام جاسوسی مشنوں اور خاص آپریشنز کی منصوبہ بندی کرتی ہے۔ اس کا ایک ایڈیشنل جوائنٹ ڈائریکٹر اور چار ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں جن کے ذمے درج ذیل

علاقوں، جن کی ترتیب قومی سلامتی کے لئے خطرے کے مبینہ تصور کے مطابق کی گئی ہے، کے بارے میں معلومات اور اطلاعات جمع کرتا ہے۔

الف = پاکستان

ب = چین اور جنوب مشرقی ایشیا

ج = مشرق وسطیٰ اور افریقہ

د = باقیماندہ اہم ممالک

(ج) ایڈیشنل ڈائریکٹر 2

یہ درج ذیل چار بیورو جات کے سربراہ ہیں۔

(1) تجزیاتی ونگ

آپریشنز کی طرح یہ ایک بہت بڑا سیٹ اپ ہے اور "را" کے انتہائی اہم حصوں میں ایک ہے۔ اس کے بھی چار ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں جن کی ذمہ داریوں کو بمطابق خطہ چار ڈائریکٹرز آپریشنز کے فرائض سے مربوط کیا جا سکتا ہے۔

(2) ڈائریکٹوریٹ آف خفیہ آپریشن فنانسز

خفیہ فنڈز ایک جوائنٹ ڈائریکٹر کے زیر انتظام رکھے جاتے ہیں یہ حقیقت بذات خ امر کو ظاہر کرتی ہے کہ "را" کی صوابدید پر ایک خاصا بڑا بجٹ ہے تاکہ وہ تجزیاتی برانچوں کے معاون بیورو جات کے معاملات کو چلا سکے۔

(3) جوائنٹ ڈائریکٹر ٹریننگ

یہ جاسوسی، تخریب کاری اور گوریلا جنگ کے محاذوں پر تربیت کی معاملات کی د کرتا ہے۔

(4) جوائنٹ ڈائریکٹر۔ کوآرڈینیشن

آرگنائزیشن کے اندر اور دیگر انٹیلی جنس ایجنسیوں سے متعلقہ تمام آپریشنل مہموں میں رابطہ کی ذمہ داری اس سیٹ اپ پر ہے۔ یہ سیٹ اپ سی آئی اے وغیرہ جیسی غیر ملکی سیکرٹ سروسز کے ساتھ بھی روابط رکھتا ہے۔

"را" نے ایف آئی یوز اور سپیشل بیوروز کی ایک زنجیر بنائی ہے۔ یہ مختلف ریاستوں اور پاکستان، چین، نیپال، بھوٹان، برما، بنگلہ دیش اور سری لنکا سے ملحق بیشتر سرحدی علاقوں میں واقع ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت 70 سے زائد ممالک میں "را" نے غیر ملکی مستقر قائم کر رکھے ہیں۔

ساخت

آغاز میں "را" ان تربیت یافتہ انٹیلی جنس افسروں پر مشتمل تھی جنہیں براہ راست بھرتی کیا جاتا تھا یہ افسران آئی بی کے خارجی ونگ سے تعلق رکھتے تھے تاہم عملے کی ایک خاصی بڑی تعداد پولیس اور دیگر سروسز سے لی گئی تھی تاکہ "را" کے اچانک پھیلاؤ کے سبب اس کی کثیرالجہتی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ بعد ازاں "را" نے اپنے افسران کی براہ راست بھرتی بھی شروع کر دی جو اس کے وسیع نیٹ ورک کا اب ایک خاصا بڑا تناسب ہیں۔ براہ راست بھرتی کئے گئے ان افسران کو یونیورسٹی کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد لیا گیا ہے۔ انتظامی کیڈر کے لئے انتخاب کرتے ہوئے تعلیمی ریکارڈ، ذہنی صلاحیت، اور جسمانی اوصاف کو مساوی اہمیت دی جاتی ہے۔ انہیں بالعموم 22 سے 28 برس کی عمر کے درمیان بھرتی کیا جاتا ہے تاہم ایسے افراد کے لئے عمر کی کوئی حد نہیں رکھی گئی جنہیں خالصتاً تحقیق او تجزیئے کے لئے بھرتی کیا جاتا ہے۔ بھرتی کے لئے طے کردہ معیار کو تمام مدارج پر بہت بلند رکھا جاتا ہے۔

تربیت

آغاز میں سینئر افسروں کو غیر ممالک، بشمول امریکہ، بھیجا جاتا تھا تاکہ وہ دنیا کی بڑی انٹیلی

جنس ایجنسیوں کے اختیار کردہ جدید طریق ہائے کار اور جدید ترین تکنیکوں سے آگاہی حاصل سکیں۔ پھر جلد ہی "را" نے اپنی تربیتی تنظیم قائم کرلی اور خاصی بڑی تعداد میں اس کے تربیت دینے کا عمل شروع کردیا جسے دیگر سروسز سے لیا گیا تھا اور جسے جاسوسی اور انٹیلی کے فن میں تربیت کی ضرورت تھی۔

سیٹ اپ

"را" کی تربیتی تنظیم کا سربراہ ایک ڈپٹی ڈائریکٹر ہے جو کہ بالعموم آرمی سے ٹرانسفر ایک میجر جنرل ہوتا ہے۔ پانچ سینئر انسٹرکٹرز اس کی معاونت کرتے ہیں جو کہ اس کا م سٹاف ہوتے ہیں بعض اوقات سپیشلائزڈ کورسز کے لئے ٹیکنیکل اور آپریشنل تربیت دی جاتی ہے اور ایسی صورت میں انسٹرکٹروں اور دیگر ایجنسیوں کی سروسز کو بھی ا میں لایا جاتا ہے۔

پہلا مرحلہ

پہلے مرحلے میں "را" کے افسروں اور دیگر اہلکاروں کو ایسے ماحول میں تربیت دی ہے جو حقیقت سے قریب تر ہو۔ تربیت کا آغاز نئے رنگروٹوں کو جاسوسی نظام اور انٹیلی کی دنیا سے آشنا کرنے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ انہیں یہ بھی سیکھنا ہوتا ہے کہ یہ انٹیلی تنظیم نہیں جو دشمن کی صفوں سے دوست کو شناخت کرتی ہے بلکہ یہ ملک کی خارجہ پ ہیں جو یہ کام کرتی ہیں۔ پھر زیر تربیت افراد کو معمول کی چیزیں سکھائی جاتی ہیں مثلاً مختلف جاتی اور بین الشعبہ جاتی اصطلاحات اور اطلاعات کی درجہ بندی۔ انہیں سرکاری انٹیلی مشینری، اس کی ذمہ داریوں اور قومی سلامتی کے امور سکھائے جاتے ہیں۔

دوسر مرحلہ

تربیت کے دوسرے مرحلے کے دوران زیر تربیت افراد کو دور افتادہ سرحدی

میں تعینات کیا جاتا ہے۔ انہیں فیلڈ انٹیلی جنس یونٹس، بارڈر سیکورٹی فورسز، انڈین پولیس اکیڈمی اور مخصوص کمانڈو یونٹس سے منسلک کردیا جاتا ہے جو کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ مرحلہ چھ ماہ سے ایک برس تک جاری رہتا ہے۔ اس مرحلے میں افسروں کو یہ محسوس کرایا جاتا ہے کہ سرد خطے کیا ہوتے ہیں، خطرناک علاقے کیسے ہوتے ہیں جہاں کہ خفیہ آپریشنز عمل میں لائے جاسکتے ہیں۔ افسران کو پھر اس بات کی تربیت دی جاتی ہے کہ ناسازگار حالات میں ملاقات کے لئے رابطے کیسے کئے جاتے ہیں۔ اس کا مقصد انہیں یہ سکھانا ہوتا ہے کہ دشمن کے علاقے میں مشن کیسے انجام دینا ہے۔ بھارت کے مغربی، شمالی اور مشرقی سرحدی علاقے خفیہ آپریشنز کے لئے بلا کسی رکاوٹ، مکمل تربیتی بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔

نصاب

زیر تربیت افراد کو دست بدست عملی لڑائی، بچاؤ کے طریقوں اور بنیادی فوجی تربیت دی جاتی ہے۔ انہیں جاسوسی کی تکنیک، جوابی معلومات، سیکرٹ ایجنٹس اور فنی آلات و چھوٹے ہتھیاروں کو سنبھالنے کے بارے میں خاصی نظری تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ افسر کی اس صلاحیت کی تعمیر پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے کہ وہ جدید سائنسی پیش رفتوں کا ادراک کرے اور ان کا تازہ ترین علم رکھے۔ انٹیلی جنس افسروں کی فیلڈ تربیت کے بعد ان کی تربیت کو نکھارنے کے لئے انہیں ایک اور حتمی کورس کروایا جاتا ہے۔

کورسز برائے دیگر شعبہ جات

"را" کی تربیتی تنظیم کچھ پیشہ ور افراد، اعلیٰ مناصب پر فائز سول سرونٹس، ایڈمنسٹریٹرز، مختلف برانچوں کے ماہرین اور ٹیکنیشنز بشمول ایوی ایشن و الیکٹرانکس، کو بھی مختصر کورس کرواتی ہے تاکہ معلومات جمع کرنے سے متعلق ان میں بیداری پیدا کی جائے۔

دفاتر

"را" کے آپریشن عموماً ایسٹ بلاک آفنز کمپلکس آر_ کے پورم نیو دہلی کی دوسری نزل II فلورز سے لانچ کئے جاتے تھے۔ نیو دہلی ہی میں آپریشنل مقاصد کے لئے "را" نے رجنوں عمارات حاصل کی ہوئی ہیں۔ ان میں مختلف نوعیت کے دفاتر اور تربیتی مراکز قائم ہیں ور "وسنت وہار" جیسے رہائشی علاقوں میں ایسے بہت سے "سیف ہاؤس" بھی موجود ہیں جہاں سورس" مخبروں اور ایجنٹوں سے ملاقاتیں کی جاتی ہیں۔

اب یہ سارا نظام اور دفاتر کروڑوں روپے مالیت کی لودھی روڈ نئی دہلی پر واقع 13 منزلہ لڈنگ میں منتقل ہو چکے ہیں۔ اس عمارت میں ایک چار منزلہ انیکسی الگ سے موجود ہے۔ "را" کے موجودہ ہیڈ کوارٹرز کی تعمیر کا آغاز 1976ء کے اوائل میں ہوا تھا اور رازداری کے تحفظ کے نقطہ نظر سے اسکی تعمیر کا ٹھیکہ ملٹری انجینئرنگ سروسز کو دیا گیا تھا۔ اس عمارت کے بیشتر کمرے ایٹم بم پروف (نیو کلیئر پروف) ہیں اور زمین دوز سرنگوں کا ایک انتہائی جدید الیکٹرانک سسٹم سے آراستہ نظام بھی یہاں موجود ہے۔

ان زمین دوز سرنگوں کو اندر ہی اندر "ساؤتھ بلاک" کے ساتھ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ آفنز سے منسلک کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ داؤلا کوآن (Dhaula Kuan) ندرپرستھا (Inderprastha) میں تربیتی مراکز' دو سیف ہاؤس نمبر 5 اور نمبر 7 ہیلے روڈ (Halley Road) اور دو لگژری فلیٹس نمبر ای_401 اور ای-402 صفدر جنگ ہسپتال

"را" کی طرف سے کشمیری مجاہدین کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کے لئے بنائی گئی تنظیم کا سربراہ "کوکہ پرے" اپنے حواریوں کے ساتھ

کے عقب میں گوری سدن اپارٹمنٹس (Guri Sadan) میں موجود ہیں۔

یہ اپارٹمنٹ میسرز بایوش (M/s Byush) اور فنانس لیمیٹڈ نامی فرموں کی آڑ میں قائم کئے گئے ہیں۔ ایک اور ایسا ہی آفس صفدر جنگ اینکلیو (Safdar Jang Enclave) اور دو فلیٹس (Asiad Village) کمپلکس میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں "را" نے ایک بنگلہ 137 اودے پارک اور اے _ 91 ڈیفنس کالونی میں بھی لے رکھا ہے۔ "را" نے ایک فلیٹ گوری اپارٹمنٹس اورنگ زیب لین دہلی میں لے رکھا ہے۔

صرف دہلی میں "را" کے 25 سیف ہاؤس ہیں جہاں سے وہ اپنے آپریشن لانچ کرتی ہے اور یہی وہ سیف ہاؤس ہیں جہاں اس کے غیر ملکی مہمانوں کی ضیافت "را" کی تربیت یافتہ لڑکیاں کرتی ہیں۔ ایک مرتبہ ایسے کسی بھی سیف ہاؤس میں رات گزارنے والا کوئی بھی کمزور انسان زندگی میں دوبارہ ضرور یہاں رات گزارنے کی خواہش کرتا ہے۔

"را" کے ذیلی دفاتر بھارت کے تمام بڑے شہروں میں موجود ہیں۔ ان دفاتر کو جدید ترین برقی کمپیوٹرائزڈ اور مواصلاتی نظام کے ذریعے مرکزی آفس سے مربوط کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں بمبئے، بنگلور، مدراس، کلکتہ، لکھنؤ، پٹنہ، جے پور اور پاکستانی سرحد کے ساتھ ہر قابل ذکر شہر کے علاوہ جنوبی سرحد کے تمام شہروں میں "را" کے دفاتر قائم ہیں۔

بیرون ملک سفارتخانوں میں "را" کے دفاتر

(الف) ٹارگٹ ممالک میں موجود بھارت کی تمام ٹرانس نیشنل کمپنیوں، تعمیراتی کمپنیوں اور انڈسٹریل کمپنیوں کے دفاتر میں "را" کے کور آفیسر (Cover Officer) کسی نہ کسی اعلیٰ عہدے پر یا پبلک ریلیشننگ آفیسر کے روپ میں تعینات کئے جاتے ہیں۔

(ب)

بھارت کی خبر رساں ایجنسیوں کے غیر ممالک میں تعینات نمائندے عموماً "را" کے لئے کام کرتے ہیں ان میں "را" کے کور آفیسر (Cover Officer) شامل ہوتے ہیں۔ آل انڈ

یڈیو، بھارتی ٹی وی اور بھارت میں قائم ہونے والے سیٹلائٹ ٹی وی مراکز کے قریباً پچاس مد سے زیادہ غیر ممالک میں تعینات نمائندے یا تو براہ راست "را" سے بھیجے جاتے ہیں یا پھر ں کے لئے ایجنٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہیں۔

(ج)

اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی ایجنسیوں میں کام کرنے والے بیشتر بھارتی "را" کے لئے بطور ایجنٹ کام کرتے ہیں۔

(د)

بھارتی حکومت اپنے بیرون ملک سفارتخانوں کے ذریعے اپنے انٹیلی جنس نیٹ ورک کا دائرہ اختیار وسیع کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہتی ہے جس کے اہم اسباب ہیں۔ پہلا سبب تو یہ کہ بیرون ملک بھارت کی تخریبی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے اور اس نے کئی جگہ زیر زمین تحریکوں میں ٹانگ پھنسا رکھی ہے۔ دوسرا سبب بھارت میں چلنے والی آزادی اور علیحدگی کی تحریکیں ہیں جن کے ڈانڈے غیر ممالک میں موجود ان کے ہمدردوں سے جا ملتے ہیں۔ بھارتی سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ ان تحریکوں کے محرکوں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔

(ح)

بھارتی حکومت نے اپنے غیر ملکی سفارتخانوں میں "را" کے افسران کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔ بھارتی قونصلیٹس میں کم از کم تین اہم عہدوں پر "را" اور "آئی بی" کے افسران کی تعیناتی کی جاتی ہے جن میں فرسٹ سیکرٹری اور سیکنڈ سیکرٹری کے عہدے بھی شامل ہیں۔ بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی مداخلت غیر ملکی معاملات خصوصاً سفارتی معاملات میں اتنی زیادہ بڑھ چکی ہے کہ بھارت کا محکمہ خارجہ بھی اس پر زبردست بے چینی کا اظہار کر رہا ہے اور ایک تناؤ کی سی کیفیت طاری ہے۔

جواب دہی

"را" اپنے افعال کے لئے کسی بھی ادارے کو جوابدہ دکھائی نہیں دیتی۔ یوں لگتا ہے وہ اپنی تمام تر کارروائیوں میں خود مختار ہے۔ بھارتی حکومت کی طرف سے پارلیمنٹ کی ر انٹیلی جنس ایجنسیوں کی کسی بھی سکروٹنی کمیٹی کے قیام کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ ج تک اپوزیشن پارٹیوں کا تعلق ہے ان کا نقطہ نظر بڑا واضح ہے۔ ہر اپوزیشن جماعت تکرار یہ الزام دہراتی آئی ہے کہ برسراقتدار جماعت (عموماً کانگریس) نے چونکہ انٹیلی جنس ایجنسیو کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہوتا ہے اس لئے وہ کبھی ان کو عوامی احتساب لئے پارلیمنٹ کے کٹہرے میں نہیں آنے دے گی اور ایسی کوئی بھی قانون سازی نہیں ہو دیتی جس سے "را" کا احتساب کسی بھی سطح پر ممکن ہو کیونکہ کسی بھی پارلیمانی کمیٹی کے سا جواب دہی کی صورت میں انٹیلی جنس ایجنسیوں کو حقائق بیان کرنے پڑیں گے۔

بالکل ان ہی خدشات اور اپنی سپرمیسی (Superemacy) کو برقرار رکھنے کے پیش انٹیلی جنس کمیونٹی نے بھی ہمیشہ کسی احتسابی کمیٹی کے قیام کے راہ میں روڑے ہی اٹکائے اور اس کی مخالفت ہی کی ہے۔

یہ حقیقت کہ بھارتی پارلیمنٹ میں بیٹھنے والی سیاسی پارٹیوں کے نظریات میں المشرقین ہے اور وہ ایک دوسرے سے متضاد سیاسی پروگرام کی حامل ہیں۔ انٹیلی جنس کمی کے لئے ہمیشہ اپنے حق میں فضا ساز گار رکھی اور یہی وجہ ہے کہ ان پر کوئی قانونی گرفت ضا میں نہیں لائی جاسکی۔

اس صورت حال کا نتیجہ ہے کہ بھارتی پارلیمنٹ میں بھی کبھی کوئی صحیح فیصلہ اس میں نہیں کیا جاسکا اور ہمیشہ آپس کے مباحث کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ اس طرح کوئی بھی پارلیمانی کمیٹی قائم ہی نہیں کی جاسکتی جو انٹیلی جنس ایجنسیوں کا محاسبہ کرسکے، جس کی مثال یہ ہے کہ کروڑوں روپے کے سیکورٹی سیکنڈل جب جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی (جے پی کے سامنے آئے تو اس کے ممبران کی نظریاتی مناقشت کی بھینٹ چڑھ گئے اور ان کے

دوسرے کے خلاف متعصبانہ اور حاسدانہ خیالات و نظریات نے سارے معاملات کو اس طرح گڑبڑا کر رکھ دیا کہ بجائے معاملہ سنبھلنے کے مزید کنفیوژن کا شکار ہوگیا۔ تا اطلاع ثانی اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ مکمل نہیں کی لیکن اس رپورٹ کی بہت سی خفیہ کاپیاں "متعلقہ لوگوں" کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔

1990ء میں جب لوک سبھا میں بی جے پی ممبر جسونت سنگھ نے بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی کارروئیوں پر نظر رکھنے کے لئے پارلیمنٹ میں سکروٹنی کمیٹی بنانے کی تجویز پیش کی تو اس کے خلاف بیوروکریسی نے ہنگامہ کھڑا کردیا اور جسونت سنگھ پر الزام عائد کیا گیا کہ وہ سرکاری رازوں کو افشا کروانے کی سازشیں کررہا ہے۔ "را" کے علاوہ دیگر ایجنسیوں کے کچھ اعلیٰ افسران نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا وہ یہ چاہتے تھے کہ اس طرح لامحدود اختیارات پر کم از کم کوئی چیک تو لگ سکے گا۔

"را" کے مراکز

بھارتی حکومت کے غیر ممالک میں سفارتخانوں اور قونصلیٹ میں "را" کے باقاعدہ مراکز قائم ہیں۔ یہاں سے سفارتی بھیس میں موجود "را" کے افسران اپنی مذموم سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہیں۔

سفارتی لبادوں میں ملبوس "را" کے یہ ایجنٹ بھارتی وزارت خارجہ کی طرف سے کسی بھی اخلاقی یا آئینی پابندی سے مبرا ہیں۔ ان کی تمام کارروائیوں کو "را" کے ہیڈ کوارٹرز سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ ایجنٹ اپنی رپورٹس بھی براہ راست "را" کو ہی بھیجتے ہیں۔

بھارتی وزارت خارجہ کے بیوروکریٹ حلقوں میں اس ضمن میں بہت بے چینی پائی جاتی ہے اور ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جہاں انہوں نے اپنی "سفارتی برادری" کو اپنے ہی ملک کے ان "انٹیلی جنس چیپس" سے بھی اشارے کنائے سے آگاہ کردیا۔

بھارت کے سفارتی مراکز کے علاوہ بھی "را" نے بعض ممالک میں مختلف بزنس آرگنائزیشنز، کارپوریشنز اور دیگر قانونی دفاتر کی آڑ میں اپنے باقاعدہ مراکز قائم کئے ہوئے ہیں

جہاں سے وہ متعلقہ ملک کے علاوہ ہمسایہ ممالک میں بھی اپنی سرگرمیوں کا احاطہ کرتے ہیں۔

ان میں سے کچھ مراکز کی تفصیل اس طرح ہے۔

"را" کا آفس	ٹارگٹ ایریا
1-نیویارک	نارتھ امریکہ کے لئے
2-ریوڈی جنیرو	ساؤتھ امریکہ کے لئے
3-ہانگ کانگ	چین کے لئے
4-روم	(آدھے) مغربی یورپ کے لئے
5-بلغراد	روس کے لئے
6-وی آنا	مشرقی یورپ کے لئے
7-دوبئی	پاکستان کے لئے
8-ریاض	مشرقی وسطی کے لئے

یہ چند دفاتر کی تفصیل ہے ایسے درجنوں دفاتر کا جال "را" نے دنیا کے کونے کونے بچھا رکھا ہے۔

طریقہ واردات

ModusOperandi

اسوس ایجنٹ

باہر بھیجے جانے والے جاسوس ایجنٹوں کے دو بنیادی زمرے ہیں۔ اول، پولیس اور آئی سے لئے جانے والے ایجنٹ جنہیں سفارتی بھیس میں مختلف مشن سونپے جاتے ہیں جبکہ سرا زمرہ ان ایجنٹوں پر مشتمل ہے جو "را" کی باقاعدہ قوت ہیں اور جنہیں ضرورت پڑنے پر ف ممالک میں باری باری بھیجا جاتا ہے۔ دوسرے زمرے کے فقط چند ایک ایجنٹوں کو ارت خارجہ امور میں ان کی ریسرچ ڈائریکٹوریٹ میں بھی بھیجا جاتا ہے۔ یہ ڈائریکٹوریٹ ارت کی عمارت کے اندر ہی واقع ہے۔ "را" کے یہ افسر اپنی مدت (6 ماہ سے 2 برس تک) ، دوران وزارت خارجہ امور میں اپنے ساتھیوں میں آزادانہ گھل مل جاتے ہیں اور ریگولر ن سروس افسران کی حیثیت سے اپنے بھیس کو پرفیکٹ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیرون لک کے تمام بھارتی مشنوں میں کسی نہ کسی حیثیت سے "را" کے اہلکار موجود ہیں۔ عام طور "را" کے سینئر کور افسران کو فرسٹ سیکرٹری کا درجہ دیا جاتا ہے تاہم واشنگٹن، ماسکو، ٹوکیو اور ن جیسے اہم مشنوں میں انہیں قونصلر یا وزراء کا درجہ دیا جاتا ہے۔ وہ آزادانہ کام کرتے ہیں "را" کے دہلی آفس سے براہ راست رابطہ رکھتے ہیں۔ اور بہت سے کیسوں میں مقامی بھی ہوتے ہیں۔

"را" سفارتی بھیس سے باہر اپنے آنکڑے رکھتی ہے جو کہ یہ ہیں۔

(1) ٹارگٹ ممالک میں "را" کے کور افسران بیرون ملک بھارتی کمپنیوں، تعمیراتی فرموں، صنعتی یا تجارتی اداروں اور ثقافتی منصوبوں میں ایگزیکٹوز یا افسران تعلقات عامہ مقرر کئے گئے۔

(2) غیر ممالک کے نامہ نگار بالخصوص بین الاقوامی انفارمیشن میڈیا میں کام کرنے والے بھارتی باشندے بھی بیرونی مستقروں کے لئے "را" کے بڑے ذرائع ہیں۔ مخصوص دارالحکومتوں میں آل انڈیا۔ ریڈیو کے بہت سے نامہ نگار "را" کے ایجنٹ ہیں۔

(3) اقوام متحدہ اور یونیسیف جیسے دیگر بین الاقوامی اداروں میں کام کرنے والے بھارتی باشندے بھی "را" نے بطور سپیشل ایجنٹ مقرر کر رکھے ہیں۔

(4) انڈین اتھارٹیز نے اپنے بیرون ممالک مشنوں میں انٹیلی جنس حصوں میں وسعت کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ بڑے مشنوں میں اہم سفارتی مناصب "را"/ آئی بی کے تین کارندوں کو تعینات کیا جاتا ہے۔ بیرون ملک بھارت کے انٹیلی جنس کارندوں میں اضافہ اس قدر زیادہ ہے کہ وزارت خارجہ امور نے اس پر اپنے خدشے کا اظہار کیا ہے۔

○

سفارتی مشنوں کے اندر "را" نے ایسے سٹیشن قائم کر رکھے ہیں جنہیں "را مرکز" کہا جاتا ہے۔ یہ مختلف ممالک کو کور کرتے ہیں اور زونوں میں منقسم ہیں۔ "را" کے تمام اطلاعات یا معلومات "را مرکز" میں پہنچاتے ہیں۔ ان سٹیشنوں سے خفیہ آپریشن بھی کئے جاتے ہیں۔ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ کے لئے "را مرکز" بالترتیب نیویارک اور ریو ڈی جنیرو میں واقع ہیں۔ مبینہ طور پر یورپ اور یوگوسلاویہ کو کور کرنے کے لئے تین مراکز ہیں۔ بلغراد میں واقع مرکز "سی آئی ایس" کو بھی کور کرتا ہے۔

ایشیا کے لئے ایک مرکز تاشقند میں کھولا گیا ہے۔ ایک مرکز افریقہ میں کام کر رہا ہے اور ایک مشرق وسطی میں جو تہران میں واقع تھا اور اب ریاض منتقل ہو گیا ہے۔ "را مرکز" برائے پاکستان کابل میں ہوا کرتا تھا جو کہ شاید اب خلیج کی کسی ریاست میں منتقل ہو گیا ہے۔ اپنے آپریشنز کی معاونت کے لئے "را" ایسے ریستوران بھی چلا رہی ہے۔ جس کا عملہ "را" کے آدمیوں پر مشتمل ہوتا ہے یہ ریستوران نیویارک، لندن، روم اور تہران وغیرہ میں واقع ہیں۔

غیر ملکی شراکت کار

"را" شراکت کار کے دو مدارج پر غیر ملکی جاسوس ایجنسیوں سے بھی قریبی تعلقات قائم کرنے میں بڑی فعال رہتی ہے۔

(1) جارحانہ انٹیلی جنس

سابق سوویت یونین کی جاسوسی تنظیم کے جی بی کے ساتھ اس کی زندگی تک "را" کی گہری شراکت کار تھی۔ جارحانہ جاسوسی سرگرمیوں پر عملدر آمد کے لئے افغان "واد" کے ساتھ بھی اس کے مضبوط روابط تھے لیکن "واد" ٹوٹنے کے بعد کابل اور قندھار میں بھارتی روابط بڑے خفیہ اور فعال ہیں۔ ازبکستان کے ساتھ بھی ایک نیا انتظام جوڑا جا رہا ہے۔

(ب) اطلاعات کا تبادلہ

"را" کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ وہ کئی ممالک بشمول روس، امریکہ اور برطانیہ کی جاسوسی تنظیموں کے ساتھ اطلاعات کا تبادلہ کرتی ہے۔ 1962ء کی چین بھارت جنگ کے بعد سی آئی اے کے ساتھ روابط رہے ہیں اور حال ہی میں "را" نے موساد کے ساتھ بھی روابط قائم کئے ہیں۔ موساد کی کاؤنٹر انسر جنسی کارروائیوں سے بھارتیوں کو مقبوضہ کشمیر کی آزادی کی تحریکوں کے اندر سرایت کرنے میں مدد ملی ہے۔ اس تمام آپریشن کا فی الواقع ہدف پاکستان اور اس کا نیوکلیئر پروگرام ہے۔

اس سلسلے میں کچھ نمونے کے کیس، جن کے منظر عام پر آنے سے پاکستان کی سلامتی سے متعلق انتہائی کلاسیفائیڈ معلومات حاصل کرنے کے لئے مشترکہ کلوشوں کے ہونے کا انکشاف ہوا ہے، درج ذیل ہیں۔

(1) ایک پاکستانی (موسلو کا بڑا ایجنٹ) کی گرفتاری اور بعد ازاں تفتیش سے کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ کو لاحق کثیر الجہتی خطرے کا انکشاف ہوا۔ ظاہر ہے پاکستان کی مسلح افواج اور کہوٹہ پلانٹ سے متعلق کلاسیفائیڈ مواد حاصل کرنے کے لئے یہ "را" موسلو کی مشترکہ کوشش تھی۔

(2) اپنے ناپاک عزائم میں معاونت کے لئے پاکستان میں مقیم اقوام متحدہ کے اہلکاروں کے ساتھ شراکت کار حاصل کرنے کے لئے بھارت نے دوڑ دھوپ کی۔ اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے ایک سابق سینئر افسر برائے پروگرامنگ و پلاننگ نے، جو قبل ازیں 9 برس تک بھارت میں خدمات انجام دے چکا تھا، اقوام متحدہ کے دفاتر کے اندر ایک بھارت نواز لابی تشکیل دی تھی۔ وہ کلاسیفائیڈ معلومات حاصل کرنے میں مددگار تھا اور اقوام متحدہ کے سفارتی تھیلوں کے اندر ان کلاسیفائیڈ معلومات کو "مستقلاً" بھارت بھیجتا رہتا تھا۔

(3) 1988ء کے دوران ایک انتہائی عیاری سے تیار کردہ سکیم کا انکشاف ہوا۔ اس میں کچھ بھارتی باشندوں کو پاکستان میں اقوام متحدہ کے مشن سونپے گئے۔ ایسا کرتے ہوئے اس سکیم کی نامعقولیت کو نظرانداز کر دیا گیا۔

(4) جنوری 1989ء میں وزارت خارجہ امور کے ایک اسسٹنٹ کو، جو سوویت سیکشن میں کام کر رہا تھا، جاسوسی کے الزامات میں حراست میں لیا گیا۔ تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ سوویت سفارت خانے کی براہ راست نگرانی اور کنٹرول میں خفیہ آپریشنز کنڈکٹ کرنے کے لئے "واد" کے اعلیٰ سطحی افسران اور ایک افغان سفارتکار (فرسٹ سیکرٹری) کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا۔

عجیب بات یہ ہے کہ وہ بھارتی ڈپلومیٹ کا "ایجنٹ" بھی بن گیا۔ وہ اپنی خفیہ ذاتی ملاقاتوں کے ذریعے واد/را کے اہلکاروں کو کلاسیفائیڈ معلومات فراہم کرتا تھا۔ اسے 27 جنوری 1989ء کو گلاب و یاسمین باغ اسلام آباد میں ایک خفیہ ملاقات میں افغان ڈپلومیٹ (واد کا اہلکار) کو کلاسیفائیڈ دستاویزات دیتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ اس نے اعتراف کیا کہ وہ افغان اور بھارتی سفارتکاروں کے ایما پر اعلیٰ درجے کی جاسوسی سرگرمیوں میں پوری طرح ملوث تھا۔

(5) کراچی میں بھارتی قونصل خانے کے خفیہ قونصلر کو سبوتاژ، تخریب کاری اور جاسوسی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی بناء پر "پی این جی" قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں تو واضح طور پر پتا چلا تھا کہ وہ پاکستان میں یونیسیف کے دفاتر کے اندر بھارت کے جاسوسی جال میں ایک کوآرڈینیٹر تھا۔ سیاسی منحرفین کے ساتھ اس کے باقاعدہ روابط تھے۔ وہ تشدد میں ملوث ہونے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتا تھا جس میں فائرنگ کا ایک کیس بھی شامل ہے۔ پاکستان میں ریاست مخالف سرگرمیوں کو تیز کرنے کی اپنی کوشش میں اس نے تخریبی عناصر کی بھارت میں تربیت کے لئے اپنے تعاون کی پیش کش کی۔ ایک غیر ملفوف جاسوسی جال میں وہ کراچی میں کی جانے والی جاسوسی سرگرمیوں کے پیچھے کارفرما دماغ کی حیثیت سے نمایاں طور پر سامنے آیا۔

بین الاقوامی آپریشنز

سرحدوں کے اندر سے اور باہر سے انٹیلی جنس آپریشنز کے علاوہ کچھ انٹیلی جنس آپریشنز بین الاقوامی سطح پر بھی کئے جاتے ہیں اور وہ میں تیسرے ممالک کے ذریعے کئے جانے والے آپریشن۔

ان آپریشنز میں اس امر کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ اگر سفارتی تعلقات یا بلاواسطہ ذرائع ختم یا ٹوٹ جائیں تو بھی اطلاعات بلا روک ٹوک آتی رہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

تیسرا ملک تکنیک

"را" کے انٹیلی جنس نیٹ جو پاکستان کے خلاف خلیجی ریاستوں' افغانستان' برطانیہ ہانگ کانگ' برما' سنگاپور اور کابل و جلال آباد میں کام کر رہے ہیں جہاں سے وہ اپنے ایجنٹوں کو رواز کرتے ہیں' پاکستان میں خط و کتابت کرتے ہیں اور رقم' ویزا وغیرہ جاری کرتے ہیں۔

بیرونی ممالک میں موجودہ بھارتی باشندے

اقوام متحدہ کے وفود کے ارکان' فورمز' ٹرانزٹی' وزیٹرز' ماہرین اور سیاحوں وغیرہ کو پاکستا سے معلومات کے حصول کے لئے بے تحاشا استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ دوسرے ملک میں ر ہوں یا پاکستان آ رہے ہوں۔

"را" تکنیک

بھارت کے انٹیلی جنس آپریشنز زمانہ امن کے دوران بنیادی طور پر سرحد کے ذریعے یا کستان کے اندر سے ہی براہ راست عمل میں لائے جاتے ہیں کیونکہ یہ تیز تر اور سستے ہوتے ں۔ بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیاں سرحد کے ذریعے اپنے ایجنٹ بھیجتی ہیں اور ٹارگٹ علاقوں کے اندر ہی سے جاسوس تیار کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ان ایجنٹوں کو تربیت دی جاتی ہے اور ایس ایف کی مختلف چوکیوں کی مدد سے انہیں ٹارگٹ علاقوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔

اس مقصد کے لئے اپنی چوکیوں کے ساتھ ان ایجنٹوں کے موثر رابطے اور ٹیلی فونی لسلے قائم ہوتے ہیں۔ اس طرح واپس آنے والے ایجنٹوں کو بی ایس ایف کی چوکیوں واقع زاد کشمیر' سیالکوٹ' لاہور' قصور' بہاول پور اور تھرپارکر کے ذریعے لے لیا جاتا ہے۔ جن یجنٹوں کو دیگر علاقے سونپے گئے ہوتے ہیں انہیں بھی جغرافیائی سہولت مثلاً دریائی حدود' صل ملک یا وسیع صحراؤں' اقلیتی یا سمگلنگ کمیونٹی کی موجودگی وغیرہ کے لئے ان سرحدوں کے ذریعے بھیجا جاتا ہے۔ انفرادی ایجنٹوں کو رقم' سمگلنگ کے لئے تحفظ' سرحد پار کے عزیز و قارب سے ملاقات کی سہولتوں' شراب و شباب اور بھارتی فلموں وغیرہ کا لالچ دیا جاتا ہے یا پھر یک میل کیا جاتا ہے۔ بھارتی انٹیلی جنس سرحد کے راستے بھارتی ایجنٹوں کا بہاؤ جاری رکھتی ہے۔ وہ چند تربیت یافتہ ایجنٹوں کو بڑی تعداد میں موجود قابل خرچ ذرائع (ایجنٹوں) میں خلط ط کر دیتے ہیں۔ یہ مقامی ایجنٹ' جنہیں بوقت ضرورت استعمال کے لئے رکھا گیا ہوتا ہے۔

ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے رکھتے ہیں جبکہ اہم جگہوں پر تعینات تربیت یافتہ ایجنٹ بحفاظت اپنے مشن کی انجام دہی میں لگے رہتے ہیں۔

ذاتی اخلاقی کمزوری

سفارت کار جو انتہائی عام طریقہ اختیار کرتے ہیں' وہ ہے مقامی ایجنٹوں کو بے انتہا عیاشی اور دل کھول کر تفریح طبع مہیا کرنا جس میں کھلے عام شراب' بلا روک ٹوک جنسی تعلقات اور اس طرح کی دیگر سرگرمیاں جو بصورت دیگر پاکستان کے روایتی ماحول میں کھلے دستیاب نہیں۔ جو دوسرے چارے پھینکے جاتے ہیں ان میں بے مانگے تحائف کی بارش ویزے اور بیرون ملک قیام کے دوران گھر جیسی میزبانی شامل ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کبھی ڈپلومیٹ کے شراب کے ڈیوٹی فری کوٹے کو چیک کیا جاتا ہے اور نہ ہی مخصوص سٹور سے اس کے الیکٹرانک اشیا اور کھانے پینے کی اشیا کی خریداری کے کوٹے پر نظر رکھی جاتی یہی وجہ ہے کہ شہر اسلام آباد میں غیر ملکی شرابیں دستیاب ہیں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس کے سٹوروں اور دکانوں میں کھانے پینے کی غیر ملکی اشیا اور الیکٹرانک ساز و سامان کی بھرمار۔ اس کے مستفید وہ غیر ملکی ڈپلومیٹ ہیں جو اپنی اشیا کے لئے ڈالروں میں ادائیگی لینے کے ہمیشہ سے معروف ہیں۔

قوم پرست رجحانات

قوم پرستانہ رجحانات اور کمزوریوں کو ہدف مقرر کرتے ہوئے انتشار پسندوں کے چاروں صوبوں کے حساس سرحدی علاقوں میں گھس آتے ہیں۔ سندھو دیش' آزاد بلوچستان آزاد کشمیر' شمالی علاقہ جات' سرائیکی صوبہ اور پختونستان کے نظریے کو تقویت پہنچانے کے لئے علاقائی رجحانات کو کامیابی سے استعمال کیا گیا ہے۔ ترقیاتی سرگرمیوں کی مین سٹریم مواقع کی عدم دستیابی اور معاشی محرومی کے علاقوں میں "را" نے افواہوں اور بے پر کی جیسے حربوں کو بڑی مہارت سے استعمال کیا۔

روزگار

پاکستان میں روزگار کے بہتر مواقع کی دستیابی اور سرحدی ممالک کے مخصوص حالات کے سبب ہمسایہ ممالک بشمول افغانستان' ایران' عراق' بنگلہ دیش اور سری لنکا حتی کہ نیپال سے بھی غیر قانونی تارکین وطن کی پاکستان میں آمد جاری رہتی ہے۔ ان میں سے کچھ غیر قانونی مہاجر مقامی لوگوں کی نسبت کم اجرت/ تنخواہ پر اپنی خدمات بخوشی پیش کر دیتے ہیں جبکہ باقیماندہ لوگ ملک دشمن انٹیلی جنس ایجنسیوں کو ایک اچھا موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنے تربیت یافتہ ایجنٹوں کو ان لوگوں کے ساتھ لگا دیتے ہیں اور ان کی مشکلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں اپنے تخریبی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

سفارتی استحقاق کی تضحیک

بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ اصولوں کی رو سے سفارتی مشنوں کو کچھ مخصوص مراعات اور استحقاق حاصل ہوتے ہیں مثلاً کسٹمز ڈیوٹیوں سے استثناء غیر ملکی زرمبادلہ اکاؤنٹ رکھنا' عدالتی / انتظامی کارروائیوں سے تحفظ' امیگریشن / ٹیکسوں سے استثنا' ڈپلومیٹک بیگ کا استعمال اور دیگر سہولیات وغیرہ۔ تاہم ان استحقاقات اور تحفظات پر زد پڑے بغیر تمام سفارتی مشنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت سے اجتناب کریں۔ تجربے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ سفارت کاروں کو وہ استحقاق / تحفظات یہاں پر حاصل ہیں جو بیرون ملک ہمارے سفارت کاروں کو بدلے میں نہیں دیئے جا رہے۔ بھارت' ایران اور افغانستان کے معاملے میں تو یہ بات اور بھی سچ ہے۔

اقلیتیں

پاکستان کی اقلیتوں کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنے میں بھارتی بڑے عیار ثابت ہوئے ہیں۔ جب بھی موقع ملتا ہے اور ممکن ہوتا ہے وہ سیالکوٹ' لاہور اور قصور کے علاقوں

میں آباد چند عیسائیوں کو اپنے گشتی ایجنٹوں یا پیغام بر کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ آرمی یونٹوں کے خاکروب انکا خصوصی ہدف ہیں۔ سندھ کے چند ہندو بالخصوص ٹھاکر بھی انٹیلی جنس آپریشن میں بھارتیوں کی مدد کرتے رہے ہیں۔ ضلع تھرپارکر کے علاقے نگرپارکر میں زیادہ تر ہندو آباد ہیں۔ مذہبی تعلق اور دیگر مفادات کے سبب بھارت کے جانب ان لوگوں کا رجحان زیادہ ہے۔ یہ بات ایک کھلا راز ہے کہ سندھ میں بھارت نے جاسوسی کے جو جال پھیلا رکھے ہیں' وہ سندھ میں آباد ہندوؤں کی معاونت سے "را" کے ایجنٹوں کی مکمل رہنمائی میں چلائے جاتے ہیں۔

منقسم کشمیری خاندان

"را" مقبوضہ کشمیر اور بھارت میں رہائش پذیر ان لوگوں سے بھی استفادہ کر رہی ہے جن کی پاکستانیوں کے ساتھ رشتہ داریاں ہیں۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انہوں نے ویزا لینے والے یا بھارت میں اپنے عزیز و اقارب سے ملنے کے لئے جانے والے پاکستانیوں کو اپنے ایجنٹ بنانے کی کوشش کی۔ ایسا ہی ایک شخص اقبال نبی تھا۔ وہ بھاگل پور بھارت میں پیدا ہوا اور بعد ازاں اپنے چچا کے ہمراہ گھر سے فرار ہو کر کراچی چلا آیا۔ مئی 1989ء میں وہ پاسپورٹ پر بھارت گیا۔ جب اس نے اپنے ویزے میں توسیع چاہی تو بھارتی انٹیلی جنس نے اسے جاسوسی پر آما(دہ) کیا۔ لائن آف کنٹرول کے ساتھ ساتھ کشمیری آبادی کا آزادانہ بہاؤ بھارتی انٹیلی جنس کو بہتر مواقع دیتا ہے۔ سرحد پار نقل مکانیاں ہوتی ہیں' پھر یہ لوگ دوبارہ واپس چلے جاتے ہیں ا(ور) اپنے کچھ افراد خانہ کو آزاد کشمیر میں چھوڑ جاتے ہیں۔ اس طرح یہاں رہ جانے والوں (سے) بھارتی انٹیلی جنس رابطہ قائم کرتی ہے۔ مقبوضہ کشمیر سے آئے ہوئے کچھ پناہ گزین حضرا(ت) نے مسلح افواج میں ملازمتیں حاصل کر رکھی ہیں۔ وہ بعض اوقات اپنے اہل خانہ / ر(شتہ) داروں سے ملنے بھارت جاتے ہیں اور بھارتی انٹیلی جنس کو یہ مواقع فراہم کرتے ہیں کہ انہیں جاسوسی کی طرف راغب کریں۔ جاسوسی کے جال پھینکنے کے لئے "را" کی فہرست (میں) کشمیر کو اولین ترجیح حاصل ہے۔ پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے ایسے بے شمار بھ(ارتی)

ایجنٹوں کو گرفتار کیا ہے جو اس کیٹیگری سے تعلق رکھتے ہیں۔

پاکستان میں اطلاعات اکٹھی کرنے کا جدید انداز

بھارتی ہائی کمیشن اسلام آباد اور قونصلیٹ جنرل کراچی میں بالترتیب 63 اور 11 کور افسران ہیں۔ بیشتر بھارتی افسران کا تعلق "را" سے ہے مع چیف کو آرڈی نیٹر تلک دیو شیر کے جو فرسٹ سیکرٹری کے عہدے کے بھیس میں "را" کا نیٹ چلاتا رہا۔ پاکستان کے لئے بھارتی مشن میں اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہوئے بھارتی انٹیلی جنس خاص خیال رکھتی ہے۔ ان خاندانوں سے تعلق رکھنے والے افسران کو ترجیح دی جاتی ہے جو ایسے علاقوں میں ہجرت کر کے بھارت گئے جو اب پاکستان میں ہیں' اور ان افسران کو جو پاکستان کی مقامی زبانیں بول سکتے ہیں' زیادہ مفید خیال کیا جاتا ہے۔

ماضی کی طرح بھارتی سفارت کاروں کی بنیادی پالیسی یہ ہے کہ پہلے ممتاز شخصیات کو تاڑا جائے' پھر انہیں اپنے مقاصد کے لئے تیار کیا جائے تاکہ وقت اور حالات کے ہم قدم رہا جائے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کی خاطر بھارتی اہلکار پارٹیوں کا انعقاد اور ان میں شرکت آزادانہ کرتے ہیں' موسیقی کی تقریبات اور ثقافتی شو وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں اور اہم شخصیات سے ذاتی ملاقاتیں کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف پختہ سیاست دانوں اور پیپلز پارٹی' مسلم لیگ' تحریک استقلال' جمعیت علمائے پاکستان وغیرہ کے سیاسی رہنماؤں سے رابطے رکھتے ہیں' بلکہ جئے سندھ' قومی محاذ آزادی' سندھ عوامی تحریک اور سرائیکی محاذ ایم کیو ایم سے تعلق رکھنے والے عناصر سے بھی میل جول رکھتے ہیں۔ سرحد کی مشہور فیملی سے ان کے خصوصی مراسم ہیں۔ ساتھ ساتھ پاکستان کی نظریاتی یا جغرافیائی بنیادوں سے انحراف کرنے والی کوئی بھی پارٹی' حکومتی پالیسیوں سے ناراض گروپس' جنس بے راہروی کے دلدادہ' آزاد خیال سیکولر عناصر اور نام نہاد ترقی پسند گروپس ان کا خصوصی ہدف ہیں۔

روس اور امریکہ کی سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے دنیا میں اچانک "ہیومن رائٹس" کا ایشو ابھر کر سامنے آیا ہے اور مغربی دنیا میں اس حوالے سے بہت کچھ کہا سنا جا رہا

ہے۔ انسانی حقوق کے تحفظ کی آڑ میں انٹیلی جنس ایجنسیاں اپنا کھیل بڑی کامیابی سے کھیل ہیں اس سلسلے میں "را" کو پاکستان میں بڑی زرخیز زمین میسر آئی ہے۔

مرزائیوں کو کافر قرار دینے کے بعد سے "را" نے دنیا کے بیشتر ممالک میں پاکستان خلاف بڑی کامیابی سے پراپیگنڈہ مہم چلائی ہے مرزائی حضرات کا روحانی مرکز قادیان بھا پنجاب کے ضلع گورداسپور میں واقع ہے جبکہ دوسرا بڑا مرکز "ربوہ" پاکستانی پنجاب میں۔ ان دونوں مراکز میں مرزائیوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ ان کے سالانہ اجتماع ہوتے ہیں۔ متعدد مثالیں موجود ہیں کہ ان کی رشتہ داریاں دونوں ممالک میں موجود ہیں۔ کچھ ایسے م حضرات بھی ہیں جن کی ایک بیوی قادیان اور دوسری ربوہ میں رہتی ہے۔ یہ لوگ "ر خصوصی شکار ہیں۔ ان کے دلوں میں پہلے سے موجود کدورت کا فائدہ اٹھا کر اور انھیں احساس دلا کر کہ پاکستان میں ان کے بھائی بندوں کو دوسرے درجے کے شہری سمجھا جاتا "را" اپنا الو سیدھا کر لیتی ہے۔

وہ پیشہ ور چائلڈ لیبر' ویلفیئر' خواتین' مزدور تنظیمیں' "را" کا "آسان شکار" ہو جن کے سربراہ غیر ملکی فنڈز حاصل کرنے کے لئے ملکی سالمیت کو بھی داؤ پر لگانے سے باز آتے۔ اس سلسلے کی بہترین مثال لاہور میں ایک مقامی صحافی اور مفرور نام نہاد لیڈر خ ہے۔ خان نے بڑی ہوشیاری سے چائلڈ لیبر کی آڑ میں گھناؤنا کھیل کھیلا۔ پاکستان میں لاکھ تعداد میں کم عمر بچے قالین بافی کی صنعت سے وابستہ ہیں اور قالینوں کی ایکسپورٹ سے کروڑوں کا زرمبادلہ کماتا تھا۔ اس میدان میں بھارت کو اکثر ممالک میں پاکستان کے مقا ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

"را" نے اپنے ایجنٹ خان کے ذریعے (Child Abuse) یعنی بچوں پر تش موضوع کو پہلے پاکستانی پھر بین الاقوامی پریس میں اتنا اچھالا کہ پاکستان پر قریباً تمام بڑے ا نے قالین درآمد کرنے کی پابندی لگا دی۔ اپنا کام مکمل کرنے کے بعد خان غیر ملک فرار اس کا ساتھی پاکستانی صحافی گرفتار ہو گیا ہے۔

یہ تنظیمیں "را" کا سافٹ ٹارگٹ ہیں۔ انکے لیڈروں کو "را" اپنے غیر ملکی پریس میں موجود ایجنٹوں کے ذریعے راتوں رات آسمان شہرت پر پہنچا دیتی ہے تاکہ ہماری پاکستانی ایجنسیاں بین الاقوامی پریشر کا شکار رہیں۔ اس سلسلے میں ہماری ایجنسیوں کو پاکستانی این جی اوز خصوصاً ترقی پسند خواتین کی تنظیموں' ہیومن رائٹس کی تنظیموں' چائلڈ ویلفیئر کی تنظیموں' انسداد منشیات کی تنظیموں کے سرکردہ ممبران کی غیر ملکی آمد و رفت کا خاص نوٹس لینا چاہئے اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے "غیر ملکی دوروں" پر بھی چیک رکھنا چاہئے۔

بھارتی سفارت کاروں نے ممتاز صحافیوں' کاروباری حضرات' قانون دانوں' جاگیرداروں' سینیٹروں اور ایم این اے حضرات سے روابط قائم کر رکھے ہیں۔ وہ ان کے کہنے پر انہیں ویزے وغیرہ کی سہولتیں فراہم کر کے اپنا ممنون احسان بناتے ہیں۔

ممتاز شخصیات کی نشاندہی کے علاوہ بھارتی کور افسروں کو یہ تربیت بھی دی جاتی ہے کہ وہ ویزا حاصل کرنے والوں میں ایسے لوگوں کو تاڑیں جو متوقع ایجنٹ بن سکتے ہوں۔ اگر کوئی ایسا آدمی مل جائے تو اس کا تفصیلی انٹرویو لیا جاتا ہے تاہم اپنے ایجنٹوں کے طور پر وہ ایسے لوگوں کو ترجیح دیتے ہیں جو آرمی کے غلبے والے علاقوں کے رہنے والے ہوں۔

ایک موزوں ایجنٹ کی نشاندہی اور بعد ازاں تیاری کے لئے درج ذیل طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

(ا) تاڑنے والوں کا کام بھارتی ذرائع کرتے ہیں۔

(ب) کور افسران کی بیویاں اپنے پڑوسیوں پر کچھ نوازشات کر کے انہیں اپنا ممنون احسان بناتی ہیں۔ ملازمت پیشہ جوڑے آسانی کے ساتھ ان کے پھندے میں آجاتے ہیں۔

(ج) کور افسران کی بھارتی بیویاں اس مقصد کے لئے تقریبات منعقد کرتی ہیں اور مخصوص خواتین تنظیموں کی تقریبات میں شرکت بھی کرتی ہیں۔

(د) مختلف سفارتی تقریبات' دوستی کی تنظیموں کے جلسوں اور مختلف سیمیناروں میں شرکت کے دوران وہ اپنے بنیادی مشن کو نہیں بھولتیں۔

(ه) بعض اوقات وہ سڑک کنارے کھڑے افراد کو گاڑی میں لفٹ کی پیش کش کرتی ہیں
خود لفٹ مانگتی ہیں۔

(و) قومی دنوں اور مذہبی تہواروں کے موقع پر منتخب افراد کو تحائف بھیجے جاتے ہیں۔

(ز) علاقائی اور قوم پرستانہ نظریات کو استعمال کیا جاتا ہے۔

(ح) فرقہ وارانہ معاملات میں سازشی کردار ادا کرتے ہیں۔

(ط) سندھ کے سرحدی علاقوں اور پاکستان کے دیگر حصوں میں آباد ہندوؤں کو ویزے
سہولتیں دے کر۔

(ی) سرحد پار رشتے داروں بالخصوص کشمیریوں اور منقسم خاندانوں سے استفادہ کر کے

(ک) عیش و طرب کی محفلوں کے دوران ممتاز پاکستانیوں کے رنگ رلیاں منانے شراب پینے کے مناظر کی خفیہ تصاویر اتار کر۔

(ل) پاکستان میں مقیم بھارتی صحافیوں اور انڈین ایئر لائنز سٹاف کو اس مقصد کے لئے
میں لایا جاتا ہے۔

(م) سیر و سیاحت کی دعوتیں دی جاتی ہیں اور بھارت کے دورے کے دوران ناجائز تعلقات / میزبانی سے خوش کیا جاتا ہے۔

(ن) دیگر سفارتی مشنوں کے ارکان سے ذاتی دوستی کر کے۔

(ق) نمایاں جنسی خطوط والی پرکشش بنی سنوری نوجوان حسینائیں بھارت سے پا
میں داخل ہوتی ہیں اور معاشرے کی اعلیٰ شخصیات کو اپنے دام الفت میں پھنساتی ہیں
پالیسی سازوں تک رسائی حاصل کر لیتی ہیں۔ منتخب ایجنٹوں کو

مرتب کردہ پروفارما پر "را" ہیڈ کوارٹرز کی جانب سے منظوری کے بعد کوڈ نام او
الاٹ کر دیئے جاتے ہیں۔ بیشتر ایجنٹ تنخواہ دار ہوتے ہیں، بعض اوقات ادائیگی بھارت جاتی ہے یا پھر ویزے کی سہولتیں فراہم کر کے خوش کیا جاتا ہے۔ نئے تیار کئے جانے ایجنٹوں کو / نیٹ ورک میں شامل کیا جاتا ہے، وہ ون ٹو ون رہتے ہیں۔ زیادہ تر میٹ

بھارتی ہائی کمیشن یا کور افسران کی رہائش گاہوں پر کی جاتی ہیں تاہم بعض اوقات جاسوسوں یا ان کے راز داروں کی رہائش گاہوں پر بھی کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مذکورہ مقاصد کے لئے انڈین ایئر لائنز کے دفاتر بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ میٹنگ کے لئے ایجنٹ ہینڈلرز انوکھی ساعتوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ مثلاً صبح صادق کے وقت یا آدھی رات کو جب انٹیلی جنس کوریج بہت کم ہوتی ہے۔ نماز جمعہ کے اوقات اور موسلا دھار بارش کے دنوں میں بھی ایسی ذاتی میٹنگیں کی جاتی ہیں۔ ایجنٹ ہینڈلرز کے ساتھ میٹنگوں کا اہتمام بذریعہ ٹیلی فون اور پہلے سے طے شدہ کوڈز استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ عام طور پر مشن "را" ہیڈ کوارٹرز کی جانب سے سونپے جاتے ہیں اور بعد ازاں جاسوسوں کو EEI فراہم کر دی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایجنٹ ہینڈلرز، ایجنٹ کو آڈیو ریکارڈر فراہم کرتا ہے۔

بھارتی کور افسران نے وزارتوں، سرکاری نیم سرکاری اداروں، تنظیموں مسلح افواج حتیٰ کہ پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے کئی ایک ملازمین کو تاڑا، پھر انہیں جاسوسی کے لئے تیار کیا۔ یہ ملازمین بڑے محتاط انداز میں ان کے لئے کام کر رہے ہیں۔ کچھ ایسے پاکستانی صحافی جن کی اخلاقی شخصیت کمزور ہے، وہ بھی بھارتی کور افسران کے جھانسے میں آ چکے ہیں اور شبہ ہے کہ وہ وطن کے خلاف جاسوسی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

دیگر طریقے اور کمزوریاں برائے استفادہ

بلا روک سمگلنگ۔ پاک بھارت سرحد کسی چھلنی کی مانند ہے جس کے "سوراخوں" سے سرحد کی دونوں جانب چھپ چھپا کر آنا جانا ممکن ہے۔ یہ کمزوریاں بھارت کو سمگلروں کے ساتھ مل کر جاسوسی کے جال بچھانے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ جاسوسی کے ان جالوں کا مقصد سرکاری ملازمین اور حکومتی اہلکاروں کو جاسوسی کے لئے تیار کر کے ان کے ذریعے شاطرانہ اطلاعات کا حصول ہے۔

اس میں ایک نکتہ یہ بھی کارفرما ہوتا ہے کہ آلہ کار افراد کو بعد ازاں بلیک میل کیا جائے۔ سرحد کی دونوں جانب بھارت سمگلروں کو رابطے، پیغام بری، پناہ گاہیں مہیا کرنے،

ٹیلنٹ کی تلاش اور پھر جاسوس کی تیاری کے لئے استعمل کیا جاتا ہے۔ ایک بر طرف شد
پولیس کانسٹیبل کو' جس نے سمگلنگ کا دھندا شروع کر دیا تھا' بھارتیوں نے گرفتار کیا اور بعد
ازاں اسے اپنے لئے کام کرنے پر مجبور کیا۔ پولیس کانسٹیبل نے اپنے بھارت کے دورے سے
متعلق پاکستانی حکام کو اطلاع دے دی۔ بھارتی اور پاکستانی انٹیلی جنس' دونوں سے رابطے قائ
کرنے کے بعد اس نے بڑی ہوشیاری سے "ڈبل ایجنٹ" بن کر خود کو محفوظ بھی رکھا او
سمگلنگ کا دھندا بدستور جاری رکھا۔ اس نے ایک حاضر سروس فوجی اور ایک سابق فوجی
بھارتی انٹیلی جنس سے متعارف کرایا۔ یہ دونوں فوجی جھوٹے وعدے پر کانسٹیبل کے دام م
آگئے اور بھارتیوں کے لئے کام شروع کر دیا۔ اس کے بعد بھارتی انٹیلی جنس نے جاسوس تی
کرنے کا سلسلہ وار طریقہ اپنایا۔ ایک جاسوس سے کہا گیا کہ وہ ایک اور لائے۔ اس طرح
حاضر سروس فوجی اور سرحدی علاقے کے ایک گھاگ کسان کو جاسوسی کے لئے تیار کیا گیا۔ ا
لوگوں نے کانسٹیبل کے ذریعے بھارتیوں کو مفید معلومات فراہم کیں۔ یہ ایک معمول کی ط
ہے یہی "را" کا طریق واردات بھی ہے۔

صحافیوں' دانشوروں اور سیاستدانوں کے لئے استثنا

ایسے صحافی' دانشور اور سیاستدان جو سفارتی برادری کے ساتھ دوستانہ تعلقات
رکھتے ہیں' وہ مخالف انٹیلی جنس کارندوں کے لئے مثالی ہدف بن سکتے ہیں۔ یہ لوگ م
التفات اور یاوری کے عوض دانستہ یا نادانستہ کلاسیفائیڈ انفارمیشن دشمنوں کو پہنچا دیتے
متعلقہ فریقوں کے کہنے پر صحافی حضرات اس جواز کے ساتھ حساس محکموں میں جانے کی اج
حاصل کرلیتے ہیں کہ وہ "تحقیقاتی" رپورٹیں لکھنا چاہتے ہیں۔ کچھ صحافی حضرات جنہیں
پشت پناہی حاصل ہے۔ وہ بچ کر نکل جاتے ہیں کیونکہ انہیں ظاہری وجوہ کی بنا پر ت
ایجنسیاں پکڑ نہیں سکتیں۔

فرنٹ لائن آرگنائزیشن

مخالف فرنٹ لائن تنظیمیں عدم استحکام کی خفیہ تحریکوں بشمول فرقہ وارانہ تصادم' بم دھماکے اور ملکی سلامتی کو غیر مستحکم کرنے والی دیگر تخریبی کارروائیاں تیار کرتی آرہی ہیں۔

مسلح افواج کے اندر جاسوسوں (Sources) کی تیاری

چونکہ پاکستان کی عسکری طاقت اور پوزیشن کا تخمینہ بھارتیوں کا بنیادی مسئلہ ہوتا ہے' اس لئے وہ فوج کے اندر مخبر تیار کرنے کی کوششیں کرتے آرہے ہیں۔ حاضر سروس فوجی اہلکاروں' بالخصوص سرحدی علاقوں سے تعلق رکھنے والوں کو سمگلروں' رشتے داروں' سابق کامریڈوں مع مالی ترغیبات' بھارت میں سامان عیش و طرب بشمول بھارتی فلمیں' شراب و شباب اور قیمتی بھارتی پارچہ جات وغیرہ لالچ دیکر اپنے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ کچھ کیسوں میں نشاندہی کرنے والے' دھوکے اور فراڈ سے حاضر سروس فوجیوں کو بھارت لے گئے۔ فوجیوں میں کلیریکل سٹاف ان کا خاص ہدف ہے کیونکہ وہ انہیں دستاویزی معلومات فراہم کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر Sep محمد اسلام جو ضلع سیالکوٹ کے سرحدی گاؤں کا رہائشی تھا' جون 1977ء میں نوکری سے غائب ہوگیا۔ فروری 1978ء میں حنیف اور محمد اکرام' اسلام کا چھوٹا بھائی جو پہلے ہی بھارتی انٹیلی جنس کے لئے کام کر رہا تھا' اسے مع ایس ایس جی کے ایک Sep محمد عارف' سرحد پر میلہ دکھانے کے بہانے بارڈر سیکورٹی فورس کی چوکی پر لے گئے۔ انہیں جیپ میں جموں لے جایا گیا اور انسپکٹر شرما سے متعارف کرایا گیا۔ جس نے اسلام کو 300/- روپے دیئے بالآخر جب اس جال کا پتا چلایا گیا تو معلوم ہوا کہ 23 حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی آرمی میں اس نیٹ ورک کے لئے کام کر رہے تھے۔

1971ء کی لڑائی کے بعد

جنگی قیدی

بھارتی انٹیلی جنس نے پاکستانی جنگی قیدیوں کی وفاداریاں تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ ابتدائی مدارج میں معلومات حاصل کرنے کے لئے قیدیوں کو تفتیشی مراحل سے گزارا گیا۔ بعد ازاں ان کی وفاداریاں تبدیل کرنے کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے گئے۔ اس نفسیاتی و جسمانی دباؤ میں آکر کچھ جنگی قیدی ان کے لئے کام کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ یقیناً ان میں سے بیشتر قیدی جنگی کیمپ میں بہتر سہولتیں حاصل کرنے کے لئے اس امر پر آمادہ ہوئے تھے اور پاکستان واپسی پر انہوں نے بھارتی گیم آشکار کر دی' لیکن چند ایک نے بے وفائی کی۔ جاسوسی کے لئے تیار کئے جانے والے جنگی قیدیوں کو رابطے کی پہچان اور ذاتی ملاقاتوں کے لئے طریقہ کار سے متعلق تفصیلی ہدایات کی گئیں اور سمجھایا گیا کہ کس طرح ایک اطلاع کو خفیہ تحریر میں برطانیہ اور مشرق بعید کے ممالک کے کور ایڈریسوں کے ذریعے پہنچانا ہے۔ چند سابق جنگی قیدیوں کے انکشاف پر بہت سے بھارتی ایجنٹوں کی گرفتاری عمل میں آئی۔ مثال کے طور پر میجر اختر قلندر جو سروس کا شاندار ریکارڈ رکھتے تھے اور ستارہ جرات کا اعزاز مع تمغہ حاصل کر چکے تھے' وہ مشرقی پاکستان سے جنگی قیدی بن کر گئے تھے اور تین برس سے زائد عرصہ بھارتی قبضے میں رہے تھے۔ میجر اختر کو لاہور میں ان کی ہمشیرہ کے گھر سے اس وقت گرفتار کر لیا گیا جب وہ ٹیلی فون پر بھارتی ملٹری اتاشی سے رابطہ کر رہے تھے۔ بعد میں تحقیقات کے دوران میجر اختر قلندر نے اعتراف کیا

کہ وہ فوجی معلومات دیگر بھارتیوں سے رقم اینٹھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

لاہور اور کراچی میں آئی اے ایل کے دفاتر

انڈین ایئر لائنز کے ان دفاتر کے سربراہ کور افسران ہیں اور پاکستان میں یہ متوقع جاسوسوں کو تاڑنے والی ایجنسیوں کا کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ اکثر پاکستان کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے عوض بطور رشوت ویزے دیتے ہیں اور اگر یہ ضرورت پوری کرنے میں ناکام رہیں تو بھارت میں موجود ان کے رشتے داروں کے ذریعے ان لوگوں پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ اس طرح ایک پاکستانی کو جاسوسی کے لئے تیار کیا گیا کہ وہ رقم اور قیمتی تحائف کے عوض پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے بارے میں معلومات فراہم کرے۔

یہ بات نوٹ کی گئی ہے کہ سرکاری محکموں میں ملازم پاکستانی باشندے جب بھارت کے لئے ویزا حاصل کرنے کی خاطر بھارتی سفارت خانے جاتے ہیں تو بھارتی ڈپلومیٹ ان سے کہتے ہیں کہ ویزوں کے بدلے اپنے محکموں کے بارے میں معلومات مہیا کرو۔ اس سلسلے میں ایک بھارتی فرسٹ سیکرٹری کو بہت بدنام پایا گیا۔ پاکستان ریلوے کے ایک ملازم سے کہا گیا کہ ریلوے کی بجٹ بک لا کر دو جبکہ کراچی کے ایک ہندو ڈاکٹر سے مطالبہ کیا گیا کہ صوبہ سندھ میں رہنے والے تمام ہندوؤں کی فہرست مع لوکیشن اور پروفیشن لا کر دو۔ لاہور کے ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے کے پروفیسر سے نارتھ ایریا پر ریسرچ پیپرز طلب کئے گئے۔

جنسی ترغیبات

گرفتار کئے جانے والے کچھ بھارتی ایجنٹوں نے بھارتی انٹیلی جنس کی جانب سے ان عورتوں کے استعمال اور تربیت کے بارے میں تفصیلات کا انکشاف کیا۔ ان عورتوں کو جاسوسی کے لئے پاکستانیوں کو تیار کرنے کی لئے یا شادی وغیرہ کے ذریعے بھارت سے آنے والے ایجنٹوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔

اس سلسلے میں "را" کا شکار عموماً فرسٹریٹڈ پاکستانی نوجوان بنتے ہیں۔ ان میں

زیادہ تعداد ان آزاد خیال یا بے راہرو نوجوانوں کی ہوتی ہے جو ذہنی اور جسمانی عیاشی کے لالچ میں بھارت جاتے ہیں۔ اس ضمن میں خصوصاً وہ نوجوان "پھیرے باز" "را" کا تر نوالہ ثابت ہوتے ہیں جنہوں نے مختلف ناموں سے تین تین چار چار پاسپورٹ بنا رکھے ہیں اور ہر دوسرے تیسرے مہینے اپنے "تجارتی چکر" پر دہلی جاتے ہیں۔

یہ نوجوان جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں' دو طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک طبقہ تو ان عورتوں اور مردوں کا ہے جن کی رشتہ داریاں سرحدوں کے دونوں اطراف ہیں اور جو ایک ٹکٹ میں دو مزے کے مصداق سیر اور بزنس دونوں کے لئے بھارت جاتے ہیں۔

دوسرا طبقہ پیشہ ور پھیرے بازوں کا ہے جو پاکستان کسٹم اور بھارتی کسٹم سے معاملات طے کر کے ادھر کا مال ادھر اور ادھر کا مال ادھر لے جاتے ہیں۔ ان میں زیادہ تعداد ان عورتوں اور مردوں کی ہے جو لاہور اور دہلی میں موجود "ڈیرے داروں" کے گاہک ہیں۔ یہ ڈیرے دار دراصل ان کے خریدار ہوتے ہیں جو دونوں اطراف آنے جانے والوں کو متعلقہ سہولیات مہیا کرتے ہیں۔ انہیں مناسب منافع دیتے ہیں اور اس کے عوض ان کے پاسپورٹ اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں۔

دہلی میں جامع مسجد کے گرد و نواح میں ایسے متعدد "ڈیرے" موجود ہیں جہاں پاکستانی پھیرے باز مرد اور عورتیں قیام کرتے ہیں کچھ مسافر خانے اور ہوٹل ہیں جہاں یہ لوگ ٹھہرتے ہیں اور یہیں سے "را" ان کا شکار کرتی ہے۔

چونکہ ان پھیرے بازوں نے اسلام آباد سے ویزے اپنے "رشتہ داروں" سے ملاقات کا جواز بنا کر حاصل کئے ہوتے ہیں' "را" کے گھاگ شکاری پہلا جال پھینکتے ہیں اور ان سے رشتہ داری کا ثبوت مانگتے ہیں۔ بس یہیں سے یہ پھیرے باز بلیک میل ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور لوہا "گرما" ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں جس پر انہیں معمولی سا لالچ اور سہولت دیکر پھانس لیا جاتا ہے۔

اکثر نوجوانوں کو "بھارتی ناریاں" جو دراصل "را" کی ایجنٹ ہوتی ہیں' سینما گھروں'

نائٹ کلبوں' ہوٹلوں' ریستورانوں' پے انگ گیسٹ ہومز' مسافر خانوں وغیرہ میں اپنے دا
ہوس میں پھنسا لیتی ہیں۔ یہ فرسٹریشن کے مارے نوجوان "را" کی ان فاحشاؤں کے جال م
پھنس جاتے ہیں جو انہیں بالآخر ڈھب پر لے آتی ہیں۔ عموماً اس سلسلے میں "را" کی طرف
فراہم کردہ "سیف ہاؤس" پر "را" کی ایجنٹ لڑکیاں اپنے شکار کو دعوت گناہ کے لئے لاتی ہ
جہاں خفیہ کیمروں سے ان کی تصویر کشی ہوتی ہے اور پھر اچانک "چھاپہ" بھی پڑتا ہے۔ "ر
کے شکاری گھبرائے ہوئے پاکستانی نوجوان کو ڈرا دھمکا کر اپنے جال میں پھنسا ہی لیتے ہیں۔

اس سلسلے میں بڑے عجیب طریقے اختیار کئے جاتے ہیں اور انسانی نفسیات کو سمج
والے' انسانی کمزوریوں کو بڑی ہوشیاری سے استعمال کرنے والے "را" کے ماہرین نئے نئے
طریقہ اختیار کرتے ہیں مثلاً پہلی مرتبہ پاکستان سے جانے والے نوجوان کو دہلی کے ریلو
سٹیشن پر یا ٹرین ہی میں کوئی نوجوان لڑکا یا لڑکی "اچانک" ٹکرا جائے گی۔ دونوں دہلی پہنچتے
دوست بن جاتے ہیں۔ دہلی میں ان کے یہ دوست انہیں اپنے گھر آنے کی بڑی پر خلوص
دعوت" دیتے ہیں اور اگلے دو تین روز بعد سیر کروانے آگرہ لے جاتے ہیں۔ اسی دوران ا
خیال اس طرف جانے ہی نہیں دیا جاتا کہ وہ دہلی سے باہر جا ہی نہیں سکتے۔

تاج محل کی سیر کرتے ہوئے اچانک کوئی انٹیلی جنس آفیسران کی شناخت طلب کر
اور انہیں "جاسوسی" کے الزام میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ آج بھی بھارت کی جیلوں میں
درجنوں نوجوان قید ہیں جنہوں نے "را" کی ذلت آمیز پیشکش قبول کرنے پر قید و بند کو
دینا زیادہ احسن خیال کیا ہے۔

"را" کا ایک اور شکار پاکستان کے کچھ آزاد خیال شاعر اور ادیب بھی ہوتے ہیں
شراب و شباب' سہولتیں اور چند ہزار روپوں کے عوض "را" اپنے جال میں پھانس لیتی۔

جدید آلات کا استعمال

"را" اپنے آپریشنز میں بھی ایجنٹوں کی تربیت کرتی رہتی ہے۔ انہیں جدید آ

ستعمال اور ضرورت پڑنے پر انہیں مرمت کرنے کے طریقے بھی بتائے جاتے ہیں۔ اس ضمن
ں بطور خاص پاکستانی مسلح افواج کے آلات' ہتھیار' تنصیبات کے تصاویر اتارنے کے لئے
یمروں کے استعمال پر توجہ دی جاتی ہے۔ نظر نہ آنے والی سادہ روشنائی "را" کے ایجنٹ پیغام
سانی کے لئے عموماً استعمال کرتے ہیں۔ "را" کے بہت سے گرفتار شدہ ایجنٹوں نے اعتراف
یا کہ انہیں لاسلکی رابطے اور مورس کوڈ (خفیہ پیغام رسانی) کی تربیت دی گئی ہے۔ ریڈیو
انسیٹر کا استعمال بھی کسی مرحلے پر کیا جاتا ہے۔

کھ یاتری

سکھ زائرین پاکستان میں موجود اپنے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے باقاعدگی سے
تے ہیں۔ خفیہ معلومات کے حصول کے لئے سکھ یاتریوں کے ان گروہوں میں انٹیلی جنس
ے اہلکار شامل کر دیئے جاتے ہیں۔

کستان میں تقرر کے لئے سفارتکاروں کا انتخاب

پاکستان میں تعیناتی کے لئے اپنے سفارتکاروں کے انتخاب میں بھارتی بہت چالاک
بت ہوئے ہیں۔ وہ ایسے افسران کو بھیج رہے ہیں جن کا تعلق آزادی سے قبل پاکستانی علاقے
ے ہوتا ہے۔ ظاہر ہے ایسا اس لئے کیا جارہا ہے کہ پاکستان میں ان کے پہلے سے موجود روابط
کے ذریعے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔

ائیویٹ سیکورٹی ایجنسیاں

سفارتی مشن ایسی پرائیویٹ سیکورٹی ایجنسیوں کی خدمات سے استفادہ کر رہے ہیں جن
کے پاس نہ تو سیکورٹی کلیرنس ہے اور نہ ہی وہ پولیس کے ریٹائرڈ اہلکاروں کو ملازمت دیتے
وئے کسی قسم کا کوئی اجازت نامہ طلب کرتی ہیں۔ اس وقت حال ہی کے ریٹائرڈ سروس
ینکڑوں اہلکاروں کو ان ایجنسیوں نے ملازم رکھا ہے اور مختلف سفارتی مشنوں کے باہر تعینات

کر کے ان سفارتکاروں کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ ان ملازمین کو جاسوسی کے لئے تیار کریں اور مسلح افواج میں مزید دخول کے لئے انہیں استعمال کریں۔

عیسائی مبلغین

ملک بھر میں آکٹوپس کی طرح پھیلے سماجی / تعلیمی منصوبوں کے لئے منظرنامے میں چند عیسائی مشنریوں کو مصروف عمل کر دیا جاتا ہے۔ بظاہر ان کی سرگرمیوں پر شبہ نہیں کیا جاتا جس سے انہیں تحفظ مل جاتا ہے کہ ملکی سلامتی کے خلاف دشمن کے ناپاک عزائم میں ملوث ہو جائیں۔

نوجوان نسل میں اخلاقی اقدار کا زوال

اسلامی اقدار سے روگردانی کے سبب نوجوان نسل میں پائی جانے والی سرکشی نے مخالف عناصر کو ثقافتی یلغار کرنے کے خاطر خواہ مواقع فراہم کئے ہیں۔ ان عناصر نے موسیقی، وی سی آر اور دیگر ایسی ترغیبات کے ذریعے ہمارے معاشرے میں راہ پالی ہے جو پاکستان کی کنزرویٹو سوسائٹی میں باآسانی دستیاب نہیں۔

انٹیلی جنس معاملات سے آگاہی کا فقدان

تعلیمی قابلیت کی کم تر سطح کے سبب پاکستانی عوام میں انٹیلی جنس سے متعلقہ حساس امور کے بارے میں آگاہی کا فقدان ہے۔ مزید برآں اعلیٰ شخصیات کے شاہانہ طرز عمل کے سبب عام آدمی قومی سلامتی کے امور کے بارے میں بے خبر ہے خصوصاً ہمارے اعلیٰ افسران اپنی معلومات کا رعب دکھانے کے لئے اہم ملکی راز اگل دیتے ہیں۔

معصوم فوجی اہلکاروں سے معلومات اگلوانا

بھارتیوں نے اس تکنیک کو 1971ء کی جنگ کے بعد ترقی دی ہے۔ گشتی ایجنٹوں کو تربیت دی گئی کہ گفت و شنید کے دوران فوجی اہلکاروں سے معلومات حاصل کریں۔ اس

عمومی طریقہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ خود کو کسی فرضی فوجی کا رشتہ دار ظاہر کر کے مختلف ...ی یونٹوں کی لوکیشن حاصل کر لی جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ بظاہر معصوم شناسائیاں دوستی ...ڈھل جاتی ہیں جس کی بنیاد بھارتی ایجنٹوں کے تحائف اور دل کھول کر کئے جانے والے ...اجات بنتے ہیں۔ ایسے ہی ایک کیس میں بعدازاں ایجنٹ نے فوجی کو یہ دھمکی دے کر ...وسی کے لئے تیار کر لیا کہ وہ گروپ فوٹو کی بنیاد پر اسے بے نقاب کر دے گا۔

بڑے آپریشنز

داخلی آپریشنز

خارجی محاذ پر "را" کی زبردست کارکردگی کو تاہم داخلی محاذ پر اس کی ناکامی نے قدرے نقصان پہنچایا ہے جو سچ پوچھئے تو اس کا میدان ہے بھی نہیں۔ ایک ایسا ملک جو علیحدگی کی تحریکوں کی آماجگاہ ہو' جو ایسا نازک سیاسی ڈھانچہ رکھتا ہو جس میں علاقائی سیاسی پارٹیاں مرکز کے ساتھ الجھ رہی ہوں اور جہاں بیورو کریسی اور سیاست میں بدعنوانی کا دور دورہ ہو' وہاں قومی سلامتی کو درپیش اندرونی خطرات سے محفوظ رکھنا "را" کے لئے ایک کٹھن کام ہے۔ "را" کو اندرا گاندھی نے اپنے مخالفین کو ہراساں کرنے کے لئے بے طرح استعمال کیا بالخصوص 1975ء کی ایمرجنسی کے دوران "را" اندرا گاندھی کی مطلق العانیت کا ایک خوفناک ہتھیار بن گئی۔ اندرا گاندھی کی جانب سے کی جانے والی بہت سی زیادتیوں میں "را" نے ان کی معاونت کی۔ یہی وجہ ہے کہ جب مرارجی ڈیسائی نے اقتدار سنبھالا تو سب سے پہلے "را" کی ہائی کمان سے نمٹنے کا فیصلہ کیا اور اس کے بانی سربراہ آر این کاؤ کو برطرف کر دیا گیا۔

داخلی محاذ پر علیحدگی پسند قوتوں سے نمٹنا ایک بہت ہی بڑا چیلنج ہے جو "را" کو درپیش ہے۔ اس سلسلے میں "را" کی اختیار کردہ تکنیک مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ باغی قوتوں میں پھوٹ ڈالنا' ان کے بنیادی ڈھانچے میں گھس جانا اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف لڑ لڑ کر مرنے دینا لیکن لگتا ہے کہ بیشتر کیسوں میں اس تکنیک کا الٹا رد عمل ہوا ہے۔ "را" نے بھنڈرانوالہ

کو ئیم پلان میں داخل کیا تاکہ اسے اکالی دل کے خلاف استعمال کیا جائے۔ جلد ہی وہ آز ریاست کا سب سے بڑا علمبردار اور آزادی خالصتان کی انتہائی طاقتور تحریک کا کمانڈر بن گر آرمی کو بھنڈرانوالہ اور اس کے ساتھیوں کو گولڈن ٹیمپل سے نکالنے کے لئے ایک بہت آپریشن "آپریشن بلیو سٹار" کرنا پڑا تھا۔

عالمی برادری کی نگاہوں میں سکھ تحریک کو رسوا کرنے کیلئے "را" نے جو مکارانہ اور رحمانہ کردار ادا کیا تھا' اس کی تفصیلات کتاب "سافٹ ٹارگٹ" میں واضح طور پر بیان کی گئ ہیں۔ "را" نے نہ صرف یہ کہ کینیڈین حکومت اور کینیڈین سیکورٹی فورسز کو دھوکہ دیا 1985ء میں ایئر انڈیا کی فلائٹ کو بم سے اڑایا جس میں 329 افراد ہلاک ہو گئے۔ ایسا محض ثابت کرنے کے لئے کیا گیا کہ سکھ دہشت گرد ہیں اور انکی تحریک نے دیگر ممالک کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ہے اس طرح ناگالینڈ اور بوڈولینڈ کی تحریکیں بھی "را" نے کانگریس کی س ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے شروع کرائیں۔ لیکن اب یہ تحریکیں بھارت کی سالمیت ہی خطرہ بنتی جا رہی ہیں۔

"را" اب "کوکی" قبیلے کو' انکی ناگالینڈ والوں کیساتھ لڑائی میں سپانسر کر رہی ہے دونوں باغی گروپوں کو باہم لڑا کر نیست و نابود کر دیا جائے۔ مغربی بنگال میں اس نے گورکھا لبریشن فرنٹ سپریمو سبھاش گھیسنگ کی سرپرستی کی تاکہ ریاست کی لیفٹ فرنٹ حکوم دباؤ ڈالا جاسکے۔ کشمیر میں "را" نے تحریک آزادی کو بے اثر کرنے کے لئے جموں و کشمیر فرنٹ کی بنیاد رکھی ہے۔ "را" کے طریق کار کو ایک کتاب میں صحیح تشبیہ دی گئی ہے کہ کی حکمت عملی کا موازنہ بے دھڑک اس آگ سے کیا جاسکتا ہے جو زیادہ آگ پھیلنے کے کو روکنے کیلئے جنگل میں خود لگائی جاتی ہے اور قابو میں ہوتی ہے۔ لیکن دانستہ طور پر لگ یہ آگ زور پکڑ لیتی ہے اور دور دور تک پھیل کر بے قابو ہو جاتی ہے ان باغی قوتوں میں زیادہ تر "را" کی پیدا کردہ ہیں جنہوں نے اب بھارت کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے قریب دیا ہے۔ بھارت کی بقا کو جو خطرہ لاحق ہے "را" یقیناً اس کی ذمہ داری سے پہلو نہیں بچا

"را" میں موجود کچھ عاقبت اندیش عناصر نے جرات سے کام لیتے ہوئے خود اپنی ایجنسی کی بداطواری کو بے نقاب کیا اور جنتادل حکومت سے مطالبہ کیا کہ آسام اور پنجاب میں حکومتوں کو غیر مستحکم کرنے سے متعلق "را" کی سرگرمیوں کے بارے میں ایک قرطاس ابیض شائع کیا جائے۔

مقبوضہ کشمیر میں

کشمیر میں "را" کی سرگرمیاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مجاہدین میں پھوٹ ڈالنے کی "را" کی پرانی حکمت عملی 1991ء میں شروع کئے گئے آپریشن سے عیاں ہوتی تھی جس کا کوڈ نیم "آپریشن چانکیہ" تھا۔ اس آپریشن کا مقصد کشمیریوں کی بھاری مخالفت کو کچل کر انہیں بھارتی حکومت کے تابع کرنا تھا۔ اس مقصد کے لئے "را" نے مجاہدین کے بھیس میں اپنے ایجنٹ مجاہدین کی صفوں میں داخل کئے تاکہ ان میں پھوٹ ڈالی جائے۔

یہ ایجنٹ قتل' عصمت دری اور لوٹ مار کرتے تاکہ مجاہدین رسوا ہوں۔ سیکورٹی فورسز کو معصوم شہریوں کی نجات دہندہ بنا کر پیش کیا جاتا۔ آپریشن چانکیہ میں اس وقت مزید تیزی آئی جب ایک مرتبہ موساد نے اپنے تجربہ کار کتساس (Katsas) "را" کو دیئے تاکہ وہ اس کے کارندوں کو تربیت دیں اور عقوبت خانے و تفتیش سیل قائم کئے جائیں۔ جیساکہ بھارتی ہفت روزے "کرنٹ" (Current) نے اپنی 26 جون 2 جولائی 1993ء کی اشاعت میں انکشاف کیا ہے۔ "را" اور موساد کو مشن سونپا گیا تھا کہ مجاہدین کو ایک مہینے کے اندر اندر کچل دیا جائے تاکہ ستمبر کے پہلے ہفتے میں انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنایا جاسکے۔ لیکن مجاہدین کشمیر کے جذبہ ایمانی اور کشمیری عوام کے جذبہ شہادت نے اس سازش کو ناکام بنا دیا۔

"را" داخلی محاذ پر اپنی ناکامیوں اور کشمیر میں اٹھائی جانے والی خفت پر پردہ ڈالنے میں اس طرح کامیاب ہوئی ہے کہ اس نے تمام برائیوں کا الزام آئی ایس آئی کے سر تھوپ دیا بغاوت' بم دھماکوں' فسادات' سیاسی لیڈروں کا قتل' Security Scam مالیاتی سکینڈل وغیرہ میں آئی ایس آئی کا ہاتھ ہونے کی من گھڑت کہانیوں کا پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اس قدر

پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ مزدوروں کی حالیہ ہڑتال کے دوران سرکردہ مزدور لیڈر کو بھی آئی ایس آئی کا ایجنٹ قرار دیا گیا۔ اس حکمت عملی سے "را" کا مقصد تو پورا ہو سکتا ہے لیکن اس بھارتی عوام کی نگاہوں میں یقیناً "را" کے امیج کو مسخ کر دیا ہے۔

"را" اس وقت شدید تنقید کی زد میں آئی جب وہ اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی قتل، بابری مسجد کے انہدام، بمبئی کے فسادات، گولڈن ٹیمپل کی لے آؤٹ اور جنگجو سکھ کی قوت سے متعلق قبل از وقت خبردار کرنے میں ناکام ہو گئی۔ ایل ٹی ٹی ای کی حقیقی قوت بارے میں سری لنکا میں آئی پی کے ایف کو اطلاع دینے اور جزیرے کی تامل آبادی کی ج سے بھارت سری لنکا معاہدے کو تسلیم کرنے کے بارے میں اطلاع دینے میں ناکامی پر بھی ' کی شہرت خراب ہوئی۔

اندرون ملک "را" کا کردار

"را" کا سیاسی استعمال سب سے زیادہ بھارت کی سورگیہ وزیراعظم مسز اندرا گاندھی نے کیا کیونکہ "نہرو فیملی" "را" کو بلا شرکت غیرے اپنی ملکیت خیال کرتی ہے۔ اس ضمن میں "تھرڈ ایجنسی" نے بہت بدنامی کمائی ہے۔

یہ "را" کے سابقہ ڈائریکٹر جنرل آر این کاؤ کی اپنی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کی سیاسی مہم کو کامیاب بنانے کیلئے ایک انتہائی خفیہ اور خصوصی آپریشن کی کہانی ہے۔ جب آر این کاؤ نے "را" کے اندر اپنے منظور نظر افسران کی مدد سے ایک ایجنسی بنائی تھی۔

بھارتی حکومت کی خفیہ فائلوں میں اس کو "تھرڈ ایجنسی" کا کوڈ نام دیا گیا ہے۔ اس ایجنسی کا نصب العین تھا۔ "بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کی مکمل وفاداری خواہ اس کیلئے بھارتی آئین کی دھجیاں کیوں نہ بکھیرنی پڑیں"۔ اس ایجنسی کے ذرائع لامحدود اور اس کا کرتا دھرتا "را" کا سابقہ ڈائریکٹر جنرل آر این کاؤ تھا۔ تھرڈ ایجنسی کا آپریشنل ایریا پنجاب، مقبوضہ کشمیر، راجستھان، آندھرا پردیش، کرناٹک اور سری لنکا کے علاوہ ہر وہ غیر ملک تھا جہاں سکھ آباد ہیں۔ مشرقی پنجاب میں جب سکھوں کی شورش میں اضافہ ہوا اور سنت جرنیل سنگھ بھنڈرانوالہ اور اس کے ساتھیوں نے بھارتی پولیس اور پیرا ملٹری فورسز کو ننگی کا ناچ نچانا شروع کیا تو مسز اندرا گاندھی کو فوراً یہ خیال آیا کہ کیوں نہ اس صورت حال کو اپنے حق میں استعمال کیا جائے۔

جب اس نے یہ تجویز اپنے سیکورٹی ایڈوائزر اور "را" کے ڈائریکٹر آر این کاؤ کے سامنے رکھی تو اس نے فوراً ایک منصوبہ تیار کر کے مسز اندرا گاندھی کے سامنے رکھ دیا۔ اس منصوبے کی تفصیلات کا علم شاید دنیا کو کبھی نہ ہو پاتا اور مسز اندرا گاندھی کی موت کے ساتھ یہ کہانی بھی دفن ہو کر رہ جاتی اگر ایجنسی کے ایک باغی آفیسر کا رابطہ بھارت کے صف اول کے انگریزی ہفت روزہ "سوریہ" سے نہ ہوتا۔

اس آفیسر نے جو بعد کی اطلاعات کے مطابق پراسرار حالت میں مارا گیا "سوریہ" کے رپورٹر کو ستمبر 1984ء میں تھرڈ ایجنسی کی گھناؤنی وارداتوں سے آگاہ کیا اور پہلی مرتبہ دنیا کے علم میں یہ بات آئی کہ ہندو سامراج اپنی ہوس اقتدار میں کہاں تک جا سکتا ہے اور انسانیت کی سطح سے کتنا نیچے آ سکتا ہے۔

آر این کاؤ نے مسز اندرا گاندھی کے سامنے "را" اور "آئی بی" کے خصوصی افسران کی، جو ایک طرح سی وزیر اعظم کے ذاتی غلاموں کا درجہ رکھتے تھے، فہرست پیش کی اور بتایا کہ اس شیطانی ٹولے کی مدد سے ایک خصوصی انٹیلی جنس یونٹ تیار کیا جائے جو اپنے اعمال کیلئے صرف بھارتی وزیر اعظم کو جوابدہ ہو گا اور جس کے احکامات پر بھارت کی دیگر انٹیلی جنس ایجنسیوں کو آنکھیں بند کر کے عمل پیرا ہونا ہو گا۔

اس انٹیلی جنس یونٹ کو "تھرڈ ایجنسی" کا کوڈ نام دیا گیا اس کے مقاصد میں ایسے جائز ناجائز اقدامات تھے جنکی مدد سے مسز اندرا گاندھی کی بادشاہت ہمیشہ کیلئے قائم رکھی جاسکتی تھی۔ تھرڈ ایجنسی کے افسران کو لامحدود اختیارات اور سرمایہ فراہم کیا گیا اور اس کے خفیہ دفاتر کا جال بھارت اور غیر ممالک میں پھیلا دیا گیا۔

چونکہ آر این کاؤ سیکورٹی ایڈوائزر بھی خود ہی تھا اس لئے آئینی اور قانونی طور پر انٹیلی جنس معاملات کے لئے وہی حکومت اور وزیر اعظم کو جوابدہ تھا۔ یوں تو اس ایجنسی نے بہت سے "کارہائے نمایاں" انجام دیئے ہیں لیکن پنجاب میں ان کا رول خصوصی اہمیت کا تھا۔

تھرڈ ایجنسی والوں کو سب سے پہلے یہ مشن سونپا گیا کہ وہ پنجاب میں سرگرم عمل سکھ دہشت گردوں کی ہر ممکن معاونت کریں، خصوصاً سکھوں کے کھاتے میں خود بھی ہندوؤں کے قتل کی وارداتیں ڈالتے رہیں۔ تھرڈ ایجنسی کے ہونہار افسران نے سب سے پہلے پیشہ ور ہندو بدمعاشوں کی خدمات حاصل کیں۔ اور انہیں جیلوں سے فرار کروا کر پنجاب میں اپنے ہی بھائی بندوں کے قتل عام پر مامور کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایجنسی نے دربار صاحب میں موجود سکھ حریت پسندوں کو اسلحے کی سپلائی شروع کر دی۔

تھرڈ ایجنسی نے پس پردہ رہ کر صرف پنجاب میں 47 ریلوے سٹیشنوں کو نذر آتش کروایا۔ اس کے تربیت یافتہ ایجنٹ سکھوں کے احتجاجی جلوسوں میں سکھوں کے بھیس میں داخل ہو جاتے اور موقعہ ملتے ہی ایسی فضا پیدا کر دیتے کہ پولیس اور سکھوں میں ٹھن جاتی اور دونوں طرف سے فائرنگ شروع ہو جاتی۔ اس طرح ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ پنجاب میں فضا اتنی مسموم کر دی جائے کہ یہاں مرکزی حکومت کو فوج داخل کرنے اور صوبائی حکومت کو ختم کرنے کا جواز مل سکے، کیونکہ اس نام نہاد جمہوری ملک میں کسی بھی صوبائی حکومت کے اختیارات سلب کرنے کے لئے معمولی بہانہ کام نہیں آتا جب تک امن و امان کی حالت اتنی خراب نہ ہو جائے کہ وہاں مرکزی حکومت کا عمل دخل ضروری خیال کیا جانے لگے۔

اس مشن میں جو افسران خصوصی خدمات انجام دے رہے تھے، انہیں صورت حال کو اس نہج تک پہنچانے میں ان کی "پیشہ ورانہ خدمات" کے اعتراف میں پولیس میڈلز، نقد انعامات اور تعریفی اسناد سے ہی نہیں نوازا گیا بلکہ ان میں بیشتر کا بطور انعام تبادلہ غیر ممالک میں کر دیا گیا۔

"را" کی اس خصوصی تھرڈ ایجنسی نے بڑی کامیابی سے اپنا مشن مکمل کیا۔ سکھوں کے مقدس ترین مقام دربار صاحب میں اکال تخت کو مسمار کر دیا گیا۔ شرپسندوں پر قابو پانے کی آڑ میں سکھوں کے اتہاس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور ٹینکوں اور توپ خانے سے ان کی تاریخی اور مذہبی نوعیت کی عمارات کو تباہ اور دستاویزات کو راکھ کے ڈھیر میں بدل دیا گیا۔

سارے پنجاب میں سکھوں کے اہم ترین گوردواروں کے تقدس کو جن کی تعداد 172 تھی' بھارتی فوج نے اپنے بوٹوں سے پامال کر دیا۔ پھر وہ دور بھی آگیا جب اکال تخت کی مرمت کر دی گئی۔ بھگوڑے سکھ فوجیوں کو خصوصی عدالتوں سے سزائیں سنائی جانے لگیں۔ اس راز پر پردہ ہی پڑا رہتا اگر "را" کے باغی افسران کا ایک گروپ "سوریہ" سے رابطہ نہ کرتا۔

ان افسران اور انٹیلی جنس کے خصوصی ذرائع کے ان انکشافات نے تو دنیا کو چونکا دیا کہ سنت بھنڈرانوالہ کے عروج سے دربار صاحب پر بھارتی فوج کے حملے تک کا سارا ڈرامہ پہلے ہی سے تیار کردہ تھا اور اس کے کرداروں کا بالکل لاعلم رکھ کر یہ سارا کھیل اپنے انجام کو پہنچا دیا گیا۔ اس گھناؤنے کھیل کو لکھا تھا کانگریس آئی نے اور اس کو سٹیج کروایا بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی نے اپنی نگرانی میں 'اپنی مرضی کے مطابق۔ اپنے لئے پہلے سے متعین کردہ اہداف کے حصول تک بھارتی وزیراعظم نے یہ ڈرامہ رچائے رکھا۔

ان ذرائع کے مطابق یہ سارا آپریشن بڑی چالاکی اور سوجھ بوجھ سے "را" اور "آئی بی" کے افسران کو بالکل لاعلم رکھ کر لیکن ان کی مدد سے مکمل کیا گیا۔ استعمال ہونے والے انٹیلی جنس افسران کو یہ علم ہی نہ ہو سکا کہ ان کے ساتھ کیا ہو تا رہا۔ افسران کے مطابق مسز اندرا گاندھی کے اس شیطانی ٹولے نے اپنی من مانیوں کے لئے "را" اور "آئی بی" کو بطور ڈھال استعمال کیا۔ ان کے لئے آج تک ایک گمنام اور ناشنیدہ جاسوس تنظیم نے انہیں گدھوں کی طرح استعمال کیا اور ایک ایک کر کے فلم کے سارے مناظر کامیابی سے فلما لئے۔ اس سپر انٹیلی جنس ایجنسی نے پنجاب کا سارا آپریشن پلان کیا اور اس پر عمل کروالیا۔ تھرڈ ایجنسی کے تین اہم مقاصد تھے۔

1- ہندو ووٹر جو کانگریس کی پالیسیوں سے نہرو خاندان سے بدگمانی کا اظہار کرنے لگا، دوبارہ کانگریس کی جھولی میں آن گرے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ سکھوں کے ہاتھوں ہندو ناطقہ بند کروا کر ان کے مذہبی جذبات کو اپنے حق میں کامیابی سے استعمال کیا جائے۔

2- اپوزیشن کی کشتی کو اس طرح ہوا کے مخالف رخ پر ڈال دیا جائے کہ وہ مرکزی

حکومت پر الزام تراشیاں کرنے اور اسے پنجاب کی بگڑتی ہوئی حالت کا ذمہ دار گردانے کے بجائے خود مرکزی حکومت کے سامنے گڑگڑا کر التجا کرے کہ وہ پنجاب میں سکھوں کی دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لئے فوج روانہ کرے۔ اس طرح دربار صاحب پر حملے کا جواز اپوزیشن کی طرف سے حکومت کو فراہم کروایا جائے۔

3- "آئی بی" کے نااہل افسران اور "را" کی شیخیاں بگھارنے والی اور کام کم کرنے والی قیادت کو لگام ڈالنے کے لئے "تھرڈ ایجنسی" کے ذریعے کارہائے نمایاں انجام دیئے جائیں تاکہ دونوں انٹیلی جنس ایجنسیاں نفسیاتی طور پر "تھرڈ ایجنسی" کے مقابلے میں خود کو کمتر خیال کرتے ہوئے اپنی استعداد کار کو بڑھائیں۔

سینئر انٹیلی جنس افسران جنہوں نے اس گھناؤنی سازش کا پردہ چاک کیا' تین ایسے جواز فراہم کرتے ہیں جن کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ پنجاب کا سارا آپریشن مرکزی حکومت اور اس کے انٹیلی جنس نیٹ ورک کا تیار کردہ تھا۔

1- تمام انٹیلی جنس افسران جن کا تعلق "را" اور بھارت کی دوسری سیکورٹی ایجنسیوں سے تھا' انہیں پنجاب میں سکھوں کی جماعت اکالی دل کے ایجی ٹیشن کے شروع ہوتے ہی مختلف حیلوں بہانوں سے پنجاب' راجستھان اور جموں کشمیر سیکٹر سے تبدیل کر دیا گیا۔ کچھ کو پولیس میں واپس جانا پڑا' کچھ دوسرے صوبوں کو سدھار گئے اور کچھ ایسے خوش نصیب بھی تھے جنہیں غیر ممالک میں بھارتی سفارتی مشنوں میں تعینات کر دیا گیا یعنی اپنی مرضی کا انٹیلی جنس نیٹ ورک نئے سرے سے قائم کر دیا گیا۔

2- دربار صاحب سے جو اسلحہ برآمد ہوا اس میں زیادہ تعداد ایسے اسلحہ کی تھی جو راجستھان کی سرحد سے سمگل کر کے یہاں لایا گیا تھا اور اس کی سمگلنگ کی نگرانی "را" کر رہی تھی۔

3- ایس کے ترپاٹھی جو "را" کی طرف سے وسط 1982ء سے 3 مئی 1984ء تک امرتسر کا انچارج رہا' کی طرف سے مرکزی حکومت کو ایک "کوڈڈ ٹیلی گراف" روانہ کیا گیا جس میں

نہایت تفصیل کے ساتھ ایک پلان کی تفصیلات درج تھیں۔ اس پلان کے مطابق پنجاب میں چالیس ریلوے سٹیشنوں کو سکھ حریت پسندوں نے بیک وقت تباہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ اس طرح وہ پنجاب میں ریل کے ذریعے نقل و حمل ختم کرنے والے تھے۔ حکومت نے ترپاٹھی کے اس ٹیلی گراف پر آنکھیں بند کئے رکھیں اور کسی بھی سیکورٹی ایجنسی کو صورت حال سے نمٹنے کی ہدایات جاری نہیں کیں۔

اصل میں تھرڈ ایجنسی کا قیام کانگریس کی الیکشن مہم کامیاب بنانے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ یہی اس کا بنیادی کام تھا لیکن "را" کے بہت سے منصوبوں کے اچانک انکشاف کے بعد یہ محسوس کیا جانے لگا کہ اب "را" بھی "آئی بی" کی طرح نالائق ہوتی جا رہی ہے اور تھرڈ ایجنسی نے پھر جاسوسی کی ذمہ داریاں بھی سنبھال لیں اور انٹیلی جنس آپریشن کا اختیار اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

آر شنکرن نائر ڈائریکٹر پرائم منسٹر سیکرٹریٹ گزشتہ اٹھارہ ماہ سے بھارتی وزیر اعظم کے چیف سیکورٹی ایڈوائزر آر این کاؤ کے ماتحت حیثیت سے خدمات انجام دے رہا تھا۔ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بیکانیر ہاؤس شاہ جہاں روڈ نئی دہلی میں قائم کیا گیا۔ "را" کے ریٹائرڈ آفیسر جی این مشرا کو دوبارہ ملازمت پر بحال کر کے اسے "سیاسی ڈیسک" کے انچارج کی حیثیت سے یہاں بٹھا دیا گیا۔ یہ تو ایک "کور" تھا۔

حقیقت میں مشرا پنجاب، راجستھان اور مقبوضہ جموں و کشمیر میں انٹیلی جنس آپریشنز کو سیکنڈ لیول پر کمانڈ کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ کرنل بی لونگر منسلک کیا گیا تھا جو ایمرجنسی کے دوران مسز اندرا گاندھی کی انٹیلی جنس سروسز کی سیاسی برانچ کا انچارج تھا۔ 1977ء میں جب جنتا دل نے اقتدار حاصل کیا تو لونگر کا بوریا بستر گول کروا دیا گیا تھا لیکن 1980ء میں جب دوبارہ زمام اقتدار مسز اندرا گاندھی کے ہاتھ میں آئی تو انہوں نے لونگر کو پھر سے سیاسی آپریشن کے انچارج کی حیثیت سے واپس بلا لیا۔

سیاسی جوڑ توڑ کے ماہر اور سیاسی دشمنوں کا چپکے سے صفایا کروا دینے کے ماہر کرنل لونگر

نے پنجاب کے بحران میں بنیادی کردار ادا کیا۔ "سوریہ" کو فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق دربار صاحب پر حملے کا آپریشن کرنل لونگر نے ہی تیار کیا تھا۔ لونگر نے اقتدار کی دیوانی اندرا گاندھی کو تجویز پیش کی تھی کہ دربار صاحب پر حملے سے پیدا ہونے والے رد عمل کے نتیجے میں جو سیاسی صورت حال جنم لے گی اس کا رخ کانگریس کے حق میں موڑا جا سکتا ہے اور یہ کرنل لونگر ہی تھا جس نے آر این کاؤ اور گریش سکسینہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ آپریشن "بلیو سٹار" کے ساتھ ہی الیکشن کا اعلان بھی کر دیا جائے۔

پنجاب آپریشن کے لئے کرنل لونگر نے ایسے انٹیلی جنس افسران کا بطور خاص انتخاب کیا جو بظاہر کاہل اور سست الوجود سمجھے جاتے تھے لیکن اصل میں اپنے کام میں یکتائے روزگار تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو حکومت یا اپوزیشن کی نگاہوں میں زیادہ اہمیت کے حامل نہیں تھے اور ابھی تک حکومت یا اپوزیشن کی توپوں کا رخ بھی ان کی طرف نہیں ہوا تھا۔ "را" میں افسروں کا یہ گروپ مسز اندرا گاندھی کا وفادار سمجھا جاتا تھا۔

ایسے ہی لوگوں سے لونگر ایک بڑا اور خطرناک کھیل کھیلنے جا رہا تھا۔

ایجنسی کی استعداد کار کو بڑھانے اور اس سے معجزاتی کارنامہ انجام دلوانے کے لئے ضروری تھا کہ اسے لامحدود اختیارات، جدید ترین ہتھیار اور بہترین ذرائع نقل و حمل فراہم کئے جاتے۔ اس کے ساتھ ہی بہترین لیکن شیطان ذہن کے حامل افسران کی ایک ٹیم بھی ضروری تھی جو اس کو کمانڈ کرے۔ اس کے بعد ہی بڑے پیمانے پر خفیہ آپریشنز کا آغاز کیا جا سکتا تھا۔ ایچ جے کرپلانی کی خدمات، جو اس سے پہلے داؤ کا باڈی گارڈ رہ چکا تھا، سینئر مشیر کی حیثیت سے حاصل کر لی گئیں۔

کرپلانی مخالفین کو قتل کروانے میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ اسے مار دھاڑ اور قتل و غارت گری کے آپریشنز کا انچارج بنا دیا گیا اور رتنا کر راؤ کو جو "را" کا سابقہ آفیسر تھا، دوبارہ طلب کر کے کوآرڈی نیشن اور نگرانی کی مکمل ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔

تھرڈ ایجنسی کے لئے ایجنٹوں کا انتخاب "را" سے کیا گیا۔ یہ لوگ اپنے اعمال کے لئے

صرف وزیراعظم اندرا گاندھی کو جواب دہ تھے۔ ان کے اور مسز اندرا گاندھی کے درمیان واحد درمیانی رابطہ آر این کاؤ تھا۔ پنجاب میں پاکستان کے علاقہ غیر اور افغان مجاہدین سے حاصل کردہ اسلحہ کو پھیلانے میں سب سے اہم کردار "را" کے سینئر فیلڈ آفیسر پربھو دیال سنگھ نے ادا کیا جس کی نگرانی میں اسلحہ کی اچھی خاصی کھیپ سمگل کر کے پنجاب پہنچائی گئی۔

پربھو دیال سنگھ حریت پسندوں اور جمنا نگر ہریانہ کی سرحد پر آباد کردہ ٹپی سمگلروں کے درمیان رابطے کا کردار ادا کرتا رہا۔ وہ سکھ حریت پسندوں سے کمیشن ایجنٹ کی حیثیت سے رابطہ قائم کرتا اور ان کے لئے اسلحہ پاکستان سے خرید کر سمگل کروا دیتا۔ کاؤنٹر انٹیلی جنس سیکورٹی (سی آئی ایس) کے چیف کی طرف سے اسے راجستھان کی ساری سرحد کو اپنے خفیہ آپریشنز کے لئے استعمال کرنے کی اجازت مل چکی تھی۔ شراب اور ہیروئن کے دھندے کی آ میں افغان مجاہدین سے حاصل کردہ کلاشن کوفوں کے گٹھے بھی سرحد سے آر پار ہونے لگے اس طرح پنجاب میں سکھوں کی ایک مسلح فوج تیار کی جانے لگی جو بھنڈرانوالہ کی فوج تھی۔

1983ء میں پربھو دیال سنگھ کا تبادلہ کر دیا گیا اور اس کی ذمہ داریاں جب "را" کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر امیتابھ ماتھر کو سونپی گئیں تو پربھو دیال سنگھ نے سرحدی علاقے میں ا ذرائع (سورس) ماتھر کو منتقل کرنے سے انکار کر دیا۔ پریشان حال ماتھر نے اس صورت حال گھبرا کے جب دہلی سے مدد مانگی تو "را" کے چیف گریش سکسینہ نے اسے فی الوقت خام سے کام کرنے اور صرف ان چند ذرائع پر انحصار کرنے کی ہدایت کی جو پربھو دیال نے ا دیئے تھے۔

اس دوران پربھو دیال کو ریٹائرمنٹ کے احکامات جاری ہو گئے۔ اسی سال فروری مہینے میں پربھو دیال اچانک غائب ہو گیا۔ کسی کو علم نہ ہو سکا وہ کہاں ہے۔ درحقیقت وہ ایجنسی کے ایک اور خفیہ مشن پر یورپ میں ایک بھارتی مشن سے منسلک ہو چکا تھا۔

انڈین پولیس سروسز کے اے ارجن کو جو سی آئی ایس کا پنجاب اور مقبوضہ جموں و کا انچارج تھا' تھرڈ ایجنسی کا چارج تھما دیا گیا۔ آر۔ کے ہڈی کو جو سری نگر میں 1980ء

1983ء تک "را" کے ڈپٹی ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا' جموں و کشمیر میں "گوریلا ٹریننگ کیمپ" میں بھیج دیا گیا جہاں سکھوں کو گوریلا کارروائیوں کی تربیت دی جاتی تھی۔

اسے کچھ خصوصی ہدایات کے ساتھ ان کیمپوں میں داخل کیا گیا جہاں اس نے مطلوبہ ہدایات پر بڑی کامیابی سے عمل کیا۔ اس کی خدمات کا اعتراف کر کے بطور انعام اسے ایک فضول سے تربیتی کورس پر جاپان بھیج دیا گیا۔ تھرڈ ایجنسی کی طرف سے اسے انڈسٹریل جاسوسی کی خدمات سونپی گئی تھیں۔

وکرم سود نے "را" کے ڈپٹی ڈائریکٹر کی حیثیت سے سری نگر میں ہڈی کی جگہ سنبھال لی۔

انڈین پوسٹل سروسز کے اس سابقہ آفیسر وکرم سود کو دراصل اس خفیہ مشن پر سری نگر بھیجا گیا تھا کہ وہ "را" کی مدد سے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جی ایم شاہ کی وزارت اعلیٰ پر بھی کڑی نگاہ رکھے۔ وکرم سود سری نگر میں خدمات انجام دیتا رہا لیکن وہ صرف جموں و کشمیر کا انچارج تھا۔ امرتسر کا کنٹرول اب براہ راست بیکانیر ہاؤس دہلی کو منتقل ہو چکا تھا۔

اے آئی وساودا 1982ء کے وسط تک امرتسر کا انچارج رہا۔ اسے چوک مہتہ امرتسر سے بھنڈرانوالہ کی گرفتاری کے بعد سیاسی فضا کو بدستور خراب کرتے رہنے کے خفیہ فرائض سونپے گئے تھے کیونکہ یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ بھنڈرانوالہ کی گرفتاری سے کہیں سکھوں کی احتجاجی تحریک دم ہی نہ توڑ دے۔ وساودا نے اپنا کام بڑی کامیابی سے جاری رکھا۔ اس خفیہ مشن کی احسن طریق سے ادائیگی سے خوش ہو کر بھارت سرکار نے اس کی پوسٹنگ ملک سے باہر کر دی۔

آخری اطلاعات کے مطابق وہ کویت کے بھارتی سفارت خانے میں تھرڈ سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا تھا۔ گو کہ امرتسر میں وہ "را" کے آفیسر کی حیثیت سے تعینات تھا لیکن دراصل وہ "تھرڈ ایجنسی" کے لئے کام کر رہا تھا۔

ایس کے ترپاٹھی نے وساودا سے 1982ء کے وسط میں چارج لیا۔ اپنا چارج سنبھالنے

تک کسی کو اس کے متعلق علم نہیں تھا کہ وہ انٹیلی جنس کا آدمی ہے۔ اس نے اپنی حیثیت ایسی بنا رکھی تھی کہ اب بھی وہ با آسانی دربار صاحب کے اندر آتا جاتا تھا۔ جب گورداسپور میں سکھوں کے ہاتھوں ایک بس لوٹ کر آٹھ ہندوؤں کو موت کے گھاٹ اتارنے کا واقعہ ہوا تو اپنی نوعیت کی پنجاب میں یہ پہلی دہشت گردی تھی جو سکھوں کی طرف سے عمل میں آئی۔ لیکن بیچارے سکھ حریت پسندوں کو بھی علم نہیں تھا کہ اس دہشت گردی کے پس پردہ ترپاٹھی کا شیطانی ذہن کام کر رہا تھا۔ سنت جرنیل سنگھ بھنڈرانوالہ کے ملٹری ایڈوائزر جنرل شوبیگ سنگھ نے جو بعد میں آپریشن "بلیو سٹار" (دربار صاحب پر حملے کا آپریشن) کے دوران حریت پسند سکھوں کی کمانڈ کرتے ہوئے بھنڈرانوالہ کے ساتھ ہی مارا گیا تھا' اس واقعہ کے فوراً بعد دربار صاحب میں ایک پریس کانفرنس بلائی اور اعلان کیا کہ اس سانحہ کے ساتھ سکھوں کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ترپاٹھی کا کارنامہ ہے۔ جنرل شوبیگ سنگھ نے ثابت کیا کہ ترپاٹھی جائے حادثہ پر تین گھنٹے پہلے موجود تھا اور اسی کے ہدایت یافتہ دہشت گردوں نے یہ کارروائی کی ہے۔

اسی سال اپریل کے مہینے میں جب بیک وقت پنجاب کے 47 ریلوے سٹیشنوں پر حملہ کیا گیا تو ترپاٹھی ہی تھرڈ ایجنسی کی طرف سے اس حملے کی کمان کر رہا تھا۔

کرنل لونگر کے شیطانی منصوبے میں مرکزی کردار اسی پیشہ ور قاتل انٹیلی جنس آفیسر ترپاٹھی نے ادا کیا تھا۔ اس نے لونگر کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور مسلسل ایسے کام کرواتا رہا جن سے فضا ایسی مکدر ہو گئی کہ پھر بھارتی آرمی کو دربار صاحب حملے کا بہانہ مل گیا۔

آپریشن "بلیو سٹار" سے تین ہفتے پہلے کی بات ہے کہ پنجاب پولیس نے اسلحہ کے ٹرک پکڑے۔ ترپاٹھی نے راتوں رات پنجاب کے پولیس کمشنر کی مدد سے یہ ٹرک پولیس گرفت سے چھڑا کر دربار صاحب میں پہنچا دیئے۔

اپریل کے آخر تک ترپاٹھی کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ وہ ایک کامیاب آفیسر کی حیثیت سے دہلی پہنچا جہاں سے اسے فارن انٹیلی جنس سروسز کے لئے یورپ بھیج دیا گیا۔ اس کی

کارکردگی اور پیشہ ورانہ مہارت کو ہر قدم پر سرکاری سطح پر سراہا گیا لیکن بے چارے "را" کے افسران اپنے اس ذہین آفیسر کے "کارناموں" سے کبھی آگاہ ہی نہ ہو سکے۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر ترپاٹھی نے وہ کونسا ایسا کارنامہ انجام دے دیا ہے جس پر اس کو ایسے انعام و اکرام سے نوازا جا رہا ہے۔ بے چارے "را" والے یہ جان ہی نہ سکے کہ "را" کی آڑ میں دراصل وہ تھرڈ ایجنسی کے لئے کام کر رہا تھا۔

بھارتی عوام کی طرح انٹیلی جنس کے بھی بہت سے افسران کا خیال ہے کہ بھنڈرانوالہ غیر ملکی طاقت کے اشارے پر کام کر رہا تھا۔ بھارتی انٹیلی جنس کو اس لئے اس سلسلے میں ناکامی کا منہ بھی دیکھنا پڑا اور تھرڈ ایجنسی بھی توقعات کے عین مطابق نتائج حاصل نہیں کر سکی۔

دو سال تک آر این کاؤ نے بڑی کامیابی سے شو چلایا۔ سنتوکھ کے ڈپٹی ڈائریکٹر کی حیثیت سے پنجاب کا چارج سنبھالنے کے بعد یہاں انٹیلی جنس کے ڈھانچے میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہونے لگے کیونکہ سنتوکھ کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ وہ اندرا گاندھی کا آدمی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنتا پارٹی کی حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد مرار جی ڈیسائی نے اسے کاؤ کی جگہ "را" کا ڈائریکٹر بنا دیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی اقبال سنگھ نامی ایک سابقہ "را" کے ڈپٹی ڈائریکٹر کو پنجاب میں کاؤ کی طرف سے یہ خصوصی مہم سونپی گئی کہ وہ پنجاب پولیس کی طنابیں کھینچے۔ "را" کے اعلیٰ افسران کی طرف سے من مانی کے مسلسل واقعات اور ہر معاملے میں "را" کے عمل دخل سے مقامی انتظامیہ اور دوسری سیکورٹی ایجنسیوں میں شدید ردعمل اور معاصرانہ چشمک پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے "را" کو یہاں مشکل حالات سے پالا پڑنے لگا۔

پنجاب آپریشن تھرڈ ایجنسی نے تیار کیا اور اس پر کامیابی سے عملدرآمد ہو گیا۔ اندرا گاندھی کی ہدایت کے مطابق پہلے بھنڈرانوالہ کو دہشت کی علامت کے طور پر نمایاں کیا گیا اور جب بھنڈرانوالہ کا بھوت خوف بن کر ہندو اور مقامی پولیس کے ذہنوں میں ناچنے لگا تو اس کھیل کا کلائیمکس ہوا اور حملہ کر کے فوج نے اکال تخت مسمار کر دیا۔ فتح کے نشے میں سرشار

اندرا گاندھی نے یہ باور کرلیا کہ کامیابی اور کامرانی اس کے گھر کی لونڈیاں ہیں۔ اس کا حوصلہ مزید بڑھا اور ابھی پنجاب کے لوگ فوج کی اس ظالمانہ کارروائی سے سنبھل ہی نہ پائے تھے کہ ایک اور دھماکہ خیز خبر نے بھارت کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا۔

اس مرتبہ سیاسی دھماکہ مقبوضہ جموں و کشمیر میں ہوا تھا جہاں فاروق عبداللہ کی حکومت کی چھٹی کروا دی گئی۔ فاروق عبداللہ کی جڑوں پر یہ کلہاڑا این ڈی راما راؤ نے چلایا تھا جو حال ہی میں دل کے آپریشن کے بعد واپس آیا تھا۔ مقبوضہ جموں و کشمیر میں کاؤ کے اس خونخوا سیاسی آپریشن کا انچارج این نارا شمن اسسٹنٹ ڈائریکٹر "را" تھا۔ اسے مقبوضہ کشمیر' کرناٹک اور آندھرا پردیش کی حکومتوں کے دھڑن تختے کا مشن سونپا گیا تھا اور نارا شمن نے یہ "کار خیر" بڑے قرینے سے انجام دیا۔

اگست کے پہلے ہفتے میں یہ "کارنامہ" انجام دینے پر اسے واشنگٹن میں تعینات کر گیا۔ اس کی واشنگٹن روانگی کے بعد اے کے ورما ڈپٹی ڈائریکٹر "را" کو اس کی جگہ تعینات گیا۔ ورما کو ہدایت تھی کہ اس نے "تھرڈ ایجنسی" کی الیکشن سٹریٹجی کا کل پرزہ بن کر اس کام کو آگے بڑھانا ہے۔ ورما نے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لا کر کانگرس کے لئے فنڈ اک کئے اور کامیابی سے کانگرس کا خزانہ بھرا۔

ورما کو بعد میں نارا شمن کے ساتھ واشنگٹن اس مشن پر روانہ کیا گیا کہ وہ امریکی کانگر اور سینٹ کی لابنگ کریں اور امریکیوں کو یہ باور کروا دیں کہ بھارت میں کانگرس کی حکوم ہی امریکہ کے بہترین مفاد میں ہے۔

اس کے ساتھ ہی "تھرڈ ایجنسی" کی طرف سے آر گووند راجن کو اس ذمہ داری ساتھ لندن بھیجا گیا کہ وہ یہاں کانگرس کی انتخابی مہم کی نگرانی بھی کرے اور خصوصی جائزہ کہ پنجاب میں سرگرم عمل خالصتان نواز گروپوں کو لندن سے جو سرمایہ فراہم کیا جاتا ہے ا "چینل" کیا ہے؟ اور کون سے غیر ملکی سکھوں کے گروپ ایسے ہیں جو خالصتانی حریت پسن کی مدد کرتے ہیں۔ گووند راجن کے ساتھ مشہور سکھ لیڈر گنگا سنگھ ڈھلوں نے جنیوا

ملاقات کی تھی۔

جنیوا میں کاؤ بھی دہلی سے سیدھا پہنچا تھا۔ ان تینوں کے درمیان یہاں ایک ڈیل طے پا گئی تھی لیکن جونہی کاؤ جنیوا سے واپس آیا' ترپاٹھی کی وارننگ پر واقعی عمل ہو چکا تھا اور نجاب میں ریلوے سٹیشن نذر آتش ہونے لگے تھے۔ اس دوران بھنڈرانوالہ کو جب ڈھلوں ی طرف سے ایک "پرائیویٹ معاہدے" کی پیشکش پہنچی تو اس نے اسے پائے حقارت سے ھکرا دیا۔

ترپاٹھی پنجاب سے نکلا اور فوج داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی کانگرس نے شمالی انڈیا ی ہندو بیلٹ کی نبض پر اپنا ہاتھ مضبوط کر لیا تھا۔ اب ہندو ووٹر کانگرس آئی کی جیب میں تھے۔ نی معمولی سی سرمایہ کاری کا اتنا بڑا انعام ملا تھا۔ اکال تخت کی مسماری کے عوض مسز اندرا اندھی کا دوبارہ بھارت پر مکمل کنٹرول۔

بھارت میں پہلی اے کے-47 (کلاشنکوف) تھرڈ ایجنسی نے ہی روشناس کروائی اور یہ سلہ پھر ایک عرصہ تک جاری رہا۔ جب جودھ پور سے "را" کے کنٹرول آفس نے دہلی کو پورٹ بھیجی کہ گنگا نگر میں کانگرس کا ایم ایل اے اور راجستھان کا وزیر برائے سماجی بہبود دلا ام ہتھیاروں کی سمگلنگ میں ملوث ہے اور اسی کے ذریعے پاکستان سے اسلحہ سمگل ہو کر دھڑا ڑ بھارت میں آ رہا ہے تو جودھ پور کے کنٹرول کو خاموشی اختیار کرنے اور اس معاملے سے تعلق رہنے کی تلقین کرتے ہوئے گنگا نگر کنٹرول کو چارج سنبھالنے کا حکم جاری کر دیا گیا۔ دلا ام کو فرار کروا دیا گیا' مقدمہ چلایا گیا اور پھر بری بھی کروا لیا گیا کیوں کہ تھرڈ ایجنسی ڈرامے کو یقت کا رنگ دینا چاہتی تھی۔

"را" کی ایک اور رپورٹ کے مطابق ڈی پی بھیروا نامی ایک اور ایم ایل اے بھی اسلحہ ا سمگلنگ میں ملوث تھا لیکن "را" کو حکم ملا کہ اس معاملے سے الگ ہی رہے۔ "را" کے اتھ ساتھ اس علاقے میں موجود دیگر تمام سیکورٹی ایجنسیوں کو بھی خاموشی اختیار کرنے کی ایت کی گئی۔ اب دلا رام اور بھیروا اپنی تجوریاں نوٹوں سے بھرنے لگے۔ سکھوں کو اسلحہ

ملنے لگا اور تھرڈ ایجنسی کانگرس کے حق میں فضا ہموار کرنے لگی۔

کانگرس کے لئے جو فنڈ حاصل کئے جاتے تھے' ان کا بیشتر حصہ تھرڈ ایجنسی کے حوالے کر دیا جاتا' چونکہ یہ فنڈ ملک اور غیر ممالک میں موجود بھارتی سرمایہ داروں سے عطیات کی شکل میں کانگرس آئی کے لئے موصول ہوتے تھے' اس لئے کسی کے ان پر معترض ہونے کا جواز ہی باقی نہ تھا۔ "تھرڈ ایجنسی" "عطیات" وصول کرنے کے لئے ہر غیر اخلاقی اور غیر انسانی حربہ جائز سمجھتی تھی۔

سرمایہ داروں کو بلیک میل کرنا' حکومتی اہلکاروں سے جو رشوت وصول کرتے تھے' ا کمیشن دھونس دھاندلی سے وصول کرنا جائز سمجھا جاتا تھا۔ اس ضمن میں ایم این کاکا "را" کے جائنٹ ڈائریکٹر کو جنیوا بھیجا گیا جس نے کچھ زیادہ ہی ہاتھ دکھانے شروع کر دیئے "را" کو اس اعتراض ہونے لگا۔ جن چار افسروں نے "کاکا" کے متعلق زیادہ واویلا کیا تھا انہیں "را" سے ایک مختصر تادیبی کارروائی کے بعد فارغ کر دیا گیا۔ ان کا گناہ صرف یہ تھا کہ وہ "بھارت ماتا" کانگریس پر اولیت دینے لگے تھے۔

کولمبو میں "را" کی طرف سے بی سروپ اچھا بھلا کام کر رہا تھا لیکن جب تھرڈ ایجنسی نے یہاں عمل دخل شروع کیا تو سروپ کے لئے یہ مداخلت ناقابل برداشت ہو گئی۔ اس نے ا صورت حال پر سخت احتجاج کیا تو گریش سکسینہ "را" کا ڈائریکٹر چکر میں پڑ گیا کہ اس مصیبت سے چھٹکارا کیسے حاصل کرے کیونکہ وہ تھرڈ ایجنسی کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا تھا طوعا کرھا" اس نے سروپ کا تبادلہ یہ کہتے ہوئے افغانستان میں کر دیا کہ اسے آرام کی ضرورت ہے' کیونکہ اس نے کولمبو میں واقعی توقع سے بڑھ کر کام کیا تھا اور تاملوں کی حکومت کے خلاف بغاوت کو نہ صرف منظم کیا بلکہ کولمبو اور مدراس کے درمیان براہ راست رابطہ بھی قائم کیا۔

سروپ کو جافنا میں یہی مشن دے کر بھیجا گیا تھا کہ وہ "تامل ٹائیگرز" کا رابطہ بھا حکومت سے بحال کروائے اور ان کے لئے تربیتی کیمپوں کا اہتمام بھی کرے۔ اس طرح لنکا کے تامل گروپوں کی ہمدردی حاصل کر کے کانگریس سرکار تامل ناڈو میں اپنا ووٹ

مضبوط کر رہی تھی۔ اب یہ مشن براہ راست تھرڈ ایجنسی کو سونپا گیا تھا جس نے پنجاب میں ایک سنہرے حروف کی تاریخ کانگریس کے لئے پہلے ہی لکھ دی تھی۔

سروپ کی جگہ سری لنکا میں رابندر رانے لی جو اس سے پہلے راجستھان میں "گن رننگ آپریشن" چلا رہا تھا۔ رابندر رانے سب سے پہلے جافنا ہی میں تاملوں کے لئے پہلا تخریب کاری تربیتی کیمپ قائم کیا۔ اس کیمپ کو تھرڈ ایجنسی چلا رہی تھی' جہاں بنگلہ دیش میں کارہائے نمایاں انجام دینے اور "را" کے افسران کو ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ طلب کر کے ان سے تاملوں کو وہی تربیت دلائی جا رہی تھی جو اس سے پہلے مکتی باہنی کو دے چکے تھے۔ جن لوگوں کو خصوصی تربیت دینا ہوتی تھی انہیں ڈیرہ دون کے نزدیک "چکراتا کیمپ" میں لایا جاتا تھا' جہاں اس کا خصوصی اہتمام تھرڈ ایجنسی نے کر رکھا تھا۔

"چکراتا" میں دو ہزار تاملوں کو "را" کی خصوصی ایجنسی سپیشل سیکورٹی بیورو نے اپنے کاؤنٹر انٹیلی جنس کے افسران کی نگرانی اور اے ارجن کے زیر کمان تخریب کاری کے خصوصی داؤ پیچ سکھا کر سری لنکا میں داخل کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس پر امن اور چھوٹے سے ملک میں تخریب کاری کے گھناؤنے حربوں سے سنہالی اور مسلم آبادی پر عرصہ حیات تنگ کئے رکھا ہے۔ اس کیمپ سے راجا بس سروس نامی ایک پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کمپنی کے ذریعے تامل دہشت گردوں کو دہلی لایا جاتا جہاں انہیں خصوصی بریفنگ کے بعد مدراس بھیج دیا جاتا اور پھر مدراس سے وہ جافنا (سری لنکا) پہنچ جاتے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں تھرڈ ایجنسی کی کارروائیوں کو مانیٹر کرنے کے لئے مغربی انٹیلی جنس ایجنسیاں بھی موجود تھیں جن میں اسرائیل کی "موساد" برطانوی "ایس اے ایس" اور امریکن نیشنل سیکورٹی ایجنسی شامل ہیں۔ اس کے باوجود بھارتیوں نے بے دھڑک اپنا کام جاری رکھا۔ سری لنکا کی بے گناہ آبادی پر اپنا ظلم و ستم جاری رکھا اور بنگلہ دیش کی ہیروئن "تامل ایلم کی دیوی" بھی بن گئی۔

اب سکرپٹ تیار تھا کہ شمال میں پنجاب' جنوب میں جافنا اور درمیان میں مسز اندرا

گاندھی کی کمان میں ہندو بلوائیوں کی فوج جن کی ملکہ دہلی میں راج سنگھاسن پر بیٹھی انہیں " اشوکا راج" کے خواب دکھا رہی تھی۔ پنجاب کا معرکہ اس نے سر کر لیا تھا۔ جافنا آپریشن جاری تھا اور یہاں تھرڈ ایجنسی نے جس تباہی کی بنیاد رکھ دی تھی اس کا مقابلہ کرنے میں اسرائیل کی مشہور و معروف انٹیلی جنس ایجنسی "موساد" امریکن سی آئی اے' برٹش ایس اے ایس بھی خود کو بے بس پا رہی تھیں۔ ایک معاہدے کے تحت یہ لوگ سری لنکا کے آدمیوں کو تربیت دے رہے تھے لیکن اس وکٹ پر کم از کم وہ بھارتی انٹیلی جنس سے میچ ہار چکے تھے۔

پنجاب میں فوج کے ہاتھوں نہتے اور بے بس سکھوں کا قتل عام جاری تھا۔ مسلح اور زیر زمین مٹھی بھر سکھ جانیں ہتھیلی پر رکھ کر بھارتی سیکورٹی فورسز سے ٹکرا گئے تھے۔ جعلی پولیس مقابلوں کی آڑ میں نوجوان سکھوں کو گھروں سے اغوا کر کے قتل کیا جا رہا تھا۔ غرض ایسی فضا بنا دی گئی تھی جس سے ہر ایسے سکھ کو جو ہتھیار نہیں اٹھانا چاہتا تھا' مجبور کر دیا گیا کہ وہ زیر زمین چلا جائے۔

"را" کے افسران نے "سوریہ" کو بتایا کہ ملکی سالمیت کو پس پشت ڈال کر برسر اقتدا پارٹی کے راج پاٹ کو استحکام دیا جا رہا ہے کیونکہ یہ حالات ہی کانگریس کے اقتدار کو بچائے رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ اس حقیقت سے بھارتی سیاست کار کبھی انکار نہیں کر سکتے کہ ا دنوں کانگریس آئی اور کاؤنٹر انٹیلی جنس ایجنسیوں کے درمیان فاصلے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

"را" کے جن اعلیٰ افسران نے بھارتی پریس تک "تھرڈ ایجنسی کی کہانی پہنچائی ان کا ک تھا کہ جب ہمیں "تھرڈ ایجنسی" کے کرتوتوں کا علم ہوا تو ہم حیران رہ گئے۔ ان افسران کا کہنا۔ کہ دربار صاحب پر فوج کے حملے کا حکومتی جواز تو یہی فراہم کیا جاتا ہے کہ وہ یہاں موجود تخریب کاروں کا صفایا چاہتے تھے لیکن اصل میں اس حملے کا مقصد تھرڈ ایجنسی سے متعلق ا تمام شواہد کو ضائع کرنا تھا جو اس ایجنسی کا اس کھیل میں ملوث ہونا ثابت کر سکتے۔

ایک سازش کے تحت اب بھارتی عوام کی توجہ پنجاب میں پولیس اور فوج کے ظلم و سے ہٹا کر جنوب میں جافنا کی طرف مبذول کروائی جا رہی تھی اور ملکی پریس کو ایسے "فلر" د

ہا رہے تھے جن سے اس افواہ نے جڑ پکڑنا شروع کی کہ بھارتی نیوی جافنا پر حملے کے لئے تیاری کر رہی ہے۔ دنیا کے اس خطے میں کسی پیش آمدہ جنگ سے خوفزدہ سی آئی اے اور جارحیت کے خواہاں اسرائیل کی "موساد" مل کر بھی بھارتی حکمران پارٹی کے گھناؤنے عزائم کے سامنے کوئی رکاوٹ کھڑی کرنے میں ناکام ثابت ہوئیں۔

تھرڈ ایجنسی نے اندرا گاندھی کے زر خرید غلاموں کا کردار بڑی خوبی سے ادا کیا' لیکن س حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں کہ اس صورت حال نے "را" اور "آئی بی" یں اندرا گاندھی کے خلاف افسران کی ایک فوج پیدا کر دی تھی۔ اگر اندرا گاندھی کی موت سے پہلے الیکشن ہو جاتے تو یہ لوگ اس کے خلاف محاذ بنا کر سرگرم عمل ہوتے اور عین ممکن تھا کہ اندرا گاندھی کو کامیاب بھی نہ ہونے دیتے۔

مسز اندرا گاندھی کے قتل کے بعد جو تحقیقاتی کمیشن قتل کے اسباب کا جائزہ لینے کے لئے کام کر رہا تھا' اس کی تیار کردہ رپورٹ اسمبلی میں بحث کے لئے پیش نہیں کی گئی۔ اس کو " ٹھکر کمیشن رپورٹ" کا نام دیا گیا۔ ٹھکر کمیشن رپورٹ میں جس بنیادی نقطے پر بحث کی گئی ہے وہ یہ تھا کہ بھارتی کاؤنٹر انٹیلی جنس نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ مسز اندرا گاندھی کی جان کو خطرہ لاحق ہے اس کی حفاظت کے لئے جو اقدامات کئے وہ ناکافی تھے۔ اس کا سبب بھارتی کاؤنٹر انٹیلی جنس کے افسران کی مسز اندرا گاندھی سے ناراضگی تھی جس نے ان کے مقابلے میں ان ہی میں سے تھرڈ ایجنسی کھڑی کر کے انہیں ایک طرح سے کارنر کر دیا تھا۔

14 اکتوبر 1990ء کے السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا میں کومی کپور Kapoor Commy نے Our Intelligence Agencies (ہماری انٹیلی جنس ایجنسیاں) کے عنوان سے ایک اہم مضمون میں ایسے ایسے انکشافات کئے جنہوں نے بھارت کے سیاسی حلقوں میں ہلچل مچا دی۔ مضمون نگار نے مضبوط دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ "را" اور اس کی طفیلی ایجنسیوں نے عملاً ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں سنبھالی ہوئی ہے اور بھارتی بیورو کریسی میں اپنا حلقہ اثر مضبوط ہونے کے سبب وہ اپنے خلاف کوئی احتسابی کمیشن بنانے کی اجازت بھی

نہیں دیتے۔

ان ایجنسیوں کے طریق واردات سے متعلق کومی کپور لکھتا ہے۔ 4 اکتوبر 1988ء مہندر سنگھ ٹکیٹ نے "کسان اندولن" کیا اور دلی میں ایسا مضبوط مورچہ لگایا کہ حکومت چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ ٹکیٹ نے تمام سیاسی داؤ پیچ ناکام بنا دیئے اور اپنے ہزاروں ساتھیو کے ساتھ دلی کی سڑکوں پر ڈیرے لگا کر بیٹھ گیا کہ اپنے حقوق لئے بغیر واپس نہیں جائے گا مرحلے پر "را" اور "آئی بی" حرکت میں آئیں اور ساؤتھ دہلی میں فروکش ٹکیٹ کے ا قریبی رشتہ دار کو جو بہت بڑا بزنس مین تھا انکم ٹیکس کے ایسے چکر میں پھنسایا کہ وہ ان ہاتھوں بلیک میل ہو گیا اور ان کے دباؤ پر ٹکیٹ نے مورچہ اور اندولن ختم کر دیا۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے کومی کپور بتاتا ہے۔

نومبر 1987ء کو دہلی کے اندرا گاندھی ائرپورٹ پر ایمونیشن اور راکٹ لانچروں بھرے 22 بڑے بڑے کریٹ اتارے گئے۔ جنہیں ایک پرائیویٹ ائرلائن کے ذریعے میں لایا گیا تھا۔ یہ تمام کریٹ ایک بوگس فرم کے نام پر بک ہوئے تھے اور انہیں "را" افسران نے ائرپورٹ پر جہاز سے ہی حاصل کر لیا۔ کسٹم والے منہ دیکھتے رہ گئے۔ اس م جنرل ایس اروڑہ نے ہاؤس میں اٹھایا اور حکومت کے سامنے تمام ثبوت رکھنے کے بعد وہ چاہی کہ آخر یہ غیر قانونی اسلحہ کس کے لئے اور کس کے حکم سے آیا ہے؟ لیکن بڑی آرائی کے باوجود اسے کوئی جواب نہ مل سکا۔ جنرل اروڑہ کا کہنا تھا کہ یہ اسلحہ مشرقی پنجا تقسیم کرنے کے لئے منگوایا گیا ہے۔

1979ء میں ایل پی سنگھ سابقہ ہوم سیکرٹری نے انٹیلی جنس ایجنسیوں کے ک کردار پر ایک رپورٹ حکومت کو پیش کی جس میں یہ وارننگ دی گئی تھی کہ اگر " طرح بے لگام رہی اور اس کی طرف سے پارلیمانی فیصلوں پر اپنے "ذاتی فیصلے" مسلط کر رجحان کو نہ روکا گیا تو تباہ کن نتائج برآمد ہوں گے۔ رپورٹ میں بڑے سنگین الزاما کے ساتھ لگائے گئے تھے۔ حکومت نے وعدہ کیا کہ ان کی سفارشات پر عمل ہو گا لیکن

ڈھاک کے تین پات آج تک فائل جوں کی توں دھری ہے اور اس پر ہر نئے دن کے ساتھ مٹی کی تہہ مزید مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے۔

1977ء میں "شاہ کمیشن" کے جسٹس جے سی شاہ کو اس وقت زبردست ذہنی دھچکا لگا جب آئی بی کے سابق ڈائریکٹر جیا رام نے کمیشن کے سامنے اعتراف کیا کہ وہ اپوزیشن لیڈروں کے فون باقاعدہ "ٹیپ" کرتے ہیں اور یہ ٹیپس پھر وزرائے اعظم اور سینئر منسٹرز کو بریفنگ کرتے ہوئے سنائے جاتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ ہم جگ جیون رام کی صحت اور روزانہ معمولات کے لمحے لمحے کی رپورٹ وزیراعظم کو دیتے رہے ہیں اور ان رپورٹس نے ہی ملک کو "ایمرجنسی" تک پہنچا دیا تھا۔

مضمون نگار نے "را" کے "گورکھا لینڈ"، "بوڈولینڈ" ایجی ٹیشن میں "را" کو ذمہ دار گردانا اور ثابت کیا کہ وہ بیرونی سے زیادہ اندرونی معاملات میں دخیل ہے۔ اس مضمون میں کومی کپور نے "را" کے سابقہ سپیشل سیکرٹری آر سوامی ناتھن پر بہت سخت سوالات کئے ہیں لیکن سوامی ناتھن ہر سوال کا جواب اطمینان سے دیتا دکھائی دے رہا ہے اور وہ تسلیم کرتا ہے کہ "را" کا کوئی Written Charter نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔

"را" کے بے پناہ اختیارات کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ بھارت کی بیشتر انٹیلی جنس ایجنسیاں کیبنٹ سیکرٹری یا ہوم منسٹری کے ماتحت ہیں لیکن اہم ایجنسیاں جیسے او ایس ایس پی انتظامی امور میں تو کیبنٹ سیکرٹریٹ کے ماتحت ہیں لیکن آپریشنلی "را" کے ماتحت ہیں۔

مرار جی ڈیسائی سابقہ وزیراعظم بھارت نے اپنی سوانح حیات The Story of My Life میں لکھا ہے۔

"مسز اندرا گاندھی نے بلاجواز محض اپنے استعمال کے لئے "را" کو کشمیری پنڈت آر این کاؤ کے ساتھ مل کر 67-68ء میں قائم کیا۔ میں خود کو ساری زندگی اس کے لئے معاف نہیں کروں گا کہ تب میں بھارت کا فنانس منسٹر تھا اور فنڈز میرے حکم سے ہی جاری ہوتے رہے۔"

نومبر 85ء کے بمبئے سے شائع ہونے والے شمارے جینٹل مین Gentleman میں Raw Top Secret Failures کے عنوان سے لکھے مضمون میں انکشاف کیا گیا ہے کہ "را" دنیا کے 100 سے زیادہ ممالک میں سرگرم عمل ہے جہاں اس نے سفارتی، تجارتی، کلچرل اور دوسرے بھیس میں اپنا جاسوسی جال بچھا رکھا ہے اور ان ممالک میں "را" کے ایجنٹ نہ صرف اپنے ایجنٹ بھرتی کرتے ہیں بلکہ مکمل جاسوسی سرگرمیوں میں حصہ دار ہیں۔ یہاں سے بھارت کو درکار شعبہ جاتی معلومات چرا کر ہیڈ کوارٹرز کو روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش میں تو ان کی تعداد میں آئے روز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

"را" نے بھارت کے ہر وزیر اعظم کو "استعمال" کیا۔ وزرائے اعظم نے "را" کو استعمال کیا۔ خربوزہ چھری پر لگا یا چھری خربوزہ پر، لیکن "جینٹلمین" کا دعوی ہے کہ اندرا گاندھی نے "را" کو تب کے ہوم منسٹر چرن سنگھ کے خلاف استعمال کیا تھا پھر چرن سنگھ نے "را" کو اس کے خلاف استعمال کیا۔

اس مضمون میں حیرت انگیز انکشاف بھی موجود ہے کہ مرارجی ڈیسائی نے بھی "را" کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا۔ "جینٹلمین" کے مطابق ان دنوں اسرائیل کے وزیر دفاع موشے دایان نے دہلی کا جو خفیہ دورہ کیا تھا وہ "را" اور "موساد" نے مل کر ارینج کیا تھا۔ اس مرحلے پر مرارجی ڈیسائی نے اس حقیقت کا ادراک کیا کہ "جہاں ڈپلومیسی کام نہ کرے وہاں انٹیلی جنس کام کرتی ہے۔"

"Intelligence Work Where Diplomacy Fails"

"را" کے اندر افسران کی سطح پر اکثر اختلافات کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ عموماً ہوتا یہ ہے کہ حکومت اپنے منظور نظر افراد کو سنیارٹی کو خاطر میں لائے بغیر اعلی عہدوں پر فائز کر دیتی ہے جس سے سینئرز بہت جز بز ہوتے ہیں۔

کانگریس کے علاوہ بھارت کی ہر اپوزیشن نے "را" پر ہمیشہ تنقید کی ہے لیکن اپنے اقتدار کو سنبھالا دیئے رکھنے کے لئے سب "را" کے محتاج رہتے ہیں۔ غیر ملکی ہی نہیں، ملکی سطح

بھی "را" ایک ہیبت ناک بلا کا روپ دھار چکی ہے۔

ایک ایسی بلا جو بھوک کے ہاتھوں بے تاب ہو جائے تو اپنے بچوں کو بھی کھا جانے سے گریز نہیں کرتی۔

سری لنکا "را" کی سکیپ گوٹ

سری لنکا پر "را" نے سرخ لکیر 1971ء میں ان دنوں کھینچی تھی جب پاکستانی جہازوں پر
رتی فضاؤں کی پابندی لگنے کے بعد پاکستانی جہاز مغربی پاکستان سے مشرقی پاکستان جانے کے لئے
بو کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور انہیں یہاں سے "ری فیولنگ" کی سہولت مل گئی
ہ۔ چونکہ "را" ان دنوں اپنی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کی سرپرستی میں مشرقی پاکستان کی
یدگی کے لئے تخریبی مہم کا زور شور سے آغاز کر چکی تھی۔

پاکستان کا ایک بازوئے شمشیر زن اس سے الگ کرنے کے بعد مسز گاندھی نے 18 مئی
197ء کو اچانک 15 کلوٹون Kiloton پلوٹینیم ڈیوائس کا ایٹمی دھماکہ کر کے ساری دنیا کو چونکا دیا۔
ر دیکھتے ہی دیکھتے وہ شدت پسند ہندوؤں کی "دیوی" کا روپ دھار گئیں۔

ان کی سیماب فطرت طبیعت اب ایڈونچر کے لئے نئے میدانوں کی متلاشی تھی۔ اس
ماکے کا سہرا اپنے سر پر سجانے کے بعد مسز اندرا گاندھی نے اپنے دو قریبی دوستوں آر این کاؤ
ر پارتھا سارتھی کو سری لنکا کی مہم سر کرنے پر لگا دیا۔ شاید وہ ایک مرتبہ پھر "رام اور راون"
لا کھیل دہرانے پر تل گئی تھیں۔

پارتھا سارتھی نے پاکستان اور چین میں اپنی سفارتی خدمات کے دوران "را" کے "
فای آپریٹس" کو کنٹرول کیا تھا اور انہیں ایک طرح سے دونوں ممالک میں "را" کے مقامی "
کیس آفیسر" کی حیثیت حاصل تھی۔ پارتھا سارتھی اور "را" کے خصوصی تعلقات کا یہ عالم تھا

RAW operatives at the Indian Consulate General in Karachi

V.M. Kwatra
Consul

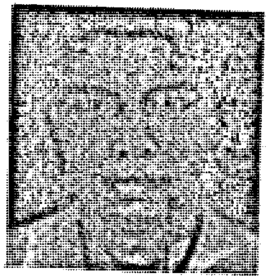

Madan Ghildiyal
Staff Member

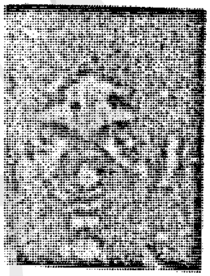

Murrari Lal
Staff Member

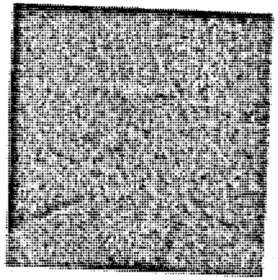

Narindar Singh
Staff Member

nil Sah
Member

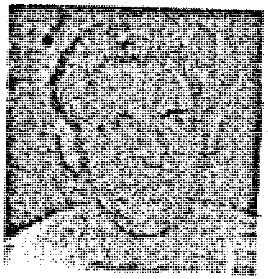

O.P. Sharma
Staff Member

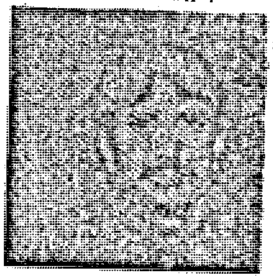

Earnest Alexander Adams
Staff Member

کہ وہ وزارت خارجہ کی تمام رپورٹس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا کرتا تھا اور ہمیشہ "را" کی رپورٹوں پر انحصار کرتا تھا۔ "را" نے سری لنکا میں اپنے پہلے آپریشن کا آغاز مسز اندرا گاندھی کے پہلے دور کے آخری سال 77-1976ء میں کیا۔

ایک خصوصی خفیہ مشن کے تحت سری لنکا میں تامل نوجوانوں کو لالچ کے ذریعے ورغلا کر تربیتی کیمپوں میں پہنچایا جاتا جہاں انہیں ٹریننگ اور اسلحہ دے کر میدان عمل میں اتار اگیا اس آپریشن کی نگرانی براہ راست مسز اندرا گاندھی کر رہی تھیں۔

سری لنکا میں بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی مداخلت کو سمجھنے کے لئے اس دور میں مسز اندرا گاندھی کی زیر نگرانی دست راست آر این کاؤ کے ان خفیہ آپریشنز کی حکمت عملی کو جا ضروری ہے جو اس دور میں انہوں نے سکم اور بنگلہ دیش میں کئے۔ سری لنکا میں بھی بالکل ا نوعیت کا آپریشن "را" نے کیا جس کی دلچسپ مطالعے سے بھارتی حکومت کی ذہنیت اور "را" کے عزائم کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

بنگلہ دیش آپریشن دراصل "مشرقی پاکستان کی آزادی" کی آڑ میں شروع ہوا جس حاصل تھا بنگلہ دیش۔ "را" کے ایجنٹوں نے مکتی باہنی کے ساتھ مل کر زیر زمین مسلح تحریک سرگرم کیا تاکہ حملہ آور بھارتی فوجوں کی معاونت کر کے پاکستانی مسلح افواج کو ناکارہ کیا جائے۔

اس آپریشن میں "را" نے ہر چھ ہفتے میں 2000 گوریلے تیار کئے جنہیں "ضرب اور بھاگو" Hit and Run کے اصول پر منظم کیا جا رہا تھا۔ یہ آپریشن دو مراحل پر مشتمل تھ

1- خفیہ تخریبی سرگرمیاں

2- ان سرگرمیوں سے پیدا شدہ صورت حال کا فائدہ اٹھا کر بھارتی فوجوں کو پاک سرحدوں پر دھکیلنا

پہلے مرحلے کی ذمہ داریاں آر این کاؤ نے سنبھالیں اور دوسرے مرحلے کا انچارج ج مانک شا تھا۔ دونوں براہ راست مسز اندرا گاندھی کو رپورٹ کیا کرتے۔

سکم کے معاملے میں بھارتی حکومت کو اعتراض تھا کہ سکم کا حکمران غیر ملکی طاقتوا

پنے معاملات میں داخل کر رہا ہے جس کا بھارتی حکومت کے نزدیک "بہترین حل" یہی تھا کہ نہوں نے سکم کو اپنی کالونی بنا لیا۔

بعینہ بھارت کو سری لنکا پر اعتراض تھا کہ سری لنکن حکومت پاکستان، اسرائیل اور مغربی ممالک کے ملٹری ایڈوائزرز کے ساتھ معاہدے کر رہی ہے اور ان ممالک سے کرائے کے فوجی بھرتی کئے جا رہے ہیں۔

جب تین سال بعد مسز اندرا گاندھی نے دوبارہ راج سنگھاسن سنبھالا تو سب سے پہلے یک سپریم انٹیلی جنس ایجنسی "تھرڈ ایجنسی" قائم کی۔ اس کے قیام کی اہم وجہ مسز اندرا گاندھی کے پیشرو مرار جی ڈیسائی کے ہاتھوں "را" کا احتساب تھا۔ مرار جی ڈیسائی نے "را" کے بجٹ پر چھا خاصا کٹ لگایا تھا۔ اس کے غیر ملکی آپریشنز جو غیر ضروری تھے محدود کر دیئے گئے تھے اور سز اندرا گاندھی کے نزدیک مرار جی ڈیسائی نے "را" میں "بے اعتماد" آپریٹو بھی شامل کر یئے تھے جن پر فوری طور پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا۔

مسز اندرا گاندھی نے اور بہت سی تخریبی ذمہ داریوں کی طرح سری لنکا میں آپریشن کی مہ داریاں بھی "تھرڈ ایجنسی" کو سونپ دیں۔

1983ء میں سری لنکا اور بھارتی صوبے تامل ناڈو کے مختلف تامل گوریلوں کو یکجا کر کے ٹی یو ایل ایف (Tulf) فرنٹ بنا دیا گیا۔

جون 1983ء میں تامل ناڈو کے اراکین اسمبلی نے تامل لیڈروں کی بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی سے خصوصی ملاقات کا اہتمام کیا۔ ان لیڈروں نے تاملوں پر مظالم کا رونا رویا اور بھارتی وزارت خارجہ نے مسز اندرا گاندھی کے حکم پر سری لنکا کے ہائی کمشنر کو بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی کہ وہ "اپنے ملک" میں "بھارتی مفادات" کو زک پہنچا رہے ہیں۔

یہ بھارت کی طرف سے سری لنکا کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا پہلا کھلا مظاہرہ تھا جس نے سنہالیوں اور تاملوں کے درمیان باقاعدہ نفرت کی دیواریں کھڑی کر دیں۔ تامل گوریلوں نے اپنے آقاؤں کے حکم پر سنہالیوں اور سری لنکن آرمی پر حملوں کا آغاز کیا اور کئی

بے گناہوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ ان حملوں کے نتیجے میں سری لنکا میں وسیع پیمانے پر لسانی فسادات نے جنم لیا۔

سری لنکا کے نواحی قصبوں میں تاملوں پر جوابی حملے شروع ہو گئے ہزاروں کی تعداد میں دکانیں' کارخانے' ٹرانسپورٹ' بزنس' انڈسٹری جو تاملوں کی ملکیت تھیں' نذر آتش ہو گئیں۔ یہ خونیں فسادات تین روز تک جاری رہے۔

بھارتی انٹیلی جنس ان فسادات میں پوری طرح ملوث تھی اور اس کی جنوبی کمانڈ سکندر آباد میں کسی بھی آمدہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے "سٹینڈ بائی" تھی۔ جلد ہی بھارت کو احساس ہو گیا کہ سری لنکن حکومت کی شکل میں ان کا واسطہ کسی "مونسٹر" Monster سے پڑ گیا ہے اور یہ سکم کی طرح کوئی تر نوالہ نہیں ہے جس پر بھارتی حکومت کی پالیسی میں تبدیلی آنے لگی۔

جولائی 1983ء کے بعد سے تامل گوریلوں کے گروپوں نے بھارتی صوبے تامل ناڈو کی لیڈر شپ سے قریبی تعلقات پیدا کر لئے تھے۔

1984ء میں مدراس کے کیمپوں میں "را" کے تربیت یافتہ تامل گوریلے اب سری لنکن آرمی سے دوبدو مقابلہ کرنے لگے تھے۔ 1984ء کے بعد سے تاملوں نے سری لنکن آرمی کے تمام کیمپوں پر نظر رکھنا شروع کر دی تھی اور وہ اپنے آقاؤں کو سری لنکا فوج کی نقل حرکت کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹس دینے لگے۔ کچھ گوریلا گروپس "واکی ٹاکی" کے ذریعے بھارتیوں کی خدمات پر مامور ہو گئے اور باقی گروپ تخریبی کارروائیوں میں لگ گئے۔ سری لنکن آرمی کے راستوں اور کیمپوں کے ارد گرد بارودی سرنگوں اور دھماکہ خیز مواد کا جال پھیلتا چلا گیا۔ "را" کے تربیت یافتہ تامل گوریلے سری لنکن آرمی کی پٹرولنگ پارٹیوں پر گرنیڈ پھینکنے لگے۔

لسانی فسادات اور "حالت جنگ" کی سی کیفیت نے اس پرسکون جزیرے کے امن امان کو تہہ و بالا کرنا شروع کر دیا۔ تامل مہاجروں کے قافلے سری لنکا سے بھارت میں داخل ہونے لگے۔ ان کے لئے کیمپس لگ گئے۔

مشرقی پاکستان کی تاریخ دہرائی جانے لگی۔

ان کیمپوں میں عام تامل تو اذیت ناک زندگی بسر کرتے تھے لیکن ان کے لیڈروں کی عیاشی تھی جو شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارنے لگے۔ انہیں خصوصی محافظوں کے ساتھ آرام دہ کاریں بھی میسر آ گئیں۔ مہاجرین میں سے وہ تامل نوجوان جو "را" کے کیمپوں میں پہنچے' خوشحال ہو گئے ان کی دیکھا دیکھی نوجوان تامل بڑھ چڑھ کر تخریبی کارروائیوں میں مصروف ہو گئے۔

یکم مارچ 1985ء کو سری لنکن صدر جے وردھنے Jay Wardhane نے بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی کو ایک طویل خط لکھا جس میں خواہش ظاہر کی کہ اگر بھارت سری لنکا میں پھیلائی گئی "دہشت گردی" پر قابو پانے میں ان کی مدد کرے تو وہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے سنجیدہ پیش رفت کرنا چاہتے ہیں۔

جے وردھنے نے لکھا۔

"ہم دونوں عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ دونوں نے الیکشن اکثریت سے جیتا ہے۔ سرحدوں کے دونوں اطراف تخریب کاری کوئی نیک شگون نہیں۔ برائے مہربانی حالات کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے ہماری مدد کریں اور اس معاملے کو ختم کر کے امن و امان کی فضا پیدا کریں۔"

صدر جے وردھنے کے خط کا "را" نے بڑا چانکیائی استعمال کیا۔ اس دوران سری لنکن آرمی نے تاملوں کے خلاف شدت سے کارروائی شروع کی تھی اور انہیں قریباً "کارنر" کر دیا تھا۔ گمان غالب یہی تھا کہ اب شرپسند تامل گروپ منتشر ہو جائیں گے کہ یہ صدر جے وردھنے کا خط ٹریپ کارڈ بن کر "را" کے پاس پہنچ گیا۔

18 جون 1985ء کو بھارتی حکومت اور "را" کی مداخلت سے طویل ڈرامے کے بعد بالآخر تامل گوریلوں اور سری لنکن آرمی کے دوران "سیز فائر" ہو گیا۔

اس سیز فائر کی آڑ میں "را" نے تامل گوریلوں کی از سر نو تنظیم کی۔ انہیں مطلوبہ اسلحہ

بہم پہنچایا اور تاملوں کو "ری گروپنگ" کے بہترین مواقع فراہم کیے۔ جیسے ہی تامل مضبوط ہوئے انہوں نے فوراً اپنا کام شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سری لنکا کے در و دیوار ان کی دہشت گرد کارروائیوں سے لرزنے لگے۔ "را" نے انہیں بہترین "کمیونی کیشن سسٹم" فراہم کیا' جافنا اور بٹی کلا کے گنجان جنگلوں اور سمندری جزیروں میں ان کے مضبوط مراکز قائم کیے انہیں اسلحہ سے لے کر خوراک تک ہر ممکنہ سہولت بہم پہنچائی۔

تاملوں نے اپنے اندر موجود سری لنکن آرمی کے مخبروں کو چن چن کر قتل کیا اور سری لنکا کی انٹیلی جنس جس نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے ان کی کارروائیوں سے باخبر رہنے کے لئے ان کے اندر جاسوسی کا جال بچھایا تھا' بے بس ہو کر رہ گئی۔ دوسری طرف انہوں نے سری لنکا کی فوج میں اپنے مخبر بھی پیدا کر لئے۔ اور "را" کی مدد سے ایسا نظام ترتیب دیا کہ جہاں بھی فوج کا ایک کانوائے دوسری جگہ حرکت کرتا مقامی آبادی میں موجود تاملوں کا مخبر یہ خبر ان تک پہنچا دیتا۔ تامل گوریلوں نے سری لنکا کی ریلوے لائنوں کی پٹڑیاں اکھاڑ کر اپنے مضبوط بنکر تعمیر کر لئے جن کی طرف آنے والے راستوں پر بارودی سرنگوں کا جال بچھایا گیا۔ "را" کی غنڈہ گردی کی انتہا یہ تھی کہ جب سری لنکا اور تاملوں کے درمیان صلح کی بات چیت چل رہی تھی انہوں نے جافنا میں بھرتی کے مراکز کھول رکھے تھے۔

ستمبر 1985ء کے آخر میں صدر جے وردھنے کے بیٹے اور بہو نے بھارت کا دورہ کیا او دہلی میں راجیو گاندھی سے ملاقات کی۔ جے وردھنے کی کوشش تھی کہ جیسے بھی ممکن ہ بھارت کو خوش کر کے تاملوں کے عذاب سے جان چھڑا لے لیکن "را" کے ہاں شاید اخلاق اصول نام کی کوئی شے پائی ہی نہیں جاتی۔

3 اکتوبر 1985ء کو صدر جے وردھنے نے مسٹر راجیو گاندھی کو ایک خط میں شکایت کی "ان کے پاس اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ جنوبی بھارت سے تاملوں کو مسلسل رضاکا اسلحہ' بارود اور دیگر سپلائی مل رہی ہے اور معاہدے کی خلاف ورزیاں کی جا رہی ہیں۔ خصوص سیز فائر معاہدے کے بعد سے "را" نے اپنی سرگرمیوں میں بہت اضافہ کر دیا ہے او

رامیشوارم "Rameshwaram" اور پوائنٹ "کلی میری" Calimere اور پوائنٹ "شمالی کلی میری" وی دارانیم (Vedaraniyam) اور ناگا پٹنم Nagapattinam کی طرف سے کھلے بندوں آمد و رفت جاری ہے۔"

مسٹر راجیو گاندھی نے اس خط کا جواب دینے کا بھی تکلف نہ کیا۔ جب اکتوبر 1985ء میں "بہاماز جزائر" میں کامن ویلتھ ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس میں دونوں کی ملاقات ہوئی تو راجیو گاندھی نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ تامل ناڈو کی حکومت کی سرزنش کریں گے۔ جواب میں جے وردھنے نے بھی امن و امان کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرنے کی یقین دہانی کروا دی۔

راجیو گاندھی کی سرزنش تو دور کی بات ہے ان کے واپس بھارت لوٹتے ہی "را" نے سری لنکا میں لسانی فسادات کا آغاز کروا دیا اور ایک مرتبہ پھر اس غریب اور پرامن ملک میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جانے لگی۔

اپریل سے اکتوبر 1986ء تک بھارتی اور سری لنکا کے مختلف وفود امن و امان کی بحالی کے لئے "مذاکرات" کرتے رہے لیکن سری لنکا حکومت کو بھی اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ ان مذاکرات کے پس پردہ صرف ایک ہی مقصد کارفرما ہے کہ مذاکرات کی مہلت کا فائدہ اٹھا کر تاملوں کو مضبوط کیا جائے۔ اس درمیان بھارتیوں نے سری لنکا کے ساتھ "بھیڑ اور بھیڑیے" والی کہانی کو عملاً دہرائے رکھا اور اس درمیان اپنی مرضی کی قریباً ہر بات سری لنکا سے منوالی لیکن دوسری طرف اب تامل بگڑے ہوئے لاڈلے بچے کی طرح ان کے قابو سے باہر ہونے لگے تھے وہ اپنی من مانی کرنا چاہتے تھے۔

1987ء میں بھارت کا جنگی جنون اپنے نقطہ عروج کو چھونے لگا (Zenth Of Military Power) بھارتی مسلح افواج کے ہیڈ کوارٹرز دہلی میں بیٹھا ان کا آرمی چیف جنرل کرشنا سوامی سندر جی ایک ہی وقت میں تین ملٹری آپریشنز پلان کر رہا تھا۔ بھارتی فوج کے جنرل ہیڈ کوارٹرز میں تین بڑی جنگی مشقوں کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ ایک

مشق پاکستان پر حملے کے لئے' ایک چین پر اور تیسری سری لنکا پر حملے کے لئے تیار کی جا رہی تھی۔

پاکستان پر حملے کی مشق کو آپریشن "براس ٹیک" Brass Tacks کا نام دے کر بھارت کی تاریخ کی سب سے بڑی جنگی مشق کا آغاز پاکستانی سرحدوں پر کر دیا گیا تھا جہاں تناؤ اتنا بڑھ گیا کہ "حالت جنگ" کی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔ ایک مرحلے پر تو دونوں ممالک کی فوجیں بالکل آمنے سامنے آ گئی تھیں۔

آپریشن Checkerboard کے ذریعے چین کو اپنی بھارتی سرحدوں کو مضبوط کرنے کی دعوت دی جا رہی تھی۔

سری لنکا پر قبضے کے لئے "تری شکتی" کے نام سے نکوبار آئس لینڈ' جزائر انڈیمان سندھ اور گوا میں الگ سے مشقیں ہو رہی تھیں۔ اسی آپریشن کا مرکزی ہیڈ کوارٹرز سابقہ پرتگالی کالونی گوا میں قائم کر کے اس مفروضے پر جنگی مشقیں کی جا رہی تھیں کہ چھاتہ بردار فوج کے ذریعے سری لنکا پر قبضہ کیا جائے گا۔

اس منصوبے کے مطابق چھاتہ برداروں نے زمین پر کنٹرول کرنا تھا اور بھارتی نیول کمانڈوز نے ساحلی علاقوں پر دھاوا بولنا تھا۔ بھارتی فوج کے 340 انڈی پینڈنٹ انفنٹری بریگیڈ اور 54 انفنٹری ڈویژن خشکی اور سمندر دونوں پر قبضے کے لئے تیاری کر رہے تھے۔

340 بریگیڈ کو سری لنکا پر قبضہ کرنے کی خصوصی مشقیں کروائی گئی تھیں اور اس سلسلے کی آخری مشق اپریل 1987ء میں ہوئی تھی گو کہ مئی 1987ء میں یہ بریگیڈ بھارت کے آپریشن "ٹرائی ڈنٹ" میں شامل ہو گیا لیکن اس کا بنیادی مقصد وہی رہا۔ دوسرے انڈین بریگیڈ مثلاً 50 انفنٹری پیرا بریگیڈ کو بھی 340 انڈی پینڈنٹ انفنٹری بریگیڈ سے منسلک کر دیا گیا اور دو مواقع تو ایسے آئے جب یہ بریگیڈ کسی بھی لمحے سری لنکا پر دھاوا بولنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ ان دونوں بریگیڈز کو اس سے پہلے جولائی 1983ء اور اگست۔ ستمبر 1984ء میں بھی اسی نوعیت کی مشقیں کروائی گئی تھیں۔ ان دنوں بھارت پر مسز اندرا گاندھی کی حکومت

تھی اور اب ان کا سپوت وزیراعظم راجیو گاندھی اپنی ماں کے عزائم دھرا رہا تھا۔

مارچ 1987ء تک بھارت نے سری لنکا پر حملے کا فضائی نقشہ ترتیب دے لیا تھا۔ سری لنکا کی فوجی تنصیبات کے فضائی فوٹو گراف حاصل کر لئے گئے تھے۔ یہ کارنامہ "را" کے ایوی ایشن ریسرچ سنٹر نے انجام دیا تھا۔ بھارتی فوج نے یہ آپریشن دراصل سری لنکا کی سیکورٹی فورسز کی طرف سے نئی بھرتی' اسلحے کی خریداری اور مستقبل قریب میں "جافنا" میں ایل ٹی ٹی ای کے مراکز پر ممکنہ حملے کے تدارک کے لئے ترتیب دیا تھا۔

"را" نے اس درمیان تامل چھاپہ ماروں کے دس کیڈر (Cadre) یو۔ پی کے تربیتی مراکز میں ایسے تیار کر دیئے تھے جنہیں بطور خاص زمین سے فضا میں حملہ کرنے والے میزائل "سام" Surface to Air Missiles (Sams) کی تربیت دے کر میزائلوں سے لیس کر کے جافنا بھیجا گیا تھا۔

ان دس کیڈرز کو "را" نے 200 کیڈرز میں سے بطور خاص انتخاب کر کے فروری میں ان کی تربیت مکمل ہونے پر میدان میں اتارا تھا۔ "را" نے ان چھاپہ ماروں کو اس لئے میدان میں اتارا تھا کہ وہ سری لنکا کی فوج کی طرف سے جافنا پر مستقبل قریب میں ہونے والے حملے کو ناکام بنائیں۔

اپریل 1987ء میں دہلی میں سری لنکا کور کے نام سے ایک ایڈوائزری اینڈ پلاننگ گروپ کا قیام وزیراعظم راجیو گاندھی کے زیر کمان عمل میں آیا جس میں "را"' "آئی بی"' ملٹری ڈائریکٹرز" اور سویلین آفیسرز شامل تھے تاکہ اس گروپ کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

اس کور گروپ نے وزیراعظم راجیو گاندھی اور فوج کے درمیان ایک مضبوط پل باندھنے کا فرض بڑے احسن طریقے سے نبھایا گو کہ بھارتی نیوی اور ائر فورس نے اس میں کوئی اہم رول ادا نہیں کیا لیکن آرمی زیادہ متحرک رہی۔

مئی 1987ء میں انڈین ڈائریکٹر جنرل آف ملٹری آپریشن (DGMO) نے آرمی ہیڈ

کوارٹرز میں سری لنکا سے نمٹنے کے لئے ایک سیل قائم کر دیا۔ جون 1987ء میں ڈائریکٹر جنرل آف ملٹری آپریشنز جنرل بی پی جوشی نے آرمی ہیڈ کوارٹرز دہلی میں "آپریشن پون" awan Operation سری لنکا کے خلاف تیار کر لیا۔ لیفٹیننٹ جنرل دپندر سنگھ Depinder Singh کو لیفٹیننٹ جنرل کرشنا سوامی سندر جی انڈین آرمی چیف نے دہلی طلب کر کے "آپریشن پون" سے متعلق مکمل بریفنگ دی۔

پونا میں جنوبی کمانڈ کو مئی کے آخر میں ایکشن کے لئے تیار رہنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے۔

2 جون کو جنوبی کمانڈ کو حکم پہنچ گیا کہ لیفٹیننٹ جنرل دپندر سنگھ کو حملہ آور فوج کی کمانڈ سونپ دی گئی ہے۔

36 انفنٹری ڈویژن، 54 انفنٹری ڈویژن، 2 آرمڈ بریگیڈ اور 340 انڈی پینڈنٹ انفنٹری بریگیڈ گروپ کو فسٹ کور ہیڈ کوارٹرز کی مشترکہ کمان کے تحت کر کے مدراس میں اس کی کمانڈ قائم کر دی گئی۔

انڈین نیوی کے 5 فریگیٹ، لوڈنگ شپ ٹینکس 6، آبدوزیں 2، بارہ پیٹرول بوٹس، 2 چھوٹے جہاز Auxiliary Ships اور 9 ہوائی جہازوں پر مشتمل ایک بحری بیڑہ بنا دیا گیا۔

ائر فورس کے 24 جیگوار، 6 کینبرا، 4 لیوشن - Llushin 76 6 اے این آئی 0'II اے۔ این 32، 7 ایچ ایس 748، ایم آئی۔ 8، اور 7 ہیلی کاپٹر 22 پر مشتمل ائر فورس کا ایک الگ سے ترتیب دیا گیا۔ یہ ساری فوج سری لنکا پر حملے کے لئے کمر بند ہو چکی تھی اور کسی لمحے اب سری لنکا پر بھارتی ترنگا لہرانے والا تھا۔

وہ کون سے واقعات تھے جو حالات کو اس نہج پر لے گئے تھے کہ بعد ازاں جون 87ء میں بھارتیوں نے جافنا میں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے خوراک اور دیگر اشیائے ضروریہ پھینکیں۔ یہ سری لنکا کے معاملات میں صریحاً مداخلت تھی اور اس کے اقتدار اعلیٰ اور سالمیت کے چیلنج اور بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی تھی۔ سری لنکا میں بھارت کی پوزیشن کیا تھی

یہ چار واقعات کے تناظر میں بہتر انداز سے سمجھا جا سکتا ہے۔

1986ء کے اواخر سے ہی راجیو گاندھی کو ایک پیچیدہ صورتحال کا سامنا تھا۔ انہوں نے یہ لیا تھا کہ بھارتی سیاست میں ایل ٹی ٹی ای کے عمل دخل میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ راجیو گاندھی اس امر کو بھارتی یکجہتی کیلئے خطرہ تصور کرنے لگے تھے۔ ایل ٹی ٹی ای بھارتی حکومت کیلئے لوہے کا چنا ثابت ہو رہی تھی۔ دوم یہ کہ بھارتی حکومت کیلئے اب اپنی اس دوغلی پالیسی کو جاری رکھنا بھی دشوار محسوس ہو رہا تھا کہ ایک جانب تو پاکستان سے کہا جا رہا تھا کہ وہ "بھارتی دہشت گردوں" کو پناہ نہ دے جب کہ دوسری جانب خود سری لنکا کے تامل گوریلوں کو تحفظ فراہم کیا جا رہا تھا۔ اس میں ایک عامل بین الاقوامی دباؤ بھی تھا کیونکہ سری لنکا نے اب اپنی خارجہ پالیسی میں تبدیلی کر لی تھی۔ اب اس کا جھکاؤ امریکہ اور مغرب کی جانب زیادہ ہو گیا تھا۔ تیسری بات یہ کہ نومبر 1986ء میں بنگلور کی سارک سربراہ کانفرنس میں راجیو گاندھی نے جے وردھنے کے ساتھ ربط ضبط بڑھا لیا تھا۔ جے وردھنے تامل گوریلوں کو فوجی قوت سے کچلنا چاہتے تھے۔ بدقسمتی سے یہ چیز راجیو گاندھی کے سیاسی مستقبل کیلئے بہت سے الجھاؤ پیدا کر سکتی تھی جسے آسانی سے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جے وردھنے کا فوجی حل، سری لنکا کے اس لسانی جھگڑے کیلئے راجیو گاندھی کے تصور کردہ سیاسی حل کے برعکس تھا۔ یہ چیز اس لئے بھی بھارتی خواہشات کے خلاف تھی کہ فوجی حل بھارت کی اپنی سلامتی کیلئے ضرر رساں تھا۔ اس طرح بھارت کی سلامتی کیلئے جو سنگین پیچیدگیاں پیدا ہوئیں، انہیں دیکھتے ہوئے بھارت اور سری لنکا کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ اس تنازعے کا کوئی حل تلاش کریں۔

اس موقع پر "را" نے راجیو گاندھی کے سامنے تجویز رکھی کہ اگر سری لنکا کی حکومت ایسی رعایتیں دے جو لسانی یونٹ کے مطالبے کو مطمئن کر سکیں تو کسی بہتر فیصلے پر پہنچنے کے مواقع زیادہ ہونگے۔

گاندھی نے سکسینہ اور جوشی کو حکم دیا کہ یہ پیغام صدر جے وردھنے تک پہنچا دیا جائے

اور اس کیلئے وزارت خارجہ کے بجائے انٹیلی جنس کے ذرائع اختیار کئے جائیں۔ گاندھی ۔ کہا کہ کولمبو کو اس امر سے بھی آگاہ کر دینا چاہئے کہ "اگر گوریلوں نے اس معاہدے ۔ سرکشی اختیار کی تو وہ انکے خلاف کارروائی کرنے میں قطعاً نہیں ہچکچائیں گے"۔

راجیو گاندھی کا منصوبہ

"را" نے راجیو گاندھی کو پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ جنوبی بھارت کی ریاستوں میں بازی ہار رہے ہیں۔ راجیو گاندھی کو خود بھی اس بات کا اچھی طرح سے ادراک تھا کہ تامل انتخابی لحاظ سے ان کیلئے بے حد اہم ہے۔ لہٰذا انکی خواہش تھی کہ اس لسانی تنازعے کو کرنے کیلئے سری لنکا ان کے ساتھ تعاون کرے۔ "را" نے راجیو گاندھی کا پیغام 10 نو 1986ء کو سری لنکا کی انٹیلی جنس کے ایک عہدیدار کے ذریعے صدر جے وردھنے تک دیا۔

بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی کی خواہش تھی کہ حکومت سری لنکا درج ذیل نکات سوچ بچار کرے۔

1 لسانی یونٹ کے قیام کے مطالبے کے سلسلے میں گوریلوں کو کس شکل میں مراعات پیش کش کرے۔

2 تاملوں کے ذہنوں میں کلبلانے والے ان خدشات کو رفع کرے کہ معاہدے میں د جانے والے تحفظات کا یوراکیسی لینسی کے جانشین احترام نہیں کریں گے۔

بھارتی وزیراعظم یہ تجویز پیش کر رہے تھے کہ معاہدے کی شقوں کو آئینی فراہم کیا جائے

3 یہ کہ معاہدہ ہونے کی صورت میں حکومت سری لنکا نوجوان گوریلوں کی بحالی کیلئے موزوں پروگرام پر عمل کرے گی تاکہ وہ زندگی کی مین سٹریم میں پھر سے داخل ہو یعنی تعلیم اور روزگار پھر سے شروع کرنے کے مواقع مل سکیں۔

اس "ٹاپ سیکرٹ" مراسلے میں یہ بات بھی جے وردھنے تک پہنچائی گئی کہ "بھارتی زیراعظم بنگلور کے سارک سربراہ اجلاس میں یوراکیسی لینسی کے ساتھ ان معاملات پر گفت و نید کیلئے بہت بے تاب ہونگے۔

"را" نے سری لنکا کی انٹیلی جنس کو اپنے اس اندازے سے بھی آگاہ کیا کہ "ای پی آر ل ایف اور پی ایل او ٹی ای کو ہمنوا بنایا جا سکتا ہے جبکہ ایل ٹی ٹی ای اور ای آر او ایس انتہا ند ہیں"۔

"را" نے یہ یقین دہانی بھی کرائی کہ سری لنکا کے تامل لیڈر پربھاکرن کو مزید مطیع بنانے لیلئے جو کچھ بھی ضروری ہوا' وہ کیا جائے گا۔ "را" کا یہ بھی کہنا تھا کہ "بیشتر سوداکاری ایل ٹی ٹی ی کے ساتھ کرنا ہوگی کیونکہ وہی غالب گروپ ہے"۔ "را" نے بڑے واضع انداز میں کہا کہ اگر معاہدہ ہو جائے تو گوریلوں کو ہتھیار پھینکنا پڑیں گے"۔

ان باتوں کے جواب میں سری لنکا کی انٹیلی جنس نے اندازہ لگایا کہ "را" نے بغیر کس شرط کے تمام و کمال سے ان سے بات کی ہے اور اس کی کوشش ہے کہ جلد از جلد کسی عاہدے پر پہنچا جائے تاکہ ان کے قومی اور سیاسی جسد کو درپیش پیچیدگیاں ختم کی جائیں۔ نہوں نے یہ اندازہ بھی لگایا کہ ایل ٹی ٹی ای نے جزیرہ نما جافنا کی سیاسی' معاشی اور سماجی زندگی پر مکمل غلبہ حاصل کرنے کے لئے جو منصوبے بنا رکھے ہیں' انکے پیچھے "را" کا ہاتھ نہیں ہے۔ سری لنکا کی انٹیلی جنس کا خیال تھا کہ حریف گروپوں کو نیست و نابود کرنے کیلئے ایل ٹی ٹی ای کی حوصلہ افزائی "را" نے نہیں کی تھی۔ دوسری جانب "را" نے اپنے سری لنکن ہم منصبوں پر یہ راز آشکار کیا تھا کہ ایل ٹی ٹی ای نے "فورٹ" کو تاخت و تاراج کرنے کا منصوبہ بنا رکھا تھا تاکہ سری لنکا کی سیکورٹی فورسز اپنے یرغمالیوں کی رہائی کیلئے حملہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

"را" کا خیال تھا کہ "ایسی صورت حال جس سیاسی جھگڑے کو جنم دے گی وہ بہت سنگین وعیت کا ہوگا۔ اور اگر گوریلے یہ مقصد حاصل کر لیتے ہیں' جبکہ انکے پاس یرغمالی بھی ہیں' تو وجی یلغار ناگزیر ہو جائے گی۔ اس فوجی حملے میں بے پناہ سویلین نقصان ہوگا۔ اور یہی گوریلوں

کا مقصد ہے"۔

"را" نے متعلقہ بھارتی حکام کو خبردار کیا کہ سری لنکا کی سیکورٹی فورسز کے ملٹری ایکش
سے بے گناہ شہری بہت بڑی تعداد میں مارے جائیں گے اور اس صورت میں بھارتی حکومر
کی پوزیشن بہت نازک ہوگی۔ "را" نے اس بات پر بھی زور دیا کہ حکومت سری لنکا اس مسٔ
کا سیاسی حل تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ ملٹری ایکشن کے بطن سے جنم لینے والا سیاسی حل
سنگین مسائل کھڑے کر سکتا ہے۔ فوجی حل کے سوال پر "را" کا خیال تھا کہ تین برس
عرصے میں بھی سری لنکا کی سیکورٹی فورسز اس قابل نہیں ہو پائیں گی کہ گوریلوں کو تنہا کر
انہیں مفتوح کیا جائے۔

26 مئی 1987ء کو سری لنکا کی آرمی، نیوی اور ائرفورس نے اجتماعی قوت سے "آپر
یشن" کا آغاز کر دیا۔ جافنا کے واداماراشی سیکٹر پر کیا جانے والا یہ ایک فل سکیل حملہ تھا
میں آٹھ ہزار فوجیوں نے حصہ لیا۔ صدر جے وردھنے نے اعلان کیا کہ "جنگ کسی ایک
کے خاتمے تک جاری رہے گی خواہ وہ جیتیں یا ہم"۔

کولمبو میں بنک آف سیلون ہیڈکوارٹرز کا افتتاح کرتے ہوئے سری لنکا کے صد
وردھنے نے کہا کہ سری لنکا کی سیکورٹی فورسز اس وقت تک لڑیں گی جب تک جافنا کو آزا
کرا لیا جاتا۔ اس بات پر حاضرین نے زوردار تالیاں بجائیں لیکن یہ جوش وقتی ثابت ہوا
شام بھارتی ہائی کمشنر مسٹر ڈکشٹ نے صدر جے وردھنے سے انکی رہائش گاہ واقع وارڈ پلیر
ملاقات کی اور انہیں بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی کا ایک پیغام پہنچایا۔ مسٹر ڈکشٹ کو
سے ایک ہنگامی فون کال موصول ہوئی تھی۔ اسی کال میں جے وردھنے کے نام پیغام لکھ
تھا جسے مسٹر ڈکشٹ نے لفافے کی پشت پر لکھ لیا تھا۔ پیغام یہ تھا۔

1 بے حد مایوسی اور گہری تشویش ہوئی۔

2 1983ء سے لے کر اب تک ہزاروں شہری مارے جا چکے ہیں۔ اس نے شدید
غصے کو ابھارا ہے۔

3 جزیرہ نما جافنا میں آپ کے حالیہ حملے نے ہماری مفاہمت کی تمام بنیاد کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

4 ہمیں یہ نسل کشی کسی صورت میں بھی قبول نہیں۔

5 براہ کرم ہمیں اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کیلئے مجبور نہ کیجئے۔

اس پیغام نے صدر جے وردھنے کو اپنا ہاتھ روکنے پر مجبور کر دیا لیکن اب وہ پلٹ نہیں
سکتے تھے۔ اب اپنی ہی صفوں میں سے انہیں بغاوت کا خدشہ تھا، اس لئے انہوں نے آپریشن
جاری رہنے دیا۔

وزیراعظم راجیو گاندھی نے 28 مئی کو نئی دہلی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب
کرتے ہوئے حکومت سری لنکا کی طرف سے جافنا کا فوجی قبضہ لینے کی کوشش کے خلاف
ب دیتے ہوئے کہا۔

"فوجی آپشن نسل کشی میں اضافہ کر رہا ہے۔ گذشتہ چند روز کے دوران
سینکڑوں افراد ہلاک کئے جا چکے ہیں۔ اتنے وسیع پیمانے پر معصوم جانوں کا یہ
خوفناک اتلاف تامل ملٹری گروپوں کی بیخ کنی کے مسلمہ مقصد کے بالکل برعکس
ہے۔ اب یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ حکومت سری لنکا فوجی آپشن کیلئے وقت کے
انتظار میں تھی اور مہلت حاصل کر رہی تھی"۔

اس وقت تک سری لنکا کی فورسز نے گوریلوں کے 32 سے زائد مضبوط بنکر تباہ کر دیئے
ایل ٹی ٹی ای کے مضبوط گڑھ اور ان کے کمانڈر کی جائے ولادت ویلوتی تھورائے پر قبضہ
کیا تھا۔ بھارت کی وزارت برائے امور خارجہ نے ایک بیان جاری کیا جس میں فوجی حملے
ست کرتے ہوئے دعویٰ کیا گیا کہ یہ ابتلا سویلین آبادی بھگت رہی ہے۔ جب ایک صحافی
صدر کی توجہ اس مذمتی بیان کی جانب مبذول کرائی تو صدر جے وردھنے اس پر بے حد خفا
ئے۔ منسارتا سنگھے کے بقول مذمتی بیان پڑھ کر سنانے والے صحافی سے صدر نے کہا "ان
لو جہنم میں جائیں۔..... لیکن ہم رسمی طور پر بھارت کو کل جواب دیں گے"۔

بعد ازاں جب راجیو گاندھی نے صدر جے وردھنے کو ٹیلی فون کیا تو سری لنکا کے صد
نے بھارتی وزیراعظم سے کہا کہ وہ وہی کچھ کر رہے ہیں جس کی جافنا میں ضرورت ہے۔ را
چندرن بیمار تھے۔ لیکن وہ راجیو گاندھی سے ملاقات کیلئے فوری طور پر نئی دہلی پرواز کر گئے۔

بھارت کی جانب سے مسلسل دھمکیاں مل رہی تھیں۔ ان کے پیش نظر صدر جے وردھنے نے اپنی "کابینہ" سے صلاح مشورہ کیا اور فیصلہ کیا گیا کہ جافنا کا قبضہ لینے کیلئے شرو کئے گئے آپریشن کو روک دیا جائے۔ جب حکومت نے اچانک یہ اعلان کیا کہ "آپریشن لبریش کا دوسرا مرحلہ مکمل کر لیا گیا ہے تو جنوب کی سنہالی آبادی میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔

دراصل نئی دہلی نے سفارتی اور پرائیویٹ ذرائع سے سری لنکا کو یہ سگنل بھیج دیا تھ "جافنا کا قبضہ ہرگز ہرگز نہیں لینے دیا جائے گا" سری لنکا کو یہ دھمکی بھی دی گئی تھی کہ اگر نے آپریشن نہ روکا تو "بھارت ایل ٹی ٹی ای کو زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزا (سام۔7 اور ...) دے دے گا"۔ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ نے تامل گوریلوں کو میزائل فراہم کرنے کی پوری تیاری کر لی تھی۔ انڈین آرمی نے فیصلہ تھا کہ شمال مشرقی سری لنکا اور اگر ضروری ہوا تو پورے سری لنکا پر حملے اور قبضے کے امکانا تیاری کر لی جائے۔

2 جون کو راجیو گاندھی کو جے آر جے وردھنے کی جانب سے ایک "ٹاپ سیکرٹ" موصول ہوا۔ "جیسا کہ آپکو معلوم ہے' آپ کی جانب سے امداد بھیجنے کے اعلان کے بعد ٹی ای نے سری لنکا کے بہت سے معصوم لوگوں کا خون بہایا ہے۔ وہ مزید قتل عام کی بندی کر رہے ہیں۔ آپ خود بھی ان مظالم کی مذمت کر چکے ہیں۔ بھارت اور سری لنکا ہی دہشت گردی کے مخالف ہیں' دونوں ہی اس کے ہاتھوں نقصان اٹھا چکے ہیں۔ تو حالات میں آخر ہم کیوں امداد کی سپلائی اور تقسیم پر جھگڑا کریں۔ بھارت اور سری لنکا دو اس بات پر متفق ہیں کہ اس امداد سے مستحق شہریوں کو فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے۔ نمائندوں کی ملاقات کے دوران اس بات پر اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ جافنا شہر کے باشندو

حکومتی ایجنٹ کے ذریعے امداد پہنچائی جائے۔ دیگر متعلقہ امور پر بھی گفت و شنید کے بعد ق کیا جاسکتا ہے"۔

اسی روز 2 جون 1987ء کو راجیو گاندھی نے جے وردھنے کو "ٹاپ سیکرٹ" جواب ا۔

"آپ کا 2 جون کا پیغام مجھے آج شام ہی موصول ہوا ہے۔ آپ کا بے حد شکریہ! رائے میں بس مسافروں کے وحشیانہ قتل عام کا سن کر مجھے بے حد دکھ اور گہری تشویش ۔ یہ ایک انتہائی قابل مذمت فعل ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ آپ کی حکومت ریڈ کراس سری لنکا کے توسط سے انسانی بنیادوں پر دی جانے والی امداد فرمائے گی۔ میں نے اس بارے میں انتہائی سخت ہدایات جاری کی ہیں کہ ریلیف مشن کسی آدمی کو امداد نہ دے جس پر ایل ٹی ٹی ای کیساتھ تعلق ہونے کا ذرا برابر بھی شبہ ہو"۔

اوائل جولائی 1987ء میں' جے وردھنے کو اب تک بھارت کی جانب سے ڈرایا دھمکایا جا سری لنکا کے صدر جے وردھنے اب بھی دل کی گہرائیوں سے شمال مشرقی بحران کا فوجی چاہتے تھے۔ 2 جولائی 1987ء کا ذکر ہے' صدر جے وردھنے سے پروفیسر ایڈورڈ آذر نے ات کی۔ وہ یونیورسٹی آف میری لینڈ امریکہ کے ممتاز سکالر تھے اور تنازعات کے حل کے ۔ پروفیسر ایڈورڈ آذر نے صدر جے وردھنے سے انٹرویو میں بہت سے ایشوز پر بات چیت ۔ اس انٹرویو میں صدر جے وردھنے نے بھارت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

"راجیو گاندھی کو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ کوئی مقصد چاہے وہ کتنا ہی پاکیزہ مقدس کیوں نہ ہو اسے تشدد کے ذریعے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ بھارت تو عدم تشدد کے ار سے بخوبی آگاہ ہے۔ بھارت کے موجودہ لیڈروں کیلئے یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ ں نے عدم تشدد کیلئے جدوجہد کی طویل ہندوستانی روایت سے انحراف کیا ہے۔ بھارت مہذب معاشروں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جنگل کے قانون کی مراجعت کی اجازت دیں۔ کو دبانے کیلئے تشدد اور دہشت کے حربے کبھی کامیاب نہیں ہوتے اور نہ ہوں گے۔ آپ

انہیں ہر وقت نہیں ہانک سکتے۔ راجیو گاندھی جب تک عدم تشدد کی روایت پر عمل پیرا نہ ہونگے اور اصولوں کا احترام نہیں کریں گے' اس وقت تک جیت نہیں سکتے۔ ہم سری لنکا والے جاہ و عظمت' حوصلے اور احساس عدل سے سرشار ہیں۔ کچھ ہزیمتوں کے باوجود ہم شکست نہیں کھائیں گی۔ ہم آگے بڑھتے رہیں گے"۔

وسط جولائی میں پیش آنے والے واقعات نے جے وردھنے کو اپنی سوچ میں تبدیلی پر مجبور کر دیا۔ اس سلسلے میں اس وقت کے نائب وزیر خارجہ امور سری لنکا ٹائرون فرنانڈو نے صدر جے وردھنے کو پنڈت جواہر لعل کے یہ الفاظ یاد دلائے "اگر آپ کا دشمن بھی آپ کی جانب ہاتھ بڑھائے تو اسے تھام لو خواہ یہ ہاتھ بدنیتی ہی سے بڑھایا گیا ہو۔ اگر یہ ہاتھ خلوص سے بڑھایا گیا ہو گا تو درست' بصورت دیگر آپ دشمن کا کم از کم ایک ہاتھ تو بے حرکت کر دیں گے"۔ یہیں سے بھارت اور سری لنکا کے درمیان ہونے والے متنازعہ امن معاہدے آغاز ہوا۔

راجیو گاندھی کی سری لنکا میں آمد کے فقط پانچ گھنٹے بعد 29 جولائی 1987ء کو کولمبو معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ معاہدے کے متن کو بے حد خفیہ رکھا گیا' اس لئے ہر فر معاہدے کے بارے میں مختلف خدشات میں مبتلا تھا۔ تامل گوریلوں پر یہ بات واضح نہ تھ معاہدہ ان کے حق میں ہوا ہے یا خلاف۔ سنہالیوں نے اس معاہدے کو اپنے وطن کی سا کے صریحاً خلاف سمجھا۔ کس کو علم نہیں تھا کہ یہ بھارتی فورسز کی جانب سے مداخلت انہیں مداخلت کی دعوت دی گئی ہے' بہر حال 5 اگست 1987ء کو ایک تقریب منعقد ہوئی میں تامل گوریلوں نے اپنے ہتھیار حکومت سری لنکا کے حوالے کئے۔

اگست کے دوسرے ہفتے کے آغاز تک ایل ٹی ٹی ای کی جانب سے اپنی حریف گ اور حریف گوریلوں کی جانب سی ایل ٹی ٹی ای کے آدمیوں کو مارنے کے اکا دکا واقعات؛ ایل ٹی ٹی ای کا بھارت کے ساتھ ایک خاص معاہدہ ہوا تھا اور اس نے "پیس اکارڈ" تسلیم کر لیا تھا لیکن بعد ازاں وہ اپنے معاہدے سے منحرف ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ک

ای اور سری لنکا میں موجود بھارتی فورسز کے درمیان مسلح تصادم ہوا۔

6 اکتوبر 1987ء کو سری لنکا کی صورتحال نے ایک اور ڈرامائی رخ اختیار کیا۔ سری لنکن یوں کے قبضے میں موجود ایل ٹی ٹی ای کے چند گوریلوں نے خودکشی کر لی۔ آتش غضب سے لوب ہو کر ایل ٹی ٹی ای نے اپنے قبضے میں موجود سری لنکا کے آٹھ فوجیوں کو پھانسی دے ۔ بعد ازاں ان کی لاشوں کو جافنا کے مین بس سٹینڈ میں لٹکا دیا گیا۔ معاملہ اس پر ختم نہ ہوا۔ ٹی ٹی ای نے اس کے بعد تین پولیس والوں کو جلا دیا' دو کارپوریشنوں کے ملازمین کو قتل کر اور سرحدی دیہات میں 300 سے زائد سنہالی مرد' عورتوں اور بچوں کو انتہائی بے دردی ے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ 7 اکتوبر کو ایل ٹی ٹی ای نے "انڈین پیس کیپنگ فورس" کے کاروں پر فائر کھول دیا۔ اس کے رد عمل میں نئی دہلی نے آئی پی کے ایف (Indian Peace Keeping Forc) کو احکامات جاری کئے کہ ایل ٹی ٹی ای پر کریک ڈاؤن منصوبہ بنایا جائے' انہیں جافنا سے باہر دھکیل دیا جائے اور جزیرہ نما جافنا کے باہر اور اندر اسلحے ر گوریلوں کی نقل و حرکت کو روکا جائے۔ 8 اکتوبر کو نئی دہلی نے انڈین نیوی کو حکم دیا کہ نیول لیڈ قائم کیا جائے۔

○

ایل ٹی ٹی ای کے مواصلاتی نیٹ ورک کو تباہ کرنے اور ان کے مورچوں پر اسلحہ و گولہ ود نکالنے کے لئے' حملہ کرنے کے احکامات بھی جاری کئے گئے تھے۔ اس روز پانچ بھارتی پیرا ٹروٗ' تامل گوریلوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ ان کمانڈوز کو سرعام پھانسی دیکر ان کے گلے میں " ٹی ٹی ای" کے نام کی تختیاں لٹکا دی گئیں۔ 9 اکتوبر کو صدر جے وردھنے اور بھارتی راعظم راجیو گاندھی نے فیصلہ کیا کہ "گوریلوں کو جبراً غیر مسلح کیا جائے" تاکہ اس معاہدے کا ممکن ہو جس پر دونوں رہنماؤں نے دستخط کئے تھے۔ ایل ٹی ٹی ای کو مین سٹریم میں لانے کے ے جو اقدام اٹھائے گئے تھے ان کا حوالہ دیتے ہوئے راجیو گاندھی نے کہا" ______

لیکن چند گھنٹے بعد ہی ایل ٹی ٹی ای اپنے وعدے سے پھر گیا۔ اس نے تشدد کی راہ کا انتخاب کیا"

نومبر 1987ء تک شمال مشرقی سری لنکا میں بھارتیوں نے اپنے قدم اچھی طرح جمالئے تھے۔ اس کے صرف تین ماہ بعد فروری 1988ء میں انڈین آرمی کی ٹاپ براس نے فیصلہ کیا کہ فوجی دستوں کو چاروں طرف پھیلا کر ایل ٹی ٹی ای کو تنہا کر دیا جائے۔ ان کی پیش گوئی تھی کہ اس طرح "بھارتی بحالی امن فوج" کو شمال مشرقی سری لنکا میں بہت زیادہ انتظامی کنٹرول حاصل ہو جائے گا اور کسی بھی مزید خونین واقعے کی روک تھام کے لئے ایل ٹی ٹی ای کے فعال علاقوں پر غلبہ پالیا جائے گا جبکہ اس دوران کئی علاقوں میں ملٹری آپریشنز پر عملدر آمد ممکن ہو گا۔

5 مارچ کو سری لنکا کے صدر جے وردھنے نے راجیو گاندھی کو ایک خفیہ پیغام بھیجا۔ یہ پیغام نئی دہلی میں "را" کے سربراہ کے ذریعے بھیجا گیا تھا۔ کولمبو سے اس پیغام کی ترسیل سے تھوڑی دیر قبل ایل ٹی ٹی ای نے بارودی سرنگ کا ایک خوفناک دھماکہ کیا تھا جس میں 19 سنہا ہلاک اور گیارہ زخمی ہو گئے تھے۔ پیغام کا مقصد تھا کہ مناسب اقدام اٹھائے جائیں تاکہ ایل ٹی ٹی ای کے ہاتھوں قتل عام کا سلسلہ روکا جا سکے۔ صدر جے وردھنے نے اپنے پیغام میں راج گاندھی سے اس امر کی اجازت طلب کی تھی کہ سری لنکا کے فوجیوں کو شمال مشرقی میں سنہا دیہات کا تحفظ کرنے دیا جائے۔ راجیو گاندھی نے جے وردھنے کی اس درخواست کو درخورا نہ سمجھتے ہوئے رد کر دیا۔

مارچ 1988ء میں بھارتی فوج کو بہت بڑی تعداد میں سری لنکا میں تعینات کر دیا گیا۔ نفری ایک لاکھ سے متجاوز تھی لیکن اعداد و شمار کو بے حد خفیہ رکھا گیا تھا۔

دسمبر 1988ء میں سری لنکا میں صدارتی انتخابات منعقد ہوئے۔ ان انتخابات کے میں پریماداسا سری لنکا کے نئے صدر منتخب ہو گئے۔ وہ حکومت سری لنکا میں ایک نئی سو پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ سبق صدر جے وردھنے کے برعکس وہ بھارت کے بارے میں ب شکوک و شبہات رکھتے تھے۔ مارچ 1989ء میں انہوں نے "بھارت سری لنکا دوستی معاہدہ مسودہ تیار کرایا۔ اور اسی وقت انہوں نے تامل گوریلوں کے بارے میں ایک نئے طرز عم

ظاہر کیا۔

12 اپریل کو انہوں نے ملک بھر میں سری لنکن سیکورٹی فورسز کی جانب سے تامل گوریلوں کے خلاف عارضی جنگ بندی کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے فوراً بعد ہی صدر پریما داسا نے ایل ٹی ٹی ای کے رہنماؤں کے ساتھ رابطے استوار کر لئے۔ جب بھارت کے بحالی امن فوج (آئی پی کے ایف) کو حکومت اور ایل ٹی ٹی ای کے درمیان رابطوں کا علم ہوا تو اس نے گوریلوں کے خلاف اپنے حملوں میں شدت پیدا کر دی۔ سری لنکا کے حکام اور ایل ٹی ٹی ای کے درمیان ہونے والی گفت و شنید میں بنیادی زور اس نکتے پر دیا گیا کہ سری لنکا سے بھارتی فواج اب رخصت ہو جائیں۔ اس گفت و شنید کے اتباع میں صدر پریما داسا نے یکم جون 1989ء کو درج ذیل تاریخی اعلان کر کے بھارت کے ساتھ ساتھ سری لنکا کے عوام کو بھی حیران کر دیا۔ انہوں نے کہا۔

"جولائی 1989ء کا مہینہ ختم ہو گا تو بھارتی امن فوج سری لنکا میں آمد کو دو برس ہو جائیں گے۔ بھارتی حکومت سے میری درخواست ہے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو' جولائی کے آخر تک تمام کے تمام بھارتی امن دستوں کو واپسی کا عمل تکمیل کو پہنچاوے۔ جولائی کے اواخر تک میں بھارتی فوج کے آخری سپاہی کو سری لنکا سے واپس جاتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

بھارتی امن دستوں کی واپسی کے مسئلے پر دونوں حکومتوں کے درمیان سات خطوط کا تبادلہ ہوا۔ جولائی 1987ء میں کئے جانیوالے معاہدے کے بارے میں ہر فریق مختلف نقطہ نظر کا اظہار کر رہا تھا۔ راجیو گاندھی بضد تھے کہ اس معاہدے کے تحت بھارت کے کردار کے ضمن میں "بھارتی بحالی امن فوج" کو یہ مینڈیٹ حاصل ہے کہ وہ شمالی مشرقی صوبے کے تمام قومیتوں کی جسمانی سلامتی اور تحفظ کو یقینی بنائے۔ ایک طرف ان خطوط کا تبادلہ جاری تھا تو لاسری طرف نئی دہلی نے بھارتی امن فوج کو یہ ہدایات جاری کر دیں کہ تامل گوریلوں کے خلاف حملوں میں شدت پیدا کر دی جائے۔ اس صورت حال پر 4 جولائی کو صدر پریماداسا نے راجیو گاندھی کو لکھا کہ "حکومت سری لنکا کی جانب سے بھارتی امن دستوں کو واپس بلانے کی

درخواست کے برخلاف سری لنکا کے اندر بھارتی حکومت اور اس کے امن دستوں کے مینڈیٹ کے حوالے سے معاہدہ 1987ء کو کوئی بھی تشریح ایک خود مختار دوست ملک کے اندرونی معاملات میں کھلی مداخلت اور بین الاقوامی قانون کے مسلمہ ضابطوں کی صریحاً خلاف ورزی ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے عزائم ایسے نہیں۔"

صدر پریماداسا نے اپنی بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ میری اس وضاحت کے بعد آپ اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ بھارتی فوج ایل ٹی ٹی ای کے خلاف اب مزید کوئی آپریشن جاری نہ رکھے۔"

پریماداسا کے اس اعلان کے بعد بھارت اور سری لنکا کے تعلقات میں نمایاں سردمہری دیکھنے میں آئی۔ کولمبو کا اصرار تھا کہ جولائی کے آخر تک بھارتی امن دستوں کو واپس بلایا جائے جبکہ نئی دہلی جنگ کی تیاری میں مصروف تھا۔ بھارت کا نیول فلیگ شپ "آئی این ایس ویرات" کولمبو کے قرب وجوار میں گشت کرنے لگا۔

پریماداسا کی جانب سے بھارتی فوجوں کی واپسی کے مطالبے پر "را" نے منصوبہ بندی شروع کر دی کہ ایلم کو تاملوں کی آزاد ریاست قرار دینے کے لئے بھارت نواز نارتھ ایسٹ پراونشل کونسل کی حمایت کی جائے۔ صورت حال کو مکمل طور پر بھارتی کنٹرول میں لانے کے لئے "را" نے سہ جہتی ایکشن پلان تجویز کیا۔

1 شمال اور مشرق میں فوجوں کی واپسی کے مطالبے کے خلاف مظاہرے کرائے جائیں حکومت کے خلاف الزامات لگائے جائیں کہ وہ جولائی 1987ء کے بھارت سری معاہدے کو توڑ رہی ہے۔

2 اس بات کو اچھالا جائے کہ حکومت سری لنکا تامل گوریلوں کا قلع قمع کرنے کے نہیں۔

3 سٹیزن والنٹیئر فورس کی تربیت میں اضافہ کیا جائے تاکہ وہ بھارتی نگرانی اور کن کے تحت ایک عارضی فوج کا کردار ادا کرے۔

راجیو گاندھی نے "را" کے تجویز کردہ اس پلان کی منظوری دے دی اور اس کے نفاذ ے لئے ہدایات آگے پہنچا دی گئیں۔ اس منصوبے کے تحت جافنا صوبے کے چھ اضلاع میں ہر ضلع کے لئے پانچ ہزار تامل نوجوانوں کو بھرتی کیا جانا تھا۔

23 جون 1989ء کو صدر پریماداسا نے بھارتی امن دستوں سے کہا کہ اگر وہ جولائی کے آخر تک واپس نہیں جا سکتے تو اپنی بیرکوں تک محدود رہیں۔ اس الٹی میٹم کے ساتھ ہی بھارتی من فوج کی دو اور بٹالین سری لنکا میں پہنچ گئیں تاکہ تامل گوریلوں پر کاری ضرب لگائی جا سکے۔ جن کی محاذ پر صورت حال یہ تھی کہ ایک ہفتے کے دوران 60 تامل گوریلے اور 15 امن جی مارے گئے تھے۔ "را" نے تامل نیشنل آرمی کو بھی اس انداز سے منظم کرنا شروع کر دیا اکہ مختصر سی مدت میں وہ باضابطہ فورس کی شکل اختیار کر جائے۔ اوائل نومبر میں تامل وریلوں نے تامل نیشنل آرمی کے دو کیمپوں پر حملہ کیا اور قبضے میں کیا جانے والا اسلحہ اپنی نئی یں پر لے گئے۔

کولمبو میں بھی گفتگو کا محور یہی بات تھی کہ تامل نیشنل کونسل، سٹیزن والنٹیئر فورس اور تامل نیشنل آرمی کے لئے نوجوان تاملوں کو بھرتی کر رہی ہے۔ صدر پریماداسا اس بات پر خت برافروختہ تھے کہ امن فوج، تامل نوجوانوں کو تربیت دے کر ایک آرمی تشکیل دے رہی تھی۔ انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ "ایلم پیپلز ریولیوشنری لبریشن آرمی" کے تحت ایک اور خالف آرمی کا مرکز ثابت ہو سکتی ہے جس سے مستقبل میں شدید مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ صدر پریماداسا نے کہا کہ اس طرح میرے لئے یہ بہت مشکل ہو جائے گا کہ میں ایل ٹی ٹی ای کو ہتھیار پھینکنے پر آمادہ کر سکوں۔ حالات کے اس رخ پر ایل ٹی ٹی ای کو یقین ہو گیا کہ صدر پریماداسا اس لسانی تنازعے کو حل کرنے کے لئے اپنی کوششوں میں مخلص ہیں۔ لیکن یہی وہ نکتہ تھا جس پر "را" فرسٹریشن کا شکار ہوئی تھی۔

دونوں حکومتوں کے درمیان خطوط کا تبادلہ جاری تھا۔ اس سلسلے کے ساتویں خط میں جو 1 جولائی کو لکھا گیا، راجیو گاندھی نے صدر پریماداسا سے کہا "میں اس بات پر پھر زور دوں گا کہ

بھارت زیر التوا معاملات کو حل کرنے کے لئے آپ کی حکومت کے ساتھ تعاون پر تیار ہے لیکن میں یہ باور کرانا ضروری خیال کرتا ہوں کہ بھارت نے دیگر ممالک کے ساتھ کئے جانے والے معاہدوں پر عمل کی اپنی روایت کا ہمیشہ احترام کیا ہے۔"

راجیو گاندھی نے صدر پریماداسا کو یہ تجویز بھی پیش کی کہ فوجوں کی واپسی کے ٹائم ٹیبل پر گفت و شنید کر لی جائے اور اگر یہ بات قابل قبول نہیں تو آپ یک طرفہ طور پر فوجوں واپسی کی تفصیلات کا فیصلہ کر لیں جو بھارت سری لنکا معاہدے کی شرائط کے تحت ہو۔

بھارتی فوجوں کی واپسی

خطوط کے تبادلے نے آخر کار باہمی گفت و شنید کی شکل اختیار کی۔ یہ مذاکرات چھ ہفتے جا رہے۔ ان کا فائنل راؤنڈ بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی اور سری لنکا کے وزیر خارجہ را وجے رتنے کے درمیان ستمبر 1989ء کے پہلے ہفتے بلغراد میں ہوا۔ 18 ستمبر کو کولمبو میں بھارتی کمشنر اور سری لنکا کے خارجہ سیکرٹری نے ایک مشترکہ اعلامیے پر دستخط کئے کہ 20 د 1989ء کو صبح چھ بجے بھارتی امن فوج اپنے تمام آپریشن روک دے گی اور دسمبر 1989ء سری لنکا سے بھارتی فوجیں واپس چلی جائیں گی۔ ایل ٹی ٹی ای کے ساتھ جھڑپوں میں (بھارتی جوان ہلاک اور تقریباً 3000 زخمی ہوئے۔

سری لنکا سے فوجوں کی واپسی کا عمل مکمل ہونے کے بعد جلد ہی راجیو گاندھی سے ہی باہر ہو گئے۔ ان کی پارٹی کو عام انتخابات میں شکست ہو گئی تھی۔ نئی حکومت بھ عرصہ نہ چل سکی اور نئے انتخابات کے لئے اوائل 1991ء کا وقت مقرر کیا گیا۔ ایل ٹی ٹی اپنے خلاف بھارتی فوجوں کی جنگ کو ابھی تک فراموش نہیں کیا تھا۔ راجیو گاندھی اقتد باہر ہوئے تو انہیں قتل کرنا ممکن دکھائی دیا' لہٰذا ایل ٹی ٹی ای نے راجیو گاندھی کے قتل ک لیا۔ راجیو گاندھی کے قتل کی توجیہ یہ تھی کہ وی۔ پی سنگھ انتظامیہ کی رخصتی کے ب گاندھی کی اقتدار میں واپسی یقینی تھی۔ راجیو گاندھی آتے ہی بھارت سری لنکا معا نفاذ کو یقینی بناتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایل ٹی ٹی ای نہ صرف غیر مسلح ہو جاتا بلکہ تا

ساتھ انکا رابطہ بھی کٹ جاتا۔

راجیو گاندھی کے قتل کا منصوبہ تین حصوں پر مشتمل تھا۔ آخری حصہ اس وقت مکمل ہوا جب مئی 1991ء میں ایک تامل عورت نے اپنے جسم کے ساتھ بم باندھ کر راجیو گاندھی کو گلدستہ پیش کیا۔ لمحوں کی بات ہے کہ راجیو گاندھی کے چیتھڑے فضا میں بکھر گئے۔

اس دوران ایل ٹی ٹی ای حکومت سری لنکا کے ساتھ اپنے جولائی 1990ء کے معاہدے ے بھی منحرف ہو گیا۔ دونوں کے درمیان آج بھی جنگ جاری رہی۔ ایل ٹی ٹی ای اور ہارت سری لنکا کے درمیان معاہدے کو نقصان پہنچانے میں "را" نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ری لنکا کے عوام کے دلوں میں بھارت سے متعلق شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں۔ بھارتی وں کی سری لنکا میں زبردستی آمد کے بعد ان شکوک و شبہات میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

اخلت کی قیمت

سری لنکا میں بھارت کا گھناؤنا کردار آج بھی بھارتی عوام کے لئے سوالیہ نشان ہے۔ ارت ایک کثیر القومی' کثیر المذہبی اور کثیر اللسانی ملک ہے۔ سیاسی اعتبار سے بھارت ایک الجھا ا ملک ہے لیکن معاشی طور پر کمزور جبکہ ثقافتی طور پر وسیع اور گوناگوں۔ بھارت کی یکجہتی کانچ ی طرح نازک ہے' اس کا انحصار بہت سے عوامل پر ہے۔ عالمی رجحان یہ ہے کہ قومیتوں کو ن خود اختیاری دیا جائے جبکہ بھارت کے لئے یہ تباہ کن ثابت ہو گا۔ اس چیز نے بھارت کو پنی سلامتی کے بارے میں بڑا حساس بنا دیا ہے۔ چین اور پاکستان کے ساتھ بھارت کی بہت سی سرحدی جنگیں ہو چکی ہیں۔ بھارت کی کچھ کارروائیوں نے اس کے قریبی ہمسایوں کو اس سے رگمان کر دیا ہے۔ گوا کا انجام' مشرقی پاکستان کی "آزادی" بنگلہ دیش کی "تخلیق" اور سکم کا ھارت کی بائیسویں ریاست میں تبدیل ہونا علاقے میں بھارت کے اجارہ دارانہ کردار پر مہر صدیق ثبت کرتا ہے۔ اپنی سلامتی برقرار رکھنے کے لئے بھارت نے اپنے ہمسایوں کو غیر مستحکم رنے کی کوشش کی اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ اس سلسلے میں بھارت نے نہ صرف شمال شرقی سری لنکا بلکہ مالدیپ' نیپال' چین' بھوٹان' بنگلہ دیش' برما اور پاکستان میں تخریبی

کارروائیں کیں۔ دوستی تو اس مساوات اور برابری کا نام ہے جہاں ایک ملک دوسرے ملک کی آزادی، خودمختاری اور سالمیت کا احترام کرتا ہے۔ اپنے افعال کی بنا پر بھارت فی الواقع اس خطے میں کسی کا دوست نہیں۔

بنگلہ دیش

"را" نے بھارت کے علاقائی سپر پاور بننے کی کوشش اور چودھریانہ منصوبوں کو تقویت دینے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ "را" کو جو پہلا مشن سونپا گیا وہ تھا پاکستان کو دولخت کرنا۔ جیسا کہ اشوک رائنا نے اپنی کتاب "ان سائیڈ را" میں انکشاف کیا ہے، آئی بی نے "مجیب کے گروہ" کے ساتھ رابطے استوار کر لئے تھے اور 63-1962ء کے دوران آئی بی کے فارن آپریٹوز بشمول شنکرن نائر (بعد میں را کے چیف) اور مجیب کے گروہ کے درمیان اگر تلہ میں ایک میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میٹنگ میں تیار کی جانے والی سازش کے تحت مشرقی پاکستان رائفلز کے اسلحہ ڈپوؤں پہ حملے کرنا اور مسلح بغاوت کا آغاز کرنا تھا جو آخر کار مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر منتج ہوتا۔ یہ سازش ناکام ہو گئی لیکن اس نے علیحدگی پسند عناصر کو منظر عام پر لا کھڑا کیا اور اس بھارتی پروپیگنڈے کو تقویت دی جس کے ذریعے یہ الزام لگایا جا رہا تھا کہ پاکستان مظالم ڈھا رہا ہے اور مشرقی پاکستان کی معیشت ہڑپ کر رہا ہے۔

1969ء میں "را" نے زیر زمین نیٹ ورک بچھالیا اور اگلے دو برسوں کے دوران ایک لاکھ سے زائد جنگجوؤں کو مسلح کیا اور تربیت دی۔ اشوک رائنا کے انکشاف کے مطابق "را" کے ایجنٹ باغی قوتوں کو مربوط کرنے کے لئے مشرقی پاکستان کے ہر گلی کوچے میں سرایت کر گئے۔ اپریل 1971ء میں آرمی ایکشن شروع ہونے سے فوراً پہلے عوامی لیگ کے ممتاز سیاسی اور طالب علم رہنماؤں کو "را" والے کلکتہ لے گئے جہاں انہوں نے جلاوطن حکومت قائم کر لی۔

پاکستان آرمی کے بنگالی افسروں نے مکتی باہنی کے گوریلوں کی قیادت کی اور انڈین آرمی ک کمانڈوز پاکستانی افواج کو شکست دے کر ڈھاکہ پر چڑھ دوڑے۔ بنگلہ دیش کی قسمت پر مہر لگا گئی۔ تاریخ کے اس سیاہ باب پر جمی گرد اب قریباً صاف ہو چکی ہے اور ساری دنیا "را" گھناؤنے کردار سے آگاہ ہو گئی لیکن حیرت اور شرم کی بات ہے کہ بھارتی اسے "را" کا کریڈ خیال کرتے ہیں۔

مجیب الرحمٰن کا قتل

بد قسمتی سے "را" کا گیم پلان بنگلہ دیش کی آزادی کے ساتھ ختم نہیں ہوا۔ مجیب محسوس کر لیا تھا کہ وہ بھارتی سامراج کا یرغمال ہے اور بھارتی اپنی مدد کی بہت بھاری ق وصول کر رہے ہیں۔ جب مجیب نے کھلے عام بھارت کو بنگلہ دیش کے تمام مسائل کا ذمہ قرار دیا اور امریکہ کے ساتھ روابط استوار کرنے کی کوشش کی تو اس کے بعد وہ زیادہ دیر ز رہا حتی کہ سی آئی اے بھی اپنے تمام اثر و رسوخ کے باوجود مجیب کو "را" کے پختہ کار ای سے نہ بچا سکی جو اس ناپاک منصوبے کے لئے تعینات کئے گئے تھے۔ بنگلہ دیش میں "را" ک مسلسل جاری ہے "را" بنگلہ دیش آرمی بشمول ملٹری انٹیلی جنس کی صفوں میں گہری سرای گئی ہے۔ تھوڑا عرصہ گزرا "را" کے دس ایسے ایجنٹوں کو گرفتار کیا گیا جو ملٹری انٹیلی ڈائریکٹوریٹ میں گھسنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ "را" کی جانب سے شانتی باہنی والوں او قبائل کی تربیت جاری ہے اور وہ اب بھی بھارت نواز اپوزیشن پارٹیوں کو سپانسر کر رہی ہے۔

سکم

بھارت کے چھوٹے ہمسائے بھی "را" کے خفیہ آپریشن کی زد سے محفوظ نہیں رہے جو وہ بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم کو تقویت دینے کے لئے کرتی ہے۔ سکم "را" کا پہلا شکار تھا جہاں "را" نے سکم کے حکمران چوگیال کے خلاف بغاوت تیار کی۔ چوگیال نے بھی امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش کی تھی۔ "را" نے اپوزیشن کو فنانس کیا اور چوگیال کے اقتدار کو چیلنج کرنے کے لئے اسلحہ اور گولہ بارود فراہم کر کے ایک مسلح ونگ تشکیل دیا۔ اپریل 1973ء تک صورت حال اس قدر خراب ہو گئی کہ بھارتی فوج کو بظاہر بادشاہ کے تحفظ کے لئے سکم میں داخل ہونا پڑا۔ اشوک رائنا نے اپنی کتاب "ان سائیڈ را" میں ذکر کیا ہے کہ "را" نے بغیر کسی خون خرابے کے ایک شاہی ریاست کو بھارت کی جمہوری ریاست میں تبدیل ہونے میں مدد دی۔

نیپال

نیپال کے معاملے میں بھی کہ جس نے ہمیشہ بھارت کے ایک انتہائی تابع فرمان خادم کے سے طرز عمل کا مظاہرہ کیا تھا "را" نے اپوزیشن اور دیگر منحرف پارٹیوں کے ساتھ اپنے روابط کے ذریعے کیرالہ حکومت پر دباؤ ڈالنے کی مسلسل کوشش کی ہے۔ "را" نے خاص طور پر بھارتی خطے سے تعلق رکھنے والے عوام کی اعانت کی ہے جنہیں مدھیشی کہتے ہیں اور مبینہ طور پر انہیں اسلحہ اور گولہ بارود فراہم کیا ہے۔ "را" ان لسانی نیپالی پناہ گزینوں میں بھی سرایت کر

گئی ہے جو بھوٹان سے آئے ہیں اور جنہوں نے مشرقی نیپال میں پناہ لے رکھی ہے۔ اگر یہ ممالک ایسی پالیسیاں اختیار کریں جو بھارتی مفادات کے خلاف ہوں تو "را" نیپال یا بھوٹان کے ان پناہ گزینوں کے ساتھ اپنے روابط سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

مالدیپ

"را" نے مالدیپ میں انقلاب کا جو لعفن آمیز منصوبہ تیار کیا تھا' وہ بھی اس چھو سے ملک کو بھارت کی مکمل اطاعت کے زیر اثر لانے کے سلسلے میں ایک بہت بڑی کامیا بھی۔ ایلم پیپلز ریولوشنری لبریشن فرنٹ (ایک پی آر ایل ایف) کی تخلیق ہے' تقریباً 00 تامل زر خریدوں کو انقلاب کا ڈرامہ سٹیج کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ بعد ازاں مسٹر مامو عبدالقیوم کی درخواست پر انڈین ملٹری فورسز نے بغاوت فرو کرنے کے لئے مداخلت کی۔ ا طرح "را" نے بھارت کی مدد کی تاکہ وہ خطے کی تمام چھوٹی ریاستوں کے واحد محافظ کے طو سامنے آئے۔ "را" اپنے ان خطرناک عزائم میں کافی حد تک کامیاب رہی ہے اور اب طو رہا" سوائے پاکستان یا پھر کسی حد تک بنگلہ دیش کے بھارت کے تمام ہمسایہ ممالک اس طفیلی ممالک کی صورت زندہ رہنے پر مجبور ہیں۔ چین کی بات البتہ الگ ہے وہ خود بھارت بڑی طاقت ہے۔

"را" کا سافٹ ٹارگٹ

1980ء میں بھارتی حکومت نے کینیڈا میں ایک خفیہ آپریشن "را" کے ذریعے لانچ کیا تھا۔ اس آپریشن کی بنیاد 1978ء کے بعد سے جرنیل سنگھ بھنڈرانوالہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ امرتسر کے "چوک مہتہ" بھارتی پولیس کے ٹکراؤ کے بعد سے سکھوں میں پائی جانے والی بے چینی تھا جس نے بالآخر خالصتان تحریک کا روپ دھار لیا۔

بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو اس بات کا یقین تھا کہ خالصتان کی اس تحریک کے انڈے کینیڈا سے ملتے ہیں۔ بھارتی حکومت نے "را" کو یہ آپریشن سونپا تھا کہ وہ کینیڈا میں برسوں سے آباد سکھوں کو کینیڈین حکومت کی نظروں سے اس بری طرح گرا دے کہ ان کی حیثیت کینیڈا میں ایک جرائم پیشہ قوم کی ہو کر رہ جائے۔

یہ مشن "را" کی کوکھ سے جنم لینے والی "تھرڈ ایجنسی" کو سونپا گیا تھا جس نے بظاہر اپنا مشن مکمل کر لیا اور ایک سازش کے تحت کچھ خالصتان نواز سکھوں کی جذباتیت کا معصومانہ استعمال کر کے 23 جون 1985ء کو ائر انڈیا کی فلائیٹ نمبر 182 میں آتش گیر مواد رکھ کر اسے تباہ کروا دیا جس میں 329 معصوم جانیں کام آئیں۔

آئرلینڈ کے سمندر پر تباہ ہونے والا یہ بوئنگ وینکور سے ٹوکیو جا رہا تھا۔ فلائیٹ نمبر 182 کی تباہی سے 55 منٹ پہلے ٹوکیو کے ناریٹا ائرپورٹ کے ٹرانزٹ بیگج بلڈنگ میں ایک زوردار دھماکہ ہوا جس سے دو مقامی ورکرز موقع پر مارے گئے۔ دھماکہ اس سامان میں ہوا جو کیتھے

پیسفک کی فلائیٹ نمبر سی پی_003 سے ائر انڈیا کی فلائیٹ نمبر 301 پر منتقل کیا جا رہا تھا جو ٹوکیو سے بنکاک جا رہی تھی۔ دونوں جہازوں میں دھماکہ خیز مواد کینیڈا کے ائر پورٹس سے "چیک ان" ہوا تھا۔ کینیڈین پیسفک 003 یا پھر ائر انڈیا کی فلائیٹ نمبر 301 کی خوش قسمتی کہ یہاں ٹائمنگ کی غلطی نے انہیں بچا لیا۔

"را" کی سازش کامیاب رہی لیکن اس سازش کے محرک انڈین قونصل جنرل سریندر ملک کی ضرورت سے زیادہ ہوشیاری نے کینیڈین انٹیلی جنس ایجنسی آر سی ایم پی (Royal Candian Mounted Police) اور سی ایس آئی ایس (Candian security Intelligence Service) کو چوکنا کر دیا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ بھارتی حکومت نے ان کے ساتھ دوہری چال چلی ہے۔ اس سانحے پر لکھی ذوہیر کاشمیری (Zuhair Kashmiri) اور برائن میک اینڈریو MaAndrew Brain اپنی شہرہ آفاق کتاب "سافٹ ٹارگٹ" مطبوعہ

James Lorimer and Comp.,Publishers
Egerton Ryerson Memorial Building,
5 Britain Street, Toronto,
IOTARIOM5AIRA,
anda.

کے صفحہ نمبر 84 تا 88 پر رقمطراز ہیں۔

(Page No. 84 To 88)

The CSIS investigators slowly became convince that the Indian intelligence service may have played a rol in the bombings. And the further they probed, the mor their suspicions grew.

The case against the Indian intelligence service wa circumstantial. But it was enough for high-level CSI officials from Toronto, Vancouver and Montreal to stak their reputations and their jobs on convincing CSI director Ted Finn to stand firm against the pressure fo quick solutions exerted by External Affairs and th solicitor general's office. By forcing the issue, CSI wished Indo-Candian relations to their lowest level ever.

At about the time the RCMP was making it November arrests, two senior CSIS officials in B.C. described at a CSIS meeting their version of a criminal flow chart on Sikh violence in Canada. At the very top they placed the GOI (the government of India), and in brackets beside it, the Secret Service Bureau, CBI-RAW, Third Agency. Below GOI were the names of Indian agents of influence and agents provocateurs. Below these were the supporters of the Babbar Khalsa, many of them suspects in the two bombings. CSIS agents believed that

the RCMP task force was setting its sights too low in the investigation.

So convinced had CSIS become of the GOI connection that, at one Air-India task force meeting, a CSIS agent had seriously suggested that "if you really want to clear the incidents quickly, take vans down to the Indian High Commission and the consulates in Toronto and Vancouver, load up everybody and take them down for questioning. We know it and they know it that they are involved."

CSIS's theory of a GOI connection had the support of at least one senior member of the RCMP task force in Vancouver. This individual was pushing internally for a greater emphasis on examining the Indian government's role in the bombing. He was rebuffed and the task force went ahead with its ill-fated November arrest of Parmar and Reyat.

Meanwhile, CSIS agents continued accumulating ragments of information in support of its contention that ie Indian government was involved in the Air-India and larita bombings. One of CSIS's first clues came in a very ublic form ---- the news media ---- which, said Pat lson, "blew our minds."

One day after the crash, the *Globe and Mail*, rectly beneath a front-page piece on the Air-India and arita bombings, ran a story headlined "Police seeking

two fugitives for bombs on jets." The source of the story was identified only as an official of the Indian government. That official, it was later learned, was Surinder Malik, the Indian consul general in Toronto. Malik said that Lal Singh and Ammand Singh, the two fugitives sought by the FBI in a plot to assassinate Prime Minister Rajiv Gandhi during his 1985 visit to the United States, were behind the bombing, and that a check of the CP Air computer would confirm the presence of L. Singh on the passenger list.

A CSIS analysis of news stories on the case raised questions about the *Globe and Mail* article. The information in the came within sixteen hours of the crash when the police had only just finished retrieving the CP Air passenger list stored in the airline's computer. How could Malik have had access to it and known about the L Singh listing? And even if he had obtained it through Air-India's own computer ---- the airline computers are linked ---- why zero in on L. Singh when there were dozens of other Singhs on the list?

Curiously, Malik knew more details about the two blasts than did the police investigators. In the *Globe* article, he claimed that his source was the Indian intelligence network, which had traced the methods of planting the bombs and the identity of the culprits within hours. Malik said that while one of the suspects was booked to Japan, the other was booked to Toronto and

onwards to Bombay. He also said that the two checked their bomb-laden bags but did not board the flights themselves. In sum, Malik had painted a scenario of the double-sabotage operation that was a near perfect account of what the Mounties would take weeks to fathom.

Malik continually fed the *Globe* information pointing to Sikh terrorists as the source of the bombs. He was behind another story six days after the cras, this one ıeadlined "Air-India pilot reported gaiven parcel by ìikh." Although he went unnamed in the story, the Sikh vas Jagdev Nijjar, publisher of *Ittihas*, a Punjabi weekly ewspaper based in Toronto. The implication left by the :ory was that a bomb had been passed along in the form f a wrapped parcel and unwittingly carried into the ɔckpit of the airplane. According to Malik, Nijjar was a paratist; Nijjar's brother, Balbir Singh Nijjar, was in the ner circle of Dr. Jagjit Singh Chauhan's government-in-ile; and the co-pilot was a "rabid separatist" ---- the plication being that he would be amenable to dertaking a suicidal mission.

The RCMP checked into the claims made in the ry but discovered it was another of the many pieces of :levant. Nijjar and the co-pilot of the doomed aircraft, . Binder, had indeed dined together the night before flight at Toronto's Royal York Hotel, where the Air-a crew were staying. The two men knew each other ugh a mutual friend in India, but no package changed

hands. The recovery of the airplane's flight recorder, tl "black box," made it clear that there had been ı explosion in the cockpit.

The disinformation spread by Surinder Malik wı not the only concern CSIS agents had with the Indiı diplomats. There was also a peculiar string of passeng cancellations in the days preceding flight 182. In the eye of CSIS intelligence analysts, the change in travel plar by people associated with the Indian government wa suspicious.

Foremost was Malik, who cancelled seats for hi wife and daughter on flight 182. He claimed later that hi daughter unexpectedly had to write some schoo examinations and so the trip to India was delayed.

Another change of heart came from an Indiaı bureaucrat who had been part of the Rajiv Gandh entourage to the United States. Siddhartha Singh was heac of North American affairs for external relations in New Delhi. He had taken a side trip to Canda to meet with foreign affairs counterparts in the federal government in Ottawa. He visited with Malik one week before the crash. He was booked to return to India aboard the dommed flight 182 but changed his travel plans at the last minute. Instead, he went to Brussels on other government business.

اب ملاحظہ کیجئے۔ "سافٹ ٹارگٹ" کا صفحہ نمبر 90 تا 94

(Page No. 90 To 94)

At this point, CSIS dicded that the service was not goi to sit back and let its information be twisted by th Indians. To avoid what Olson described as the "circuito route" of providing the Indians with classified informatic that they could then use for disinformation purpose, CSI put an abrupt end to sharing its top-secret reports wi External Affairs. The agency would continue to infor India, through External, of anything it uncovered th threatened the national security of India or any of i citizens, but the updates on the status of the Air-Ind investigation and of the overall surveillance of Canadia Sikh separatists came to a halt.

The RCMP had no such qualms and continue sharing information, including what it had gleaned fro CSIS files, with agents of India's Central Bureau Investigation and RAW. As a result, CSIS found it mor difficult that ever to work with the RCMP towards th common goal of solving the Air-India and Narit bombings.

In 1985 and 1986, regional CSIS offices i Toronto and Vancouver held back information on the cas while Canda and India negotiated an intelligence-sharin

Other cancellations on flight 182 included the wner of Toronto car dealership who was a friend of Ialik's.

In addition an RCMP corporal confirmed a sister in law of the head of the DAL-Khalsa in windsor, Ontario, cencelled her Ticket on the flight.

agreement. CSIS was opposed to a formal agreement, especially since the Indians proposed stationing a RAW gent in CSIS offices. Three months after the crash, in ddition to not sharing its top-secret reports with External, SIS forbade its operatives to contact Indian agents. It d concluded that the Indian intelligence agents were ore of a threat to Canadian security than a helping hand Canda's demestic spy service.

"If I was having coffee in a room with a Mountie d a RAW agent walked in, I would get up and leave the m," said Gibson. The RCMP found this posture iculous.

The disinformation game played by the Indian lligence agents showed signs of being well entrenched, CSIS wondered how far back it went. A team of CSIS nter-intelligence agents were assigned to dig into the S files and into the records of police departments that dealings with East Indians and Sikhs at the onset of separatist movement in the late 1970s.

The records showed that the extended hand of the n government had reached into Canada to manipulate olitical struggles of the expatriate Sikh community. uzzle began fitting together after the agents reviewed igence reports on incidents like the shooting of Metro nto Police constable Chris Fernandes in the 1982 nstration.

The influence of the Indian government seemed to crop up practically everywhere as CSIS agents investigated the Sikh separatists either as national security threats or as suspects in the Air-India and Narita bombings. A case in point was a bombing incident in India less than a year earlier that was remarkably similar to the Air-India catastrophe.

On August 2, 1984, at 9:50 p.m. Laila Singh, a manager at Meenambakkam International Airport in Madras, was told by an anonymous telephone caller that two suitcases lying in the customs inspection area contained rock-blasting explosives and were set to blow up within an hour. Singh frantically tried to rouse the airport's deputy director of operations, as well as the local deputy police chief and police exposives experts, but the warning was treated as a hoax. The bombs went off at 10:52 p.m., killing twenty-nine people and injuring thirty-eight others. Local police linked the bombing to terrorists in Sri Lanka, where the minority Tamil population was fighting a civil war for independence against the majority Shingles.

The police investigation uncovered a plot by Tamil separatists to plant the two explosives-filled suitcases on board a flight from Madras to Colombo, the capital of Sri Lanka. The luggage was tagged by an accomplice at Madras airport so that in Colombo the bags would be automatically loaded in the cargo hold of two Air Lanka

planes bound for London and Paris. The bombs were timed to go off while the airplanes were still on the ground at Colombo airport.

The passenger who checked the luggage in Madras did not board the flight to Colombo and did not go through the routine customs and immigration checks before the flight departed. Customs officers had singled out the two bags for examination, possibly because they were unusually heavy. When they could not find the owner, they set the bags aside for latter examination. It was later presumed that the person who planted the bombs learned that the suitcases had not made it aboard the Colombo flight and placed two frantic but futile calls to warn airport officials.

According to Gibson and Olson, CSIS found the similarities between the Madras plot and the bombings in Narita and aboard Air-India remarkable, especially regarding the intended times of detonation. Air-India flight 182 was not supposed to blow up in mid-air. The bomb was timed to explode on the ground at Heathrow International Airport during the London refuelling stop. Because of the lengthy delay in Toronto while workers wrangled with the problem of loading the disabled engine that was to be transported to India for repairs, the airplane was well behind schedule. It was one hour a way from landing in London when the bomb exploded.

CSIS was astounded that such similar plans coul be hatched in opposite parts of the world. It would not b so astounding, though, if the plans emanated from th same source ---- namely, from within the India intelligence service.

The leading suspects in the Madras bombing wer two Tamil separatist groups, the Liberation Tigers o Tamil Eelam and the Tamil Eelam Army. Both group outlawed in Sri Lanka, were based in the southern India province of tamil Nadu and trained at cases near Madra The two groups drew large support from the province largely Tamil population and its government. It was n secret within Western intelligence circles that they wer allowed to exist with the knowledge and connivance of th Indian government and its intelligence agencies.

Details of the Tamil groups' connections to India intelligence were obtained by CSIS through i information-sharing agreement with the CIA and Britain MI-5. Britain was well versed on the Tamils' connectio with the Indian government. Former members of its eli SAS (Special Air Services) squad were contracted to S Lanka to help train local security forces fighting the Tam guerrillas.

The Indian intelligence group linked to the Madra bombings was a shadowy outfit known as the Thir Agency, CSIS learned. The Indian government ha created this top-secret organization in the early 1980s t

ıcourage extremist activities by Sikh radicals in Punjab. ıe aim was to rally support for the government roughout the rest of the country. The countermeasures it licted upon Punjab in reaction to Sikh violence made government appear to be acting from strength and with dership.

After studying reports about the Third Agency, S analysts developed a theory that the organization, or very much like it, had moved into Canda and may been responsible for the Air-India and Narita bings.

CSIS had enough circumstantial material to reach onclusion that agents of the government of India were l to the Air-India and Narita bombings. On the on of how deep the involvement was, there were livergent views. Gibson and his group took the n that an order to bomb the aircraft on the ground, g minimal risk of damage to life and property, came y from New Delhi, most likely from the Third /. Olson and others believed that the Indian on in Canda went beyond the mandate set out by ian government, that even though the operatives ive instructions from New Delhi to neutralize the paratist movement, the idea of planting the bombs operatives' alone. Both groups agreed, however, n Air-India exploded in mid-air, evasive action kly taken to distance the Indians from the act and

to deliberately mislead investigators. For instance, Malik's information identifying Lal Singh and Ammand Singh, the two fugitives being hunted by the FBI in the Rajiv Gandhi assassination plot, led investigators down a time-wasting and fruitless trail. Eventually the pair, hot properties at the time, were discounted as suspects.

ائرانڈیا کے بوئنگ جہاز کی تباہی اور کیتھے پیسفک کے ٹرانزٹ بیگج میں بم دھماکے نے کینیڈین انٹیلی جنس ایجنسیوں کو چکرا کر رکھ دیا۔ انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اتنی احتیاطی تدابیر کے باوجود یہ سانحہ کیسے وقوع پذیر ہوا۔ ''سافٹ ٹارگٹ'' کے مصنفین اس کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

سی ایس ائی ایس کے ایجنٹ جو ٹورانٹو اور وینکور میں سرگرم عمل تھے ان کی حالت میدان جنگ میں کسی بھی حملے کے منتظر سپاہیوں جیسی ہو گئی تھی۔ 23 جون 1985ء کو اتوار کا دن تھا لیکن ان لوگوں کی چھٹیاں منسوخ کر کے انہیں ہنگامی حالت میں رکھا گیا تھا۔ حالانکہ دربار صاحب پر حملے کی سالگرہ کا دن بخیر و عافیت گزر جانے کے بعد وہ خود کو خاصا ہلکا پھلکا محسوس کر رہے تھے۔

اتوار کا وہ ناقابل فراموش دن سی ایس آئی ایس کے ایجنٹوں پٹ اولسن اور فریڈ گبسن کی یادداشت میں اب تک گزرے ہوئے کل کی طرح موجود ہے۔ ان کا کہنا ہے سی ایس آئی ایس کے دفتر میں اس روز کوئی خاص ہنگامہ آرائی دیکھنے میں نہیں آرہی تھی کیونکہ آپریشن بلیو سٹار کی سالگرہ بخیر و عافیت گزرنے پر ہم خاصے مطمئن تھے۔ ہمارے اذہان پر ایک عجیب سا دباؤ تھا۔ آپ اسے تناؤ سے بھی تشبیہ دے سکتے ہیں۔ دن پہ دن گزرتا جارہا تھا لیکن ابھی تک کوئی خاص سرگرمی سکھوں کی طرف سے ہمارے نوٹس میں نہیں آرہی تھی۔

کیا سی ایس آئی ایس والوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب سب اچھا ہے؟

کیا مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی اطلاعات کو در خود اعتنا ہی نہیں سمجھا گیا؟

کیا کوئی اطلاع ان تک پہنچ نہیں سکی یا پھر ان لوگوں نے ایسی اطلاعات اور بھارتی حکومت کی طرف سے مسلسل یاددھانیوں کا نوٹس نہیں لیا؟

اس ضمن میں سی ایس آئی ایس نے اپنے آپریشن کی وضاحت کی ہے۔ ''ہمیں جو اطلاعات ملیں وہ سب کمپیوٹر کو منتقل کی گئیں۔'' اولسن بتاتا ہے ''اتوار کے روز ہمارے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ ائرانڈیا کے جہاز کو واقعی تباہی کا خطرہ لاحق ہے اور عین ممکن ہے کہ اسے دھماکے سے تباہ کر دیا جائے ہم سرگرم عمل تھے، ہم نے حالات پر نظر رکھی۔''

اس کے باوجود آخر سی ایس آئی ایس نے بھارتی حکومت کی اطلاعات کو نظرانداز کیسے کیا؟ اور یہ ''حادثہ کیسے گزرا؟''

اولسن کہتا ہے ''ہمیں بھارتی حکومت کی طرف سے گزشتہ لمبے عرصے سے بے بنیاد اور بکثرت اطلاعات مل رہی تھیں، ان کے تمام اندازے اور رپورٹیں غلط ثابت ہو رہی تھیں، ممکن ہے ہمارے ایجنٹوں کے لاشعور میں یہ بات رہی ہو اور انہوں نے اس معاملے کو زیادہ سیریس نہیں لیا۔''

درحقیقت اس معاملے پر سی ایس آئی ایس اور آر سی ایم پی میں معاصرانہ چشمک اتنی زیادہ بڑھ گئی تھی کہ اس نے ایک طرح مخالفت کا روپ دھار لیا۔ دونوں ایک دوسرے کی تفتیش سے نامطمئن تھے اور دونوں پرمار اور اندرجیت کی دم سے چمٹے رہے۔ اب یہ ایجنسیاں محسوس کرتی ہیں کہ دراصل پرمار اور اندرجیت نے انہیں مصروف اور الجھائے رکھنے کے لئے یہ سارا گھڑاگ پھیلایا تھا، بات کچھ بھی رہی ہو لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دونوں ایجنسیوں کی معاصرانہ چشمک اور ایک دوسرے کے ساتھ پیشہ وارانہ مخالفت کی وجہ سے وہ اس قابل نہ رہے کہ مل کر کوئی بہتر لائحہ عمل اختیار کرتے اور کامیاب رہتے۔

یہ دونوں ایجنسیوں کی آپس کی مخاصمت ہی تھی جس نے انہیں اس قابل نہیں رہنے دیا

که وه ملزمان کے خلاف مکمل ثبوت حاصل کر کے انہیں عدالت کے سامنے پیش کر سکتے۔ آر سی ایم پی کی ایک ٹیم پرمار اور ببر خالصہ کے خلاف کیس کی تیاری کی ذمہ دار ہے۔ ان لوگوں کے پاس دو دلیلیں ایسی تھیں جن کی بنیاد پر وہ کیس تیار کر رہے تھے۔ ایک تو یہ کہ پرمار اور اندر جیت نے مل کر جنگلی علاقے میں دھماکہ کیا اور دوسرا یہ ثبوت کہ اندر جیت نے ڈائنامائیٹ کی چھڑیاں اور سٹروٹیوٹز خریدا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ٹوکیو ائرپورٹ پر ہونے والے دھماکے کی ذمہ داری اندر جیت پر ڈالی جا سکتی ہے۔ اس کے باوجود پھر دونوں ایجنسیوں نے اکٹھے ہو کر تفتیش کرنی شروع کی وہ عدالت کے سامنے ایسے شواہد پیش کرنے سے قاصر رہے جس کی بنا پر دونوں کو مجرم ٹھہرایا جا سکتا۔

آر سی ایم پی پر زبردست سیاسی دباؤ تھا کہ وہ جلد از جلد اس کیس کو ختم کرے۔ دہلی کی طرف سے آئے روز احتجاجی مراسلوں کی بھرمار نے ان کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ خصوصاً جہاز کی تباہی کے بعد سے بھارتی بضد تھے کہ اس ضمن میں ہونے والی انکوائری سے انہیں باخبر رکھا جائے۔ اب صورت حال ایسی ہو گئی تھی کہ بھارت کی فرمائشوں پہ کینیڈین وزارت خارجہ قانونی راہنمائی کے لئے مرکزی سولیسٹر جنرل کی طرف دیکھتی تھی، اور سولیسٹر جنرل آر سی ایم پی کے کمشنر کی جان کو آیا رہتا تھا۔

پٹ اولسن اور فریڈ گبسن کو آج بھی وہ بحرانی دور یاد ہے جب مرکزی سولیسٹر جنرل کے آفس کی طرف سے آر سی ایم پی کمشنر رابرٹ سائمونڈ پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ ہر نئے حکم کے ساتھ اس پر فوراً اور سختی سے عملدر آمد کی ہدایت کی جاتی تھی۔ آر سی ایم پی کے ایجنٹوں کو بتا جا رہا تھا کہ بھارت کی طرف سے کینیڈین وزارت خارجہ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ کینیڈا حکومت جان بوجھ کر ائر انڈیا کی تباہی میں ملوث سکھوں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچا رہی اور اس مسئلے آڑ میں کینیڈا کی بدنامی ہو رہی ہے۔

اصل میں یہی وہ دباؤ تھا جس نے آر سی ایم پی کے لوگوں کو اس حد تک جانے پر مجبو دیا کہ ثبوت جائیں جہنم میں ملزمان کے وارنٹ جاری کر کے کم از کم بھارتی حکومت کو مطمئن

ہے۔

ٹاسک فورس نے نومبر 1985ء میں کیس تیار کر کے پرمار اور اندر جیت کے خلاف ت میں کیس پیش کر دیا جس میں ان پر دھماکہ کرنے کے الزامات لگائے گئے تھے۔ جب دنیا انہیں ٹیلی ویژن کی سکرینوں پر عدالت میں پیش ہوتا دیکھا تو یہی سمجھا جانے لگا کہ ائر انڈیا کی والا معمہ حل ہو گیا۔ لیکن یہ سچائی نہیں تھی۔

اس کا اقرار برٹش کولمبیا کے پراسیکیوٹر نے عدالت عالیہ میں کیا۔ اس نے تسلیم کیا کہ اور اندر جیت پر لگائے گئے الزامات کی تصدیق نہ تو دوران تفتیش ہو سکی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت عدالت کے سامنے پیش کیا جا سکا کہ یہ دونوں سکھ ائر انڈیا اور ناریٹا ائرپورٹ دھماکے والے واقعات میں ملوث ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آر سی ایم پی کو اس مقصد میں مکمل ناکامی ہو گئی تھی اور اندازے کے مطابق اس آپریشن پر کینیڈا حکومت کا 60 ملین ڈالر خرچ اٹھ گیا۔ کہا جاتا کہ سی ایس آئی ایس نے اس گرفتاری کی زبردست مخالفت کی تھی، وہ لوگ ان دونوں کو ل ثبوت اور محض بھارتی حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے گرفتار کر کے عدالت پیش کرنے کے مخالف تھے۔

اس طرح ان کے خیال میں نہ صرف یہ کہ کیس کمزور ہو جاتا بلکہ اس کے بعد پھر مزید اہد کا حصول بھی دشوار ہوتا۔ سی ایس آئی ایس کو یقین تھا کہ ان حادثات کے پیچھے بڑی گہری ننگ موجود ہے جس کے ڈانڈے بہت دور کہیں جا کر ملیں گے۔ صرف یہ دونوں آدمی اتنا بڑا مانہ فعل انجام نہیں دے سکتے تھے۔

سی ایس آئی ایس کے لوگ دراصل اس سازش کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے ر انہیں آر سی ایم پی کے رویئے سے بہت مایوسی ہوئی۔ جو صرف جنگلی علاقے میں کئے جانے الے ایک معمولی دھماکے کو بنیاد بنا کر ملزموں پر ہاتھ ڈال رہی تھی۔ جس وقت آر سی ایم پی ے لوگ بڑے جوش و خروش سے اس مقدمے کو عدالت میں پیش کرنے کی تیاریاں کر کے

اپنی دانست میں کھیل ختم کر چکے تھے' ان لمحات میں سی ایس آئی ایس نے کھیل کر آغاز کیا تھا وہ اس معمولی واقعے سے بہت آگے سوچ رہے تھے' اور ان کی طرف سے مشترکہ ٹاسک فورس جو اس سلسلے میں بنائی گئی تھی' کو رپورٹ پیش کی گئی لیکن ان کی باتوں پر کان دھرنے کو کوئی تیار نہیں تھا۔

آر سی ایم پی نے ان کی امیدوں پر ابتدا ہی میں اوس ڈال دی تھی سی ایس آئی ایس کے ایجنٹوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے بعد بہرحال یہ اہم سراغ پالیا تھا کہ جہاز کی تباہی میں بھارتی انٹیلی جنس ملوث ہے اور بھارتی انٹیلی جنس نے بڑی ہوشیاری سے اس کھیل میں اہم رول ادا کیا ہے۔ جب انہوں نے اس لائن پر سوچنا اور کام کرنا شروع کیا تو ایسے اہم ثبوت سامنے آتے چلے گئے جن سے ان کی شک کو تقویت ملنے لگی۔

بھارتی انٹیلی جنس کے خلاف سی ایس آئی ایس کا کیس حالات کی پیداوار تھا۔ سی ایس آئی ایس کی ہائی کمان نے یہ بلور کرلیا تھا کہ بھارتی انٹیلی جنس اس گھناؤنے کھیل میں ملوث ہے اور اب وہ اپنے ڈائریکٹر ٹیڈ فن کو اس بات پر رضامند کر رہے تھے کہ خواہ کینیڈین وزارت خارجہ کی ناراضگی ہی کیوں نہ مول لینی پڑے' انہیں اس مرحلے پر روکا نہ جائے اور حقائق کو سامنے لانے میں ان کی کوششیں سبوتاژ نہیں ہونی چاہئیں۔

یہ خطرہ اپنی جگہ موجود تھا کہ اگر اس ایشو کو اچھالا گیا تو بھارت اور کینیڈا کے درمیان پہلے سے موجود تناؤ حکومتی سطح پر اتنا زیادہ بڑھ جائے گا کہ دونوں ممالک کے آپس میں تعلقات متاثر ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

نومبر 1985ء میں جب آر سی ایم پی کے لوگ گرفتاری اور تفتیش میں سرگرم تھے وینکور میں سی ایس آئی ایس کے افسران نے کینیڈا میں سکھوں کو ہنگامہ آرائی کے ضمن محکمانہ بحث کا آغاز کر رکھا تھا اور وہ لوگ ان سکھوں کی فہرستیں زیر بحث لا رہے تھے جو ہنگامہ آرائی کے ذمہ دار تھے۔

سکھوں کی ہنگامہ آرائی کے پس پردہ عوامل کی جو لسٹ انہوں نے تیار کی تھی اس

سرفہرست جی او آئی یعنی گورنمنٹ آف انڈیا کا نام تھا جس کے سامنے بریکٹ میں سیکرٹ سروسز بیورو سی بی آئی "را" اور "تھرڈ ایجنسی" کے نام شامل تھے اور جی او آئی کے نیچے ان سکھوں کے نام کی فہرست تھی جو بھارتی حکومت کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے اور یہاں کینیڈا میں بھارتی انٹیلی جنس کی مذموم کارروائیوں کو بڑھاوا دے رہے تھے۔ ان میں تنخواہ دار وہ ایجنٹ شامل تھے جو بظاہر خالصتانی سکھ تھے لیکن اندرون خانہ جو بھارتی انٹیلی جنس کی ملازمت کر رہے تھے اور ان کا مشن سکھوں میں بے چینی پیدا کر کے انہیں تشدد آمیز کارروائیوں پر ابھارنا تھا۔

اس کے ساتھ ببر خالصہ کے سپورٹرز کی لسٹ منسلک تھی جن میں سے بیشتر پر دونوں دھماکوں میں ملوث ہونے کا شک کیا جا رہا تھا۔ سی ایس آئی ایس والوں کی آبزرویشن یہ تھی کہ آر سی ایم پی کی تفتیش کا معیار بہت سطحی تھا اور وہ محض دو سکھوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہے جبکہ اصل معاملات اور پس پردہ محرکات پر ان کی نظریں نہیں جا سکیں۔

ائر انڈیا کی تباہی پر تحقیقات کے ضمن میں قائم ٹاسک فورس میں فورس کے سی ایس آئی ایس کے ایک آفیسر نے اعلیٰ سطحی محکمانہ میٹنگ میں کہا "اگر آپ لوگ واقعی یہ چاہتے ہیں کہ جلد از جلد اس سازش کو بے نقاب کر کے ملزمان کو گرفتار کیا جائے تو اپنی ویگنوں کے ساتھ انڈین ہائی کمیشن انڈین قونصلیٹ ٹورانٹو اور وینکور پر دھاوا بول دیجئے اور وہاں موجودہ تمام لوگوں کو اپنی ویگنوں میں لاد کر لے آیئے۔ ان سے الگ الگ سوال جواب کئے جائیں تو مجھے یقین ہے کہ ملزمان گرفتار ہو جائیں گے۔ اس بات کا بھارتیوں کو بھی علم ہے کہ ہم جانتے ہیں اس تباہی میں بھارتی انٹیلی جنس ملوث ہے۔ اپنے ملوث ہونے کے متعلق تو ظاہر ہے بھارتی کسی شک میں مبتلا نہیں ہیں۔"

سی ایس آئی ایس کی طرف سے اس "جی او آئی" کنکشن کی حمایت میں آر سی ایم پی کا ایک سینئر آفیسر بھی تھا۔ وینکور کے اس آر سی ایم پی آفیسر کو جو ٹاسک فورس میں شامل تھا' حکم دیا گیا تھا کہ وہ بھارتی حکومت کے اس تباہی میں کردار پر تفتیش کرے۔ اس آفیسر نے ایسے

شواہد تلاش کر لئے تھے جو اس تباہی کے پس پردہ کچھ اور ہی کہانی سنا رہے تھے۔ ابھی اس کا کام جاری تھا کہ آر سی ایم پی نے نومبر آپریشن کا ڈول ڈال کر سارا کھیل بگاڑ دیا۔

اس درمیان سی ایس آئی ایس کے ایجنٹوں نے اپنی سر توڑ کوششیں جاری رکھیں اور اس بات کا ثبوت حاصل کر لیا کہ ائر انڈیا کے جہاز کی تباہی اور نارٹیا ائر پورٹ کے دھماکے میں بھارتی انٹیلی جنس ملوث ہے۔ اس سلسلے میں پہلی مرتبہ اخبار کی ایک خبر کے ذریعے سی ایس آئی ایس کے ایک آفیسر کی طرف سے بیان سامنے آیا جو بقول پٹ اولسن ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

ہوا یوں کہ کینیڈا کے موقر روزنامہ "گلوب اینڈ میل" نے ائیر انڈیا کے اس حادثے کے اگلے ہی روز فرنٹ پیج پر سٹوری شائع کی جس کی سرخی تھی۔

"کینیڈین پولیس کو ائیر انڈیا کے جہاز کی تباہی اور نارٹیا ائر پورٹ پر دھماکے کے سلسلے میں دو پر اسرار آدمیوں کی تلاش ہے۔" اس پر انکشاف ہوا کہ اخبار کو یہ خبر ٹورانٹو میں بھارتی قونصل جنرل سرندر ملک کے ذریعے ملی تھی۔

سرندر ملک جو متعلقہ رپورٹر کا دوست تھا' نے گلوب اینڈ میل کے رپورٹر کو فون اطلاع دی کہ ایف بی آئی امریکہ کو مسٹر راجیو گاندھی کے دورہ امریکہ کے دوران قتل کرنے سازش میں ملوث جن دو سکھوں امند سنگھ اور ایل سنگھ کی تلاش ہے' یہی دونوں اس دھما کے سلسلے میں بھی مطلوب ہیں۔ اگر سی پی ائر کمپیوٹر کا ریکارڈ چیک کیا جائے تو ثابت ہو جا کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے اور سرندر ملک کوئی بڑ نہیں ہانک رہا۔

سی ایس آئی ایس کے ایک تجزیہ نگار نے جس کے ذمہ گلوب اینڈ میل کی اس تجزیہ کرنے اور حقائق کا پتہ چلانے کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی' جب صورت حال کا جائزہ لیا تو کیا تو بعض انکشافات نے تو اسے گڑبڑا کر ہی رکھ دیا' اس کے ذہن میں خبر کی تحقیق کے بع سوالات پیدا ہوئے وہ کچھ یوں تھے۔

اخبار کو یہ خبر حادثے کے 16 گھنٹے بعد بھارتی قونصل جنرل نے دی تھی جب کہ کینیڈین پو

ں نے سی پی ائر لائن کے کمپیوٹر ریکارڈ چیک کئے تھے اس کو بھی پسنجر لسٹ ملنے پہ خبر اس کے رملی تھی کہ مسافروں میں ایل سنگھ کا نام شامل ہے۔

ایجنٹ کے ذہن میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوا کہ آخر کینیڈین پولیس سے بھی پہلے نصل جنرل سرندر ملک کو کیسے اس بات کا علم ہو گیا کہ ایل سنگھ پولیس کو مطلوب ہو گا؟

اگر اس نے ائر انڈیا کے کمپیوٹر سے یہ نام حاصل کیا ہے کیونکہ دونوں ائر لائنوں کے نزکہ مسافروں کے کمپیوٹر ریکارڈ انٹر لنک تھے تب بھی اس نے ایل سنگھ کا نام ہی کیوں ؟جبکہ ائر انڈیا کی لسٹ میں اس کے علاوہ اور بھی بہت سے سنگھ شامل تھے جنہوں نے سی پی کی اس فلائٹ سے ائر انڈیا کی تباہ ہونے والی فلائٹ پر سفر کرنا تھا۔ اس آفیسر کی ڈیوٹی لگائی گئی ۔ وہ اسباب کا پتہ لگائے آخر سرندر ملک دونوں دھماکوں سے متعلق پولیس سے بھی زیادہ ملومات کیسے رکھتا ہے؟

مضمون نگار نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کی معلومات کا ذریعہ بھارتی انٹیلی جنس نیٹ ورک ہے جس نے بم کے دھماکے کے سلسلے میں اختیار کردہ طریق کار کو بنیاد بنا کر تحقیق کی اور فوراً ں بات کا اندازہ لگا لیا کہ اس کے پس پردہ کس کا ہاتھ ہے؟

سرندر ملک کا کہنا تھا کہ جب ایک مشتبہ نے جاپان کے لئے بکنگ کروائی تو دوسرے نے رانٹو سے براہ راست بمبئی کے لئے بکنگ کروائی۔ اس نے دعویٰ کیا کہ دونوں نے اپنا سامان ہازوں میں منتقل کیا لیکن وہ خود جہاز میں سوار نہیں ہوئے۔ اس طرح سرندر ملک نے ہری تباہی کے منصوبے کا انکشاف کیا تھا اور جو نتیجہ اس نے محض چند گھنٹے میں نکال لیا تھا' ری ایم پی کے لوگوں نے بعینہ نتائج اخذ کئے تھے لیکن کئی دنوں کی مسلسل سر کھپائی اور دن ات کی محنت کے بعد......!

یہ سوال بار بار ان کے ذہن کو کچوکے دے رہا تھا کہ آخر اس بات کا علم فوراً ہی سرندر لک کو کیسے ہو گیا؟

سرندر ملک کی طرف سے "گلوب اینڈ میل" کو اطلاعات فراہم کرنے کا سلسلہ جاری

رہا۔ اس نے جہاز میں بم رکھنے والے سکھ دہشت گردوں کی نشاندہی کا سلسلہ جاری رکھا۔ ائر انڈیا کے جہاز کی تباہی کے چھ دن بعد اس کے حوالے سے ایک اور خبر "گلوب اینڈ میل" میں اس سرخی کے ساتھ شائع ہوئی۔

"ائر انڈیا کے پائلٹ کی طرف سے پارسل بم کی اطلاع" اس خبر میں بتایا گیا تھا کہ ائر انڈیا کے جہاز میں سکھوں نے کاک پٹ میں بم پہنچا دیا تھا۔ لیکن بروقت انکشاف سے مصیبت ٹل گئی۔ اس سلسلے میں گو کہ کسی کا نام نہیں لیا لیکن اس کا اشارہ "اتہاس" نامی رسالے کے ایڈیٹر جگدیو نجر کے بھائی بلبیر سنگھ نجر کی طرف تھا جو ڈاکٹر جگجیت سنگھ چوہان کی نام نہاد حکومت کا ایک متحرک عہدیدار تھا۔ اس خبر میں دعوی کیا گیا کہ نجر نے جہاز کے "کو پائلٹ" کے ذریعے' جو ایک سکھ تھا' جہاز کے کاک پٹ میں بم پہنچایا تھا۔ یہ ایک خودکشی مشن تھا اور اس سکھ پائلٹ نے بھی جہاز کے ساتھ ہی تباہ ہو جانا تھا۔

آر سی ایم پی نے خبر کے مندرجات کے مطابق تفتیش کی اور وہ لوگ اس نتیجے پر پہنچے ک یہ بھی بھارتی سفارت خانے کی طرف سے معمول کا ایک جھوٹ تھا جس کا مقصد ہمیشہ کی طر تحقیقات کو غلط رخ پر موڑنا تھا۔

بات صرف اتنی تھی کہ نجر اور جہاز کے کو پائلٹ ایس ایس بھنڈر نے فلائٹ والی رات سے ایک دن پہلے ٹورانٹو کے رائل پارک ہوٹل میں اکٹھے ڈنر کیا تھا۔ اسی ہوٹل میں ائر انڈ کے کریو قیام پذیر تھے۔ دونوں سکھ اپنے بھارت میں موجود ایک مشترکہ دوست کے ذر ایک دوسرے سے متعارف ہوئے تھے اور ان کی یہ ملاقات بھی اس دوست کے حوالے تھی۔ اس درمیان کوئی "ڈیل" ان کے درمیان نہیں طے پائی۔

تباہ شدہ جہاز سے جو "بلیک باکس" ملا' اس میں ریکارڈ شدہ گفتگو سے ایسا کوئی ثبو نہیں ملتا کہ جہاز کاک پٹ میں کوئی بم نصب کیا گیا تھا۔

سرندر ملک کی طرف سے یہ "ڈس انفارمیشن" ہی کوئی ایک ایسا معاملہ نہیں تھا ج ایس آئی ایس کے افسران کو اپنی طرف متوجہ کرتا۔ بہت سے شواہد کے علاوہ ایک اہم پہل

بھی تھی کہ تباہ ہونے والے جہاز سے بھارتی سفارت خانے کے پسندیدہ بہت سے لوگوں نے بھارت جانا تھا لیکن عین وقت پر انہوں نے اپنی نشستیں منسوخ کروا لیں۔

کیا اس کا سیدھا سیدھا مطلب یہ نہیں کہ ان لوگوں کو آنیوالے حادثے کا علم ہو گیا تھا؟

اس سلسلے میں سب سے پہلے جو شخص مشتبہ ٹھہرتا تھا وہ سرندر ملک خود تھا جس کی بیوی اور بچوں نے بھی فلائٹ 182ء کے ذریعے سفر کرنا تھا لیکن فلائٹ کی روانگی سے چند گھنٹے پہلے اس نے نشستیں منسوخ کروا دیں۔ بعد میں جب اس سے گھریلو سیٹوں کی منسوخی کے متعلق سوال پوچھا گیا تو اس نے اپنی صفائی میں کہا کہ عین موقع پر اسکی بیٹی نے بتایا کہ اس کے سکول کے کچھ امتحانات ابھی باقی ہیں جن کے بغیر اس کی تعلیمی کارکردگی متاثر ہونے کا خطرہ ہے اس لئے اس نے "عین موقع پر" اپنے خاندان کی روانگی کا پروگرام بدل دیا۔

ایک اور دلچسپ کیس بھارتی بیوروکریٹ سدھارتھ سنگھ کا بھی تھا جس کی سیٹ فلائٹ سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے منسوخ کی گئی۔ یہ بیوروکریٹ راجیو گاندھی کے ساتھ امریکہ کا دورہ کرنے والے وفد میں شامل تھا اور اپنی کچھ مصروفیات کی وجہ سے اس نے بھی اپنی واپسی سیٹ اس فلائٹ میں رکھی تھی۔

اس نے ایک ذیلی دورہ کینیڈا کا بھی کیا تھا۔ سدھارتھ نارتھ امریکن معاملات کے ڈیسک کا دہلی میں انچارج تھا اور سرندر ملک کے ساتھ اس کی گہری چھنتی تھی۔ اس کے کینیڈا کے دورے کا مقصد ہی اوٹاوہ میں مرکزی حکومت کے وزارت خارجہ کے افسروں سے ملاقات کرنا تھا۔

یہ دورہ حادثے والے دن سے ایک ہفتہ پہلے کیا گیا تھا۔ سدھارتھ اس درمیان سرندر ملک کا مہمان رہا پھر اس نے فلائٹ 182 سے واپسی کا پروگرام بتایا لیکن آخری لمحات میں اس نے اپنی سیٹ کینسل کروا دی اس کی وجہ بظاہر یہی بتائی گئی کہ اسے اچانک سرکاری کام سے برسلز جانا پڑا جس کے لئے دوسرا روٹ اختیار کرنا ناگزیر تھا۔ فلائٹ 182 سے ایک اور آخری لمحات پر منسوخ کی جانے والی سیٹ ٹورانٹو کے ایک بھارتی نژاد کار ڈیلر کی تھی جو ملک کا خاص

دوست تھا۔

آر سی ایم پی کی اطلاعات کے مطابق ایک اور منسوخ ہونے والی اہم سیٹ ونڈسر اونٹاریو میں دل خالصہ کے مقامی صدر کی سالی کی تھی۔ یاد رہے کہ دل خالصہ پنجاب میں اکالی دل کے مقابلے میں قائم ہونے والی سیاسی تنظیم ہے جس کے متعلق یہ بلور کیا جاتا تھا کہ اسے کانگریس نواز حلقوں کی آشیرباد حاصل ہے اور دل خالصہ کا قیام گیانی ذیل سنگھ صدر بھارت کی پشت پناہی سے عمل میں آیا۔ بظاہر تو یہ تنظیم پنجاب میں مسز اندرا گاندھی کی حمایت میں قائم کی گئی تھی لیکن اس تنظیم کے انتہاپسند گروپ نے بعد میں شدت سے خالصتان کا نعرہ بلند کیا اور بھارتی ائرلائن کا طیارہ اغوا کر کے پاکستان کے شہر لاہور میں اتار دیا۔

خالصتان یا بھارت سے وفاداری کے مسئلے پر دل خالصہ دو گروپوں میں بٹ گئی۔ بھارت میں اس تنظیم کو غیر قانونی قرار دے دیا اور اس سے منسلکہ ارکان پر بغاوت کے مقدمات قائم ہو گئے۔ غیر ممالک میں تنظیم انتشار کا شکار ہو گئی اور اس کا کینیڈین ونگ الگ ہو گیا جس نے اپ ہیڈ کوارٹر ونڈسر میں قائم کر لیا۔

ببر خالصہ کے مقامی سربراہ تلوندر سنگھ پرمار نے حادثے کے کچھ عرصہ بعد ونڈسر کا دورہ کیا اور یہاں کے مقامی گوردوارے میں سکھوں سے خطاب کیا۔ 3 اگست کو ہونے والی میٹنگ دل خالصہ کے صدر نے منعقد کی تھی۔

اس میٹنگ کے خاتمے کے فوراً ہی بعد سرہندر ملک کی طرف سے گلوب اینڈ میل م ایک اور کہانی اس حوالے سے شائع ہو گئی جس میں اس نے کینیڈین انٹیلی جنس کی بے خبر کا مذاق اڑایا اور ایک اور واقعہ اپنی طرف سے گھڑ کر اخبارات میں شائع کروا دیا۔ اس خبر اشاعت کے بعد سی ایس آئی ایس کے لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ انہیں اپنے بھار حلیفوں کے ساتھ تعلقات پر نظرثانی کرنی پڑے گی۔ اس کے سوا اب اور کوئی چارہ باقی نہیں تھا۔

ملک نے اپنے "ڈِس انفارمیشن سیل" کے ذریعے اس میٹنگ کے حوالے سے ایسی

خبارات تک پہنچائی جس سے کینیڈین انٹیلی جنس کے لوگ تلملا کر رہ گئے۔ اس نے "نڈسر" میں ہونے والے اس اجتماع کے ساتھ ساتھ "مس ایوگا" میں ایک اور گٹھ جوڑ بھی لاش کر لیا۔ اس نے دعوی کیا کہ ٹورنٹو کے دو خالصتان نواز اور خطرناک سکھوں میں سے ایک نے تلوندر سنگھ پرمار کی معیت میں "مس ایوگا" میں ایک مسلم انتہاپسند گروپ سے رابطہ ائم کیا ہے۔

سرہندر ملک نے دعوی کیا کہ اس انتہاپسند مسلم گروپ سے ان کی ملاقات کا مقصد کستان اور افغانستان میں موجود مسلم انتہاپسند گروپوں کی خالصتان کے لئے حمایت کا حصول تھا یونکہ بھارتی حکومت اس بات پر مصر ہے کہ مشرقی پنجاب میں سرگرم عمل سکھ گوریلوں کو سلحہ افغان مجاہدین سے خرید کر فراہم کیا جاتا ہے اور سکھوں اور افغان مجاہدین کے درمیان ابطہ پاکستان کے انتہاپسند مسلم گروپوں کے ذریعے برقرار ہے۔

یہ ایک بے بنیاد اور بے ہودہ کہانی تھی جس کے "ذرائع" بیان کرنے سے سرہندر ملک نے انکار کر دیا حالانکہ اس نے یہ ساری کہانی لارڈش کے ایگزیکٹو انٹیلی جنس ریویو میں چھپے یک مضمون میں سے بنائی تھی۔

"را" نے بڑی بھیانک سازش تیار کی تھی اور بھارتی حکومت اس گندے کھیل میں سلمانوں کو ملوث کر کے ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتی تھی۔

ونڈسر کی اس نام نہاد میٹنگ کے متعلق سرہندر ملک اور دور کی کوڑی لایا اور اس نے اخبارات کو بتایا کہ اس میٹنگ میں تلوندر سنگھ پرمار نے بتایا ہے کہ اس نے پانچ رضاکار خودکشی شن پر بھارت روانہ کر دیئے ہیں۔ یہ لوگ جو ارداس کرنے کے بعد مرنے کا مشن لے کر بھارت جا چکے ہیں۔ 15 اگست کو بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی کو مار ڈالیں گے۔

15 اگست بھارت میں یوم آزادی منایا جاتا ہے۔ اس روز روایتی طور پر بھارت کا زیراعظم دہلی کے تاریخی لال قلعہ سے ایک بڑے جلسے کو جس میں عمائدین سلطنت اور معززین شہر موجود ہوتے ہیں، خطاب کرتا ہے۔ اس مرتبہ وزیراعظم راجیو گاندھی نے بھی ایک

بڑے جلسہ عام سے خطاب کرنا تھا اور سرندر ملک کے مطابق تلوندر سنگھ پرمار کے گوریلوں نے راجیو گاندھی کو اس موقعے پر قتل کرنا تھا۔

سرندر ملک نے "گلوب اینڈ میل" میں اپنے رپورٹر دوست کو اس کہانی کی اشاعت پر مجبور کرتے ہوئے کہا کہ اس خبر کی اشاعت سے ببر خالصہ کے لیڈر پر کینیڈین سیکورٹی کی گرفت اور مضبوط ہو جائے گی اور اسے تباہی کے دونوں واقعات میں تلوندر سنگھ پرمار پر مقدمہ چلانے میں آسانی رہے گی۔ اخبار میں اپنے اس بیان میں سرندر ملک نے کینیڈا کے عدالتی نظام کو بھی زبردست تنقید کا نشانہ بنایا جو تلوندر سنگھ کو مجرم ثابت نہیں کر سکا تھا۔ اس نے شکایت کے لہجے میں کہا۔ "بھارت میں ہمارے لئے مجرم کا صرف اقرار کر لینا ہی کافی ہے لیکن تم لوگ ہیومن رائٹس اور عدالتی چکروں میں پڑے رہتے ہو۔"

گلوب کے رپورٹر نے پٹ اولسن سے ونڈسر والی میٹنگ کی کہانی بیان کر دی۔ اسے حالات کی زیادہ بہتر خبر تھی کیونکہ جہاز کی تباہی کے بعد سے سی ایس آئی ایس نے پرمار پر زبردست نگرانی رکھی ہوئی تھی۔ اس کے گھر' بزنس اور آفس کے تمام ٹیلی فون بگ تھے اور ہر وقت سیکورٹی کے مستعد ایجنٹ سائے کی طرح اس سے چمٹے رہتے تھے۔ سی ایس آئی ایس والوں نے ونڈسر کے اس گوردوارے میں جہاں پرمار نے اجلاس سے خطاب کرنا تھا' پہلے ہی سے حساس آلات نصب کر دیئے تھے اور وہاں پر ہونے والی تمام گفتگو کی ریکارڈنگ کر رہے تھے۔ اس بات کا علم تو انہیں بھی تھا کہ پرمار نے یہاں کسی قتل کے منصوبے کا ذکر کیا ہے لیکن جس طرح اس بات کو مرچ مصالحہ لگا کر سرندر ملک نے اخبارات تک پہنچایا تھا اس کا علم تو ان لوگوں کو بھی نہیں تھا نہ ہی صورت حال اتنی زیادہ سنگین تھی۔

بھارتی قونصل جنرل ملاقات کی غلط اور خطرناک تصویر کشی کر کے ایک ہی وقت میں سکھوں اور کینیڈا کی حکومت کے خلاف عالمی سطح پر کیچڑ اچھال رہا تھا۔ سیکورٹی والے جانتے تھے کہ یہ سارا کھڑاگ پرمار نے ببر خالصہ کے لئے فنڈز حاصل کرنے کو پھیلایا ہے۔ وہ اس طرح سکھوں سے فنڈز بٹورنا چاہتا تھا ورنہ اس بات میں کوئی صداقت نہیں تھی۔

گلوب اینڈ میل نے سی ایس آئی ایس سے حقائق معلوم کر کے ملک کو کورا جواب دے ...نہ وہ اس خبر کی اشاعت سے قاصر ہیں۔ سی ایس آئی ایس کو ونڈسر گوردوارے میں پرمار کی ...م کارروائیوں کی مکمل اطلاع تھی۔ وہ جانتے تھے کہ یہاں سے پرمار نے راجیو گاندھی کے ...ں کا افسانہ بنا کر ڈالروں سے جھولیاں بھری ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ سارے کینیڈا میں ...ے بھی سکھ ایسا نہیں جو اس خودکشی مشن پر بھارت گیا ہو' نہ ہی آئندہ جائے گا۔

سی ایس آئی ایس کو بڑی شدت سے "گلوب اینڈ میل" کے اس "ذریعے" کی تلاش ...ں جس نے انہیں ونڈسر گوردوارے کی میٹنگ کی اطلاع دی تھی۔ ابھی تک اخبار والوں نے ...نسی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ خبر انہیں سرندر ملک کے ذریعے ملی ہے۔ انہوں نے اپنا "...رس" خفیہ رکھا تھا۔ صرف یہ بتا دیا تھا کہ انہیں یہ خبر بھارتی قونصلیٹ سے ملی ہے۔ ابھی ...ے انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ سی ایس آئی ایس کے افسران کو پریشانی لاحق ہونے لگی ...ں کہ آخر بھارتی قونصلیٹ نے ونڈسر والے اجلاس کی خبریں باہر کیوں پہنچائی ہیں جبکہ ...ارتی حکومت کی طرف سے کینیڈین حکومت کو جو بھی اطلاع پہنچائی جاتی تھی اس کے ساتھ یہ ...رخواست بھی شامل ہوتی کہ اس خبر کو خفیہ رکھا جائے۔ یہ تو سراسر ان کا اعتماد مجروح کرنے والی ...ت تھی۔

اس مرحلے پر سی ایس آئی ایس نے ایک اہم اور دلیرانہ فیصلہ کیا یہ فیصلہ تھا بھارتیوں ...ے تعاون نہ کرنے کا۔

ایجنسی کو اس بات کا تلخ تجربہ ہوا تھا کہ وہ تعاون کے جذبے سے دونوں ممالک کے ...رمیان موجود معاہدے کے تحت بھارتی وزارت خارجہ کو جو اطلاعات فراہم کرتے تھے' انہیں ...ر بھارتی انٹیلی جنس "ڈس انفارمیشن" کے لئے استعمال کرنے لگتی تھی اور آج تک ایجنسی نے اس معاہدے کا یک طرفہ احترام ہی کیا تھا۔

اب اپنے تلخ تجربات اور پے در پے بھارتی انٹیلی جنس کی شرارتوں کے بعد ایجنسی نے ...عم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ آئندہ بھارتیوں کے ساتھ نہ تو کسی میٹنگ میں شرکت کریں گی اور نہ

ہی حل کر چلیں گے۔ اس سمت میں پہلا اہم قدم یہ اٹھایا گیا کہ سی ایس آئی ایس نے اپنی وزارت خارجہ کو اطلاعات دینا بند کر دیں تاکہ یہ اطلاعات پھر بھارتی وزارت خارجہ کو منتقل ہی نہ ہو سکیں۔ اس سے پہلے وزارت خارجہ کو جو "ٹاپ سیکرٹ" فائلیں جایا کرتی تھیں ان کا سلسلہ بند ہو کر رہ گیا۔

ایجنسی نے طے کیا کہ وہ بھارت کو صرف وہی اطلاعات دے گی جس کا تعلق بھارت میں موجود شہریوں کی جان کو خطرے سے ہو۔ جہاں تک ائر انڈیا کی تفتیش کا معاملہ ہے یا کینیڈین سکھوں کی نگرانی کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں بھارتی وزارت خارجہ کو سرخ جھنڈی دکھا دی گئی۔

آر سی ایم پی نے یہاں بھی مخالفانہ طرز عمل اختیار کیا۔ انہوں نے سی ایس آئی ایس کے برعکس براہ راست بھارتی انٹیلی جنس بیورو اور "را" کو اطلاعات فراہم کرنے کا سلسلہ جاری رکھا بلکہ بسا اوقات تو وہ سی ایس آئی ایس کی طرف سے ملنے والی اطلاعات بھی من و عن بھارتی انٹیلی جنس تک پہنچا دیتے۔

اس کشیدہ صورت حال کا قدرتی نتیجہ یہی نکلا کہ اب سی ایس آئی ایس والوں کو بادل نخواستہ ایک اہم فیصلہ اپنے ہی ملک کی دوسری انٹیلی جنس ایجنسی کے متعلق کرنا پڑا کہ انہوں نے ائر انڈیا کی تباہی کے سلسلے میں اپنی تفتیش کو ایجنسی تک ہی محدود کر لیا اور ائر انڈیا اور نار ائر پورٹ کے دھماکے کی تحقیقات سے آر سی ایم پی کو بھی بے خبر رکھنا شروع کر دیا۔

1986ء اور 1988ء میں سی ایس آئی ایس کے ٹورنٹو اور وینکور کے ریجنل دفاتر نے کینیڈین حکومت کی طرف سے اس معاہدے کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا کہ کینیڈا اور بھارت مل کر کریں گے اور بھارتی انٹیلی جنس ائر انڈیا والے معاملے میں باقاعدہ تفتیش میں حصہ لے گی۔ ایجنسی نے "را" کے ایجنٹوں کی کینیڈین انٹیلی جنس کے دفاتر میں تعیناتی کی زبردست مخالفت کی۔

ایجنسی کی طرف سے حکومت کینیڈا سے کہا گیا کہ "را" کے کسی بھی ایجنٹ کی ان آفس میں موجودگی ان کے لئے "مدد" سے زیادہ "خطرے کی گھنٹی" ہے اور وہ یہ خطرہ

نہیں لے سکتے۔ گیبن نے کہا "اگر میں کمرے میں بیٹھا پانی پی رہا ہوں اور "را" کا ایجنٹ وہاں چہل قدمی کرتا آگیا تو میں فوراً کمرے سے باہر نکل جاؤں گا۔"

آر سی ایم پی والے ان ریمارکس سے گھبرا گئے۔ بھارتی انٹیلی جنس کے "ڈس انفارمیشن" سیل کی طرف سے میڈیا کو پہنچائی جانے والی خبروں اور افواہوں نے سی ایس آئی ایس کو گڑبڑا کر رکھ دیا اور اب وہ لوگ سنجیدگی سے اس مسئلے پر سوچ بچار کرنے لگے کہ اس مصیبت پر کیسے قابو پایا جائے اور اب تک جو نقصان پہنچ چکا ہے' اس کا ازالہ کیسے ممکن ہو گا؟ سی ایس آئی ایس کے افسران کی ایک خصوصی ٹیم بنائی گئی جس کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ وہ 1970ء سے ایجنسی اور پولیس میں تیار ہونے والی سکھوں کی تمام فائلوں کا دوبارہ جائزہ لیکر ایک رپورٹ مرتب کرے کہ حقائق کتنے ہیں اور بھارتی ڈس انفارمیشن کا کمال کتنا ہے؟

نظرثانی کرنے والوں نے جلد ہی اندازہ لگا لیا کہ ان فائلوں میں زیادہ اطلاعات بھارتی انٹیلی جنس کی فراہم کردہ درج کی گئی ہیں اور انہیں اطلاعات کی بنیاد پر کینیڈین انٹیلی جنس نے نتائج اخذ کر کے اپنی پالیسی بنائی ہے۔ اس انکشاف نے تو ان لوگوں کو بوکھلا کر رکھ دیا کہ شروع سے اب تک بھارتی انٹیلی جنس کی کوشش یہی دکھائی دیتی تھی کہ کینیڈین حکومت کو سکھوں کے مقابلے میں گمراہ کرے اور ایسی جھوٹی اور بے بنیاد اطلاعات فراہم کرے کہ یہ لوگ سکھوں کو جرائم پیشہ قوم ہی سمجھنے لگیں۔

1982ء میں میٹرو ٹورنٹو پولیس کانسٹیبل فرنانڈس پر فائرنگ والے کیس کا جب دوبارہ جائزہ لیا گیا تو ان لوگوں کو علم ہوا کہ بھارتیوں نے ان کے ساتھ بڑا خوبصورت دھوکہ کیا تھا اور انہیں خوب بے وقوف بنایا گیا تھا۔

کینیڈین پولیس اور انٹیلی جنس میں بھارتی اثر و نفوذ کینیڈا کی سیکورٹی کی ملکی سلامتی اور اپنی ناک کا مسئلہ بن گیا۔ انہوں نے اب ہر سطح پر بھارتی حکومت کے تعاون سے توبہ کرنے کی ٹھان لی۔ ایسے تمام کیس جو سی ایس آئی ایس والوں نے سکھوں کے سنبھال رکھے تھے خواہ ان ن دھماکے والے واقعات سے تھا یا پھر کسی دوسرے معاملے سے' انہوں نے بھارتی تعاون

کو ایک طرف رکھ کر صرف اپنی تفتیش پر انحصار کا فیصلہ کیا۔

کینیڈین پولیس اس نتیجے پر بھی پہنچی کہ کوئی بھی تخریب کاری کا واقعہ ایسا نہیں ہوا جس میں بھارتی انٹیلی جنس کا ہاتھ نہ رہا ہو۔ جو حادثہ فلائٹ نمبر 182 میں پیش آیا تھا بالکل اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ بھارت میں بھی ہو چکا تھا۔

○

2 اگست 1984ء کو 9 بج کر 50 منٹ پر مدارس (بھارت) کے ائرپورٹ مینجر لانلا سنگھ گمنام فون پر اطلاع ملی کہ کسٹم کے انسپکشن ایریا میں دو سوٹ کیس ایسے موجود ہیں جن میں تباہ کن مواد نصب کیا گیا ہے اور ایک گھنٹہ بعد ان سوٹ کیسوں میں نصب بم دھماکے سے پھٹ جائیں گے۔

سنگھ نے فوری طور پر مقامی پولیس' ائرپورٹ سیکورٹی' فائر بریگیڈ اور دوسرے ذمہ دار اداروں کو یہ اطلاع پہنچائی لیکن وہ لوگ اسے ایک گھنٹہ تک بہلاتے رہے حالانکہ اس دوران اگر وہ چاہتے تو دونوں سوٹ کیس تلاش کر سکتے تھے۔

10 بج کر 52 منٹ پر بم پھٹ گئے۔ اس دھماکے نے 29 بے گناہوں کی جان لے لی بری طرح مجروح ہوئے اور مقامی پولیس نے اس بم دھماکے کا سلسلہ سری لنکا سے ملا دیا۔ الزام عائد کیا گیا یہ دھماکہ سری لنکا کے دہشت گردوں نے کیا ہے اور اس کے ڈانڈے سنہالی تامل گوریلوں کی آپس کی لڑائی سے ملا دیئے۔

پولیس نے ایک ایسے منصوبے کا انکشاف کر دیا جس کے مطابق تامل علیحدگی پسند نے دو سوٹ کیسوں میں بم نصب کر کے مدراس سے سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو جانے والے ایک جہاز میں پہنچا دیئے تھے۔ مدراس میں سامان لوڈ کرتے وقت اس پر ائر لنکا کے ٹیگ لگا دیئے گئے تھے اور ان دونوں سوٹ کیسوں کو کولمبو ائرپورٹ سے پھر ائر لنکا کے دو جہازوں منتقل کرنا تھا جو لندن اور پیرس جانے تھے۔ منصوبہ یہ تھا کہ دونوں ڈائنامیٹ ان پروازوں

پھٹیں گے۔

یہ دونوں ٹائم بم تھے اور تباہی کے لئے ان پر مقررہ وقت بھی فکس کیا گیا تھا۔ بھارتی انٹیلی جنس کا یہ پلاٹ شاندار تھا لیکن ان کی بدقسمتی کہ اپنوں نے ہی ان کا ساتھ نہ دیا۔ ایسے خفیہ آپریشنز میں عملے کے تمام اراکین کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ دونوں بکس مسافروں کے بغیر ہی بک ہو گئے۔

کسی اعتراض کے بغیر ہی امیگریشن کے مراحل بھی طے پا گئے' لیکن کسٹم والوں کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اتفاق سے "را" کا خاص آدمی جس کو کسٹم میں تعینات کیا گیا تھا کہ وہ ان بکسوں کو وہاں سے بخیر و عافیت گزار دے' وہ ٹائمنگ کی غلطی کا شکار ہو گیا۔ دونوں سوٹ کیس جس کسٹم کاؤنٹر پر پہنچے اس جگہ ڈیوٹی پر موجود کسٹم آفیسر کو کچھ شک گزرا جس کی وجہ صرف یہ تھی کہ مالکان سامان کے ہمراہ نہیں تھے اور سوٹ کیس خاصے بوجھل دکھائی دے رہے تھے۔ متعلقہ کسٹم آفیسر نے دونوں سوٹ کیس ایک طرف رکھ دیئے تاکہ بعد میں اطمینان سے انہیں چیک کر سکے اور فی الوقت جہاز کے مسافروں سے نمٹ لے۔ اس دوران ہی دیر ہو جانے کے سبب دونوں سوٹ کیس متعلقہ فلائٹ میں نہ جا سکے اور اگلے جہاز میں لوڈ ہونے سے پہلے وہیں پھٹ گئے۔

اس طرح سری لنکا کے دہشت گردوں نے "را" کی ملی بھگت سے جو ڈرامہ تیار کیا تھا وہ ناکام ہو گیا۔

○

سی ایس آئی ایس کے افسران گیبن اور اولسن کی پختہ رائے تھی کہ جاپان کے ناریٹا ائرپورٹ اور ائر انڈیا کی 182 فلائٹ کا دھماکہ ہو بہو مدراس والے واقعات سے ملتا جلتا ہے اور دونوں واقعات میں بھارتی انٹیلی جنس نے ایک ہی طریقہ اپنایا۔ جس طرح مدراس میں ایک گھنٹہ کے وقفے کے وجہ سے بم وقت سے پہلے پھٹ گیا' اسی صورت حال کا سامنا فلائٹ 182 کو

کرنا پڑا۔

بھارتی انٹیلی جنس کا پلان جہاز کو فضا میں تباہ کرنے کا نہیں تھا۔ منصوبہ یہ بنایا گیا تھا کہ جہاز لندن کے ہیتھرو ائرپورٹ پر تباہ ہوگا اور اسے اس وقت تباہ ہونا تھا جب لندن میں جہاز ری فیولنگ کے لئے اترتا ہے۔ حادثہ یہ گزرا کہ جہاز جاپان سے ایک گھنٹہ دیر سے اڑا۔ اس کی وجہ اس خراب انجن کا مسئلہ تھا جسے جہاز کے ساتھ ہی بمبئے سے جانا تھا۔ اس انجن کی لوڈنگ اور ائر پورٹ پر عملے کی کمیابی کے سبب جہاز کو ایک گھنٹہ لیٹ اڑنا پڑا۔ جب جہاز تباہ ہوا تو وہ ہیتھرو ائر پورٹ سے ایک گھنٹہ کی دوری پر پرواز کر رہا تھا۔

سی آئی ایس کی لگی بندھی رائے تھی کہ اس سے ملتا جلتا ایک کارنامہ دنیا کے دوسرے حصے میں بھارتی انٹیلی جنس کے ہاتھوں انجام پا چکا ہے جس میں یہی طریق کار اختیار کیا گیا اور اس طرح بم وقت سے پہلے پھٹ گیا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حادثات میں بھی "را" ملوث ہے۔

بھارت میں ہونے والی تباہی میں دو تامل گروپ ایلم اور تامل ٹائیگرز ملوث تھے جن کا تعلق تو سری لنکا سے تھا لیکن ان کے بیس کیمپ بھارتی صوبہ تامل ناڈو میں مدراس کے نزدیک موجود تھے اور انہیں "را" تربیت دے رہی تھی۔

دونوں گروپوں کو جو سری لنکا حکومت کے باغی تھے، بھارتی تامل آبادی کی مکمل حمایت حاصل تھی اور مغربی انٹیلی جنس ایجنسیوں سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں تھی کہ ان کے کیمپ کون چلا رہا ہے اور ان کیمپوں سے ہونے والی کوئی بھی حرکت بھارتی انٹیلی جنس کی اجازت کے بغیر ناممکن تھی۔

تامل گوریلوں اور بھارتی انٹیلی جنس کے درمیان تعلقات کی رپورٹوں سی ایس آئی ایس کو سی آئی اے اور ایم آئی فائیو کے ذریعے ان کے درمیان موجود آپسی تعاون کے معاہدے کے تحت ملتی رہتی تھیں۔ برطانوی انٹیلی جنس کو تاملوں اور انڈین انٹیلی جنس کے درمیان موجودہ تعلقات سے مکمل آگاہی حاصل تھی۔

برطانیہ کی انٹیلی جنس ایس اے ایس سری لنکا کی انٹیلی جنس کو ایک معاہدے کے تحت ٹریننگ دے رہی تھی۔ اس تربیت میں سری لنکا کی سیکورٹی فورسز کو تامل باغیوں سے نمٹنے کے خصوصی طریقوں سے آگاہ کیا جاتا تھا۔

سی ایس آئی ایس کے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ مدراس ائرپورٹ پر تباہی کا کارنامہ بھارتی "تھرڈ ایجنسی" نے انجام دیا تھا۔ یہ ایک خصوصی انٹیلی جنس یونٹ تھا جو بھارتی وزیراعظم کی براہ راست نگرانی میں کام کرتا تھا اور جسے بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کی خصوصی ہدایت پر اندرون بھارت دہشت گردی کے لئے وجود میں لایا گیا تھا۔ اس طرح بھارتی وزیراعظم بھارت کے علیحدگی پسند گروپوں کو بدنام کرکے بین الاقوامی اور مقامی ہندو آبادی کے ہمدردیاں حاصل کرتی تھی۔

"تھرڈ ایجنسی" کے متعلق مکمل معلومات فراہم ہونے کے بعد سی ایس آئی ایس نے یہی نتائج اخذ کئے کہ بھارتی انٹیلی جنس کی یہ بدنام زمانہ ایجنسی کینیڈا میں بھی روبہ عمل ہے یا پھر نئی بنیادوں پر "را" نے کسی گروپ کو تربیت دیکر یہاں داخل کر دیا جو ان دونوں وارداتوں کا ذمہ دار ہے۔

سی ایس آئی ایس کے پاس ایسی بہت سی واقعاتی شہادتیں موجود تھیں جن کی بنیاد پر انہوں نے یہ نتائج اخذ کئے کہ ائر انڈیا اور ناریتا ائرپورٹ پر تباہی انڈین ایجنٹوں کے ذریعے کی گئی۔

اس سوال پر کہ ان حادثات میں کتنی گہرائی تک "را" کا ہاتھ ہے، دو طرح کے نکات زیر بحث آئے۔ گیبن والے گروپ کا خیال تھا کہ ائرپورٹ پر کھڑے ہوئے جہاز کی تباہی کا منصوبہ براہ راست دہلی میں تھرڈ ایجنسی نے بنایا تھا۔ اس میں یہ احتیاط ملحوظ خاطر تھی کہ کھڑے ہوئے جہاز کی تباہی سے جانی اور مالی نقصان کم ہوتا لیکن پروپیگنڈہ زیادہ ہوتا کیونکہ ہیتھرو ائر پورٹ پر ہونے والے دھماکے کی گونج ساری دنیا کے پریس میڈیا میں سنی جاسکتی تھی۔

اولسن اور ان کے ساتھیوں کی رائے یہ تھی کہ یہ اپریشن انڈین انٹیلی جنس نے کینیڈا

ہی میں تیار کیا ہے اور دہلی کو اس سے الگ رکھا گیا ہے۔ یہ سارا اپریشن مقامی سکھ ایجنٹوں کی مدد سے تیار کیا گیا اور اس کا سب سے بڑا مقصد کینیڈا میں رہنے والے سکھوں کو بدنام کرنا تھا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ یہ بھیانک کارروائی بھی مقامی سکھوں کے ذریعے ہی انجام پائے۔

دونوں گروپوں کی متفقہ رائے تھی کہ جیسے ہی جہاز تباہ ہوا' بھارتی قونصل جنرل "ڈِس انفارمیشن سیل" نے اپنا نیا آپریشن لانچ کردیا جس کا مقصد کینیڈین انٹیلی جنس کی تفتیش کو گمر کرنا اور غلط راستے پر لگانا تھا۔ مثلاً سریندر ملک کی طرف سے اخبارات کو امند سنگھ اور لال سنگ کی کہانی پہنچانا جو ایف بی آئی کو راجیو گاندھی کے قتل کے پلان کے سلسلے میں مطلوب تھے' مقصد کینیڈین سیکورٹی کی تفتیش کو غلط رخ پر موڑنا تھا اور یہی ہوا۔ ایک عرصے تک یہ لوگ ان دو نامعلوم سکھوں کو تلاش کرتے رہے اور اس دوران بہت سے شواہد ضائع ہو گئے۔

سی ایس آئی ایس کے اخذ کردہ نتائج کو ایک طرف رکھ کر اگر دیکھا جائے تو بھار حکومت کی یہ طے شدہ پالیسی ہے کہ جھوٹ' سچ' دھونس' دھاندلی' ہیرا پھیری غرض کسی غلط صحیح طریقے سے وہ سکھوں کی اکثریت کو جس کا تعلق غیر ممالک میں کینیڈا سے ہے' ب کرنا چاہتے تھے۔

غیر ممالک میں موجود اپنے سفارتی مشنوں کو بھی "را" پاکستان کے خلاف مقامی حکومت کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرتی رہتی ہے۔ اس ضمن میں سافٹ ٹارگٹ کے مصنفین اپنی کتاب کا صفحہ نمبر 119 تا 123 پر رقمطراز ہیں۔

(Page No. 119 To 123)

Mr. Singh ---- the name is a pseudonym ---- rarely ıssed up charge of issuing visas at the Indian consulate in ›ronto. Every time they met, either in restaurants or in l's apartment with its well-stocked liquor cabinet, Mr. ıgh was presented with a hundred dollars. Whenever l beckoned, Mr. Singh came running. Sometimes Mr. ıgh, an ambitious but financially struggling Toronto ;inessman, arranged the meetings with Lal. After hile, Mr. Singh grew quite found of his growing 'ection of hundred-dollar bills.

In return, Mr. Singh was to spy on fellow nbers of the Candian Sikh community and dutifully ›rt the names and actions of anyone who displayed the ıtest sympathy for the cause of Khalistan.

This proved to be an easy chore. After the 1984 sion of the Golden Temple and the events of ember 1 in India, when thousands of Sikh families massacred by Hindus, there was hardly a Sikh in a who supported a united Indian. Mr. Singh had no le providing Lal and his fellow Indian intelligence s posted to the consulate with reams of names of stan supporters. He could have simply used the

telephone directory, but Mr. Singh was willing to worl for his fee.

"I was his number one man in Toronto," h boasted to the authors.

Mr. Singh saw nothing wrong with handing ove the names of Sikhs who were exercising their right t freedom of expression. He was aware of the fact ---- bu gave no thought to it ---- that the consulate was buildin files on each of the individuals, files that could and woul be used to deny them the right to return for visits to India There was also the possibility that the relatives of those o the list who still lived in India might come unde investigation by the draconian Indian intelligence agencie and be harassed, arrested or jailed without cause.

Mr. Singh saw nothing but the hundred-dollar bill that supplemented the earnings of his small company. Th money helped keep his business alive long enough for it t grow and prosper. But Mr. Singh eventually went beyon being Lal's hundred-dollar spy ---- he was recruited as a informant by an individual claiming to represent th Candian Department of External Affairs.

In the spring of 1986, Mr. Singh met with Lal in the diplomat's apartment to discuss an extremely important assignment. Lal lived on the tenth floor of the Seneca Hills high-rise near Finch Avenue and Don Mills. As Mr. Singh walked down the hall towards apartment

1004, he switched on a small tape recorder secreted inside the breast pocket of his jacket. As he shook hands with Lal and sat down to talk, Mr. Singh wasn't thinking of the silently revolving tape pressed against his chest. He was wondering how long it would take for another hundred-dollar bill to appear.

A translation of the tape revealed that Lal had a reward for Singh's loyal service: an all-expenses-paid trip to Pakistan to spy on a Sikh meeting. Mr. Singh provided the authors with copies of his seven tape-recorded meetings with Lal on the condition that his identity be concealed from the Candian Sikh community.

"Keep it secret where you got the invitation in case they keep track," said Lal. "It is possible they have kept some record."

Singh was offered $1,700 in U.S. funds to accept the assignment. Food and lodging would be provided at the conference, since it was an important gathering of Sikhs from India, Pakistan and elsewhere. Lal was asking a lot for his money. He wanted Singh to videotape the entire proceeding. He wanted photos of every person in attendance and a record of anyone from the subcontinent with contacts overseas. He was ordered to speak vehemently against the government of India when he met any Sikh from Pakistan, and he was to watch especially for any delegates from the International Sikh Youth

Federation. They agreed to meet again the next day, when Lal would deliver the money to cover Singh's expenses.

On that day, Singh drove to Lal's apartment and picked him up outside the front door. The tape recorder was tucked away in the headrest cover on the driver's seat.

Lal did not yet have the money. As they drove, he complained of his accommodations. The apartment was too small for someone of his diplomatic stature but a suitable house carried a rent of $1,800 monthly. "India would scream bloody murder if I paid that much to rent a house," Lal sighed.

Since they were on the topic of money, Singh pushed for an increase in his stipend. "One hundred dollars a week is not enough," Singh stated. Lal did not agree and hinted about corruption in the accounting offices in India. "Delhi multiplies the dollars by ten and that's how they count it," Lal said cryptically.

Before the meeting ended, Lal brought up the possibility of the two of them collaborating on a community television program that Lal claimed could be aired on the independent CHCH television station in Hamilton. Lal explained that various Indian government agencies would pay to have their propaganda-laced programs broadcast on a station that reached into Toronto, adding, "Yous could collect the ad revenue, also."

There were already several locally produced Indian ɹrograms being broadcast on Toronto television stations, nostly during odd hours on the commercial channels and n regularly scheduled time slots on the tiny, all-ethnic ИTC, Multicultural Television.

Singh was surprised by Lal's proposal, since a :lose friend of the diplomat's was already producing an ndian community program in Toronto. The part-time elevision producer had close ties with the Hindu-Sikh Friendship Society, a group known for its links with the ndian government.

"He's like a black flag," Lal replied about his riend the television producer. "We can put him up any ime. We can take him down any time. ...... He made whatever he made already but now his position is not that strong and he only nets about a hundred and fifty dollars a week." Mr. Singh, obviously, was not the only Candian Sikh on the consulate's payroll.

Lal and Mr. Singh met quite often at a North York restaurant called Rascals, not far from the Finch subway station. On April 23, 1986, Singh sat in the restaurant and listened as Lal demanded that he follow specific details in planning the trip to Pakistan. "Pay by cash, not cheque," Lal demanded. "Use an unfamiliar travel agent." Lal also had a list of instructions but would not commit them to paper in his own handwriting, as Singh deviously

suggested. The meeting ended with Lal again failing to come up with the travel funds.

A short time later, Singh was back at Lal's apartment for more instructions on the Sikh conference. Lal now wanted him to make contact with radical Sikh from Pakistan. "Pakistan is the major assignment," La said.

Once again, Lal promised that he would delive the money the very next day. "In U.S. [funds]," Sing interjected, his patience wearing thin. As he reviewed th tape recordings while being interviewed for this book Singh grinned and explained his comment: "I did not war to get shafted for thirty-four per cent [exchang premium]."

The following day Lal handed over the mone during a meeting at the now-defunct Mardis Gra Restaurant in the fashionable Belmont street area o Avenue Road. He had an admonition: "You've got ajob now do it right."

"I'll try my best," Singh replied, trying to soun sufficiently subservient.

"If you do a good job, there's a lot of future in it," Lal pledged.

Singh managed one more meeting before hi assignment. The two met for abon voyage drink at Lal'

apartment, where the diplomat again spoke obsessively about moving to better quarters.

Upon Singh's return from Pakistan, Lal was still in the same apartment. "I didn't feel like coming back. People [in Pakistan] take such good care of you," Singh said pleasantly.

Lal's reply held out great promise for Singh's future in the world of espionage: "This is just the beginning. Just wait and see what happens next," Lal boasted.

During the debriefing, Singh revealed that the entire trip had been in jeopardy because he had travelled on an expired passport, but immigration officials in Pakistan and in the U.S. on his return failed to notice. Although shocked by his carelessness, Lal was eager to learn more about the conference.

Singh handed over a packet of photographs and the names of some Sikhs attending the conference but said that no Canadians were present. "I knew a lot of stuff I didn't pass on. I didn't pass on a lot of specifics ..... I convinced him I worked hard but I steered him away from the Pakistani Sikh," Singh recalled in an interview.

While Singh was in Pakistan, five other Candian Sikhs were detained there for pushing and shoving Indian diplomats who had come to the Sikh temple. They faced charges of assault. He concocted a story for Lal's benefit

about the five men trying surreptitiously to get into Punjab province from Pakistan.

"I told him there was a Sikh training camp. exaggerated. I made it up. I wanted to tell him something," he recalled.

In the next few months, Singh received several more assignments ranging from the serious to the silly. Once he was asked to check out a Candian-government foreign-aid agency with an office on Yonge Street near the Davisville subway station. Lal believed that it was used by Candian intelligence agents as a front for supporting the Khalistan movement in India.

مسٹر سنگھ ایک فرضی نام ہے۔ یہ شخص ہفتے میں دو تین روز باقاعدگی سے بھارتی وائس قونصل برج موہن لال سے ٹورانٹو کے بھارتی قونصلیٹ میں ملنے آتا۔ ان کی ملاقات جب بھی خواہ یہ لال کے گھر پر اس کے شراب سے سجے دھجے ڈرائنگ روم میں ہوتی یا ریسٹورنٹ میں ہوتی' ملاقات کے خاتمے پر موہن لال اس کو سو ڈالر ضرور پیش کرتا۔ جب کبھی لال کو ضرورت ہوتی' مسٹر سنگھ اس کے ایک اشارے پر دوڑا چلا آتا۔ کبھی کبھی یوں بھی ہوتا کہ مسٹر سنگھ جو ٹورانٹو کا ایک عام سا بزنس مین ہے' خود بھی برج موہن لال کو فون کر کے ملاقات کا وقت طے کر لیتا۔ اس ملاقات میں وہ اپنی تازہ ترین حاصل کردہ رپورٹ موہن لال کو پہنچاتا اور اس سے سو ڈالر وصول کر کے اپنی راہ لیتا۔

ان سو ڈالروں کے عوض مسٹر سنگھ کینیڈا کے سکھوں کی جاسوسی کر رہا تھا۔ وہ کسی بھی سکھ کے متعلق اگر یہ سنتا کہ وہ خالصتان نواز ہے تو اس کی رپورٹ فوری طور پر اپنے "باس" پہنچا دیتا۔ اس کام میں وہ ہمہ تن مصروف تھا اور اس نے کسی بھی ایسے سکھ کو نہیں بخشا جو زبانی کلامی ہی خالصتان کا حامی رہا ہو۔

مسٹر سنگھ کے معمول میں کبھی فرق نہیں آیا۔ 1984ء میں بھارتی فوج کا دربار صاحب حملہ ہو یا پھر یکم نومبر کو بھارت میں ہندوؤں کے ہاتھوں ہونے والے ہزاروں سکھوں کا معاملہ رہا ہو' اس وقت بھی جب کینیڈا میں کوئی بھارت نواز سکھ ڈھونڈنے سے نہیں ملتا تھا۔ مسٹر سنگھ ہی ایک ایسی مثال تھا جو اب بھی بھارت کی اکھنڈتا پر قائم تھا۔

یہ کام اس کے لئے کبھی مشکل نہیں رہا۔ اس کا اس نے ایک آسان سا طریقہ اپنایا تھا فون ڈائریکٹری پکڑی اس میں سے نزدیک دور کے سکھوں کے نام تلاش کئے اور کیس بنا کر

ے کے سامنے رکھ دیا۔

اس کی اہمیت خوانخواہ اتنی زیادہ بڑھ گئی تھی کہ جب وہ ضرورت محسوس کرتا' وائس ل کو کسی ہنگامی میٹنگ کے لئے طلب کر لیتا اور ہر نیا کیس پیش کرنے پر سو ڈالر کا نوٹ ل کر کے چلتا بنتا۔

اس طرح مسٹر سنگھ کا بزنس تو چمک گیا تھا لیکن اسے یہ علم نہ ہو سکا کہ جن لوگوں کی وہ سی کر رہا ہے ان کے ساتھ کیا قیامت بیت جاتی ہے' برج موہن لال ہر نیا کیس ملنے پر اس لگ فائل کھول دیتا۔ اس شخص کو فوراً بلیک لسٹ کر دیا جاتا۔ بھارت کے لئے ویزا دینے انکار کر دیا جاتا۔ اس کی متعلق کینیڈین پولیس کو گمراہ کرنے والی رپورٹیں دی جاتیں۔

بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی تھی۔ متعلقہ شخص کا نام بھارت میں "را" کے کمپیوٹر پر جاتا جس کے بعد اس کے رشتہ داروں کی جان عذاب میں آ جاتی۔ اس خاندان کے ہر قابل فرد کو باری باری انٹیلی جنس کے تفتیشی مرکز میں لے جایا جاتا۔

رات کے پچھلے پہر پولیس اچانک ان کے گھر پر حملہ آور ہوتی اور گھر والوں کو تھانے جا کر بند کر دیا جاتا۔ چھاپہ مارنے پر اگر کوئی نوجوان گھر سے برآمد نہ ہوتا تو انٹیلی جنس اس جان کو آ جاتی۔ اسے تفتیش کے بہانے لے جا کر جیل میں بند کر دیا جاتا۔ جہاں پھر ڈیفنس انڈیا رولز' ایمرجنسی اور آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے تحت وہ ہمیشہ کے لئے پس دیوار زنداں یا جاتا جہاں سے پھر اس کی رہائی تب ہی ہوتی جب اس کے لواحقین کا معاملہ پولیس سے طے پا

مسٹر سنگھ کی طرف سے سب کچھ جاتا جہنم میں' اسے تو اپنے سو ڈالر کی فکر تھی۔ اس کا انہ ہونے کے برابر تھا اور اپنا سوشل سٹیٹس قائم رکھنے کے لئے اس ملک میں اسے پیسوں رورت تھی۔ اور پیسوں کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

ایک دن وہ بھی آیا جب پیسوں ہی کے لئے اسے کینیڈین انٹیلی جنس نے خرید لیا اور روز جب وہ برج موہن لال سے ملاقات کرنے اس کے گھر گیا تو ایک خفیہ ٹیپ ریکارڈر

اس کے جسم سے پیوست تھا۔

1986ء کا موسم بہار تھا جب مسٹر سنگھ بھارتی ڈپلومیٹ کے اپارٹمنٹ پر ایک "خصو
ملاقات" کے لئے جا پہنچا۔ اس ملاقات کا اہتمام برج موہن لال نے خود ہی کیا تھا۔ اس مرتبہ
مسٹر سنگھ کو کسی خصوصی مشن پر بھیجنا چاہتا تھا۔ فینچ ایونیو پر بنی عمارت کی دسویں منزل پر ا
نے اپارٹمنٹ نمبر 1004 کے باہر لگی بیل کا پش بٹن دبایا اور دوسرے ہی لمحے اس کے استق
کے لئے برج موہن لال موجود تھا۔ جیسے ہی دونوں نے آپس میں مصافحہ کیا' ٹیپ ریکارڈ
سوئچ آن ہو گیا' مسٹر سنگھ کو ایک لمحے کے لئے بھی احساس نہ ہوا کہ اس کے سینے پر بندھے
ریکارڈر نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ اسے صرف اس بات کی فکر تھی کہ اگلے سو ڈالر
حصول کے لئے اسے کتنی دیر انتظار کرنا پڑے گا۔

اس ریکارڈنگ سے یہ بات سامنے آئی کہ برج موہن لال مسٹر سنگھ کی خدمات
خوش ہو کر اسے کوئی بڑا انعام دینا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں وہ مسٹر سنگھ کو ایک اہم جاسوسی م
پر پاکستان جانے کی ترغیب دے رہا تھا جہاں اس کے کہنے کے مطابق سکھوں کی ایک اہم میٹ
ہونے والی تھی جس میں شرکت کر کے اس نے اس میٹنگ کی رپورٹ حاصل کرنی تھی۔
موہن نے اسے یقین دہانی کروائی تھی کہ اس نے بھارتی سفارت خانے میں بھی اس کا اصلی
نہیں بتایا تاکہ وہ کسی بھی ریکارڈ پر نہ آ جائے اور اس کی شخصیت خفیہ ہی رہے۔

"تم وہاں اطمینان سے جاؤ کسی کو تمہارے متعلق شک نہیں گزرے گا۔ اگر ان لو
نے تمہارا ریکارڈ بھی رکھا ہوا تو تمہارے اصلی نام سے وہ آگاہ نہیں ہوں گے۔"

سنگھ کو یہ مشن قبول کر لینے کی صورت میں علاوہ دیگر اخراجات کے 17 سو امریکن ڈا
کی پیشکش بھی کی گئی۔

"ہوٹل کی رہائش اور کھانے پینے پر جتنا بھی خرچ ہو اس کی پرواہ نہ کرنا' ہم وہ سارا
ادا کریں گے۔ صرف یہ خیال رہے کہ یہ میٹنگ بہت اہم میٹنگ ہے اس میں بھارت' پاک
اور دنیا کے دیگر ممالک کے خالصتان نواز سکھ اکٹھے ہو رہے ہیں۔"

لال نے اسے اور بھی بہت سے سنہرے باغ دکھائے۔ وہ چاہتا تھا کہ سنگھ اس میٹنگ کی ویڈیو فلم بنا لائے۔ وہ اس میٹنگ کے ہر شریک کی تصویر اور مکمل ریکارڈ چاہتا تھا۔ اسے ان بھارتی سکھوں کی تفصیلات بھی مطلوب تھیں جن کے غیر ممالک میں موجود خالصتان نواز سکھ لیڈروں سے خصوصی روابط ہیں۔ اسے ہدایت کی گئی کہ وہ جب بھی پاکستان میں کسی سکھ سے ملے اس کے سامنے بھارتی حکومت کو جی بھر کر گالیاں دے گئی۔

دونوں کے درمیان اگلے روز پھر ملاقات طے پا گئی۔ اس ملاقات میں برج موہن لال نے مسٹر سنگھ کو ابتدائی اخراجات کے لئے پیسے فراہم کرنے تھے۔

اس ملاقات پر سنگھ اس کو اپارٹمنٹ سے اپنی گاڑی میں بٹھا کر کہیں اور لے جا رہا تھا اور برج موہن لال کی کار میں سیٹ کے اوپری حصے میں موجود حساس ٹیپ ریکارڈر ان کی گفتگو ریکارڈ کر رہا تھا۔

ابھی تک لال نے مسٹر سنگھ کو ادا کرنے کے لئے رقم حاصل نہیں کی تھی۔ وہ بھارتی حکومت کی کنجوسی کا شاکی تھا اور مسٹر سنگھ کو کہہ رہا تھا کہ اس کا موجودہ اپارٹمنٹ ایک ڈپلومیٹ کی ضروریات کے لئے انتہائی ناکافی ہے اور اس کے شایان شان ہرگز نہیں۔ اس نے مسٹر سنگھ سے کہا کہ جس اپارٹمنٹ میں اس کا گزارہ ممکن ہے اس کا ماہوار کرایہ 18 سو ڈالر بنتا ہے اگر اس نے کبھی بھارتی حکومت کو اپنی اس جائز ضرورت سے آگاہ کر دیا تو وہ لوگ 18 سو ڈالر کا خرچ سنتے ہی صدمے سے مر جائیں گے۔

پیسوں کا ذکر شروع ہوا تو سنگھ نے اس سے کہا کہ اس کی خدمات کا معاوضہ بہت کم ہے اور وہ سو ڈالر پر زیادہ کام نہیں کریگا اسکی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے۔ اس پر برج موہن لال نے بھارت کے اکاؤنٹس آفس کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور بیوروکریسی کی جان کو رونے لگا۔ اس نے مسٹر سنگھ کو بتایا کہ جب بھی اس کو ڈالروں میں رقم ادا کی جاتی ہے تو بھارت کا اکاؤنٹس آفس اس کو دس سے ضرب دے کر گنتی کرتا ہے۔

"وہ لوگ مقامی ادائیگی کو بھی بھارتی کرنسی میں شمار کرنے لگتے ہیں شاید انکا دماغ خراب

ہو گیا ہے" ________ اس نے بھارتی بیوروکریسی پر لعن طعن کرتے ہوئے کہا۔

اپنے معاشی مسائل کے حل کے لئے اس نے مسٹر سنگھ کو ایک کمیونٹی ٹی وی پروگرام کر چلانے کی پیش کش کی۔ اس نے بتایا کہ ایسا پروگرام وہ کینیڈا کے "سی ایچ سی ایچ" ٹی وی سے "آن ائر" کر سکتے ہیں اور اس ضمن میں جتنے اشتہارات مسٹر سنگھ حاصل کرے گا اس کا کمیشن اسے الگ سے ادا کیا جائے گا۔

خیال رہے کہ ٹورانٹو میں ٹی وی سے پہلے ہی بہت سے اس نوعیت کے مختلف کمرشل پروگرام چل رہے تھے اور بہت سے ٹی وی سٹیشنوں نے اپنے چینل ایسے پروگرام کے لئے مخصوص کر رکھے تھے۔ اسے وہ لوگ (ایم ٹی وی) ملٹی کلچرل ٹیلی ویژن کا نام دیتے موہن نے مسٹر سنگھ کو ایسا پروگرام ہملٹن سے شروع کرنے کی پیشکش کی تھی۔

اس پیشکش نے ایک مرتبہ تو مسٹر سنگھ کو حیران ہی کر کے رکھ دیا۔ اسے اس بات کا علم کہ قونصلیٹ کا ایک نزدیکی دوست پہلے ہی سے ٹورانٹو میں ایک ایسا کمرشل پروگرام چلا ہے۔ پارٹ ٹائم ٹی وی پروڈیوسر ہرنند سکھ فرینڈشپ سوسائٹی سے قریبی تعلقات رکھتا تھا۔ سوسائٹی قونصلیٹ اور انڈین گورنمنٹ سے قریبی روابط کے لئے خصوصی شہرت کی حا تھی۔

جب مسٹر سنگھ نے اس شخص کے متعلق بتایا تو برج موہن لال نے کہا اس کی حیثیت ایک کالے جھنڈے سے زیادہ کچھ نہیں۔ ہم جب چاہیں اسے اوپر اٹھا دیں اور جب چاہیں اسے نیچے گرا دیں۔ اس شخص کی اگر کوئی اہمیت تھی تو وہ ختم ہو چکی ہے۔ اب تو وہ صرف ڈیڑھ سو ڈالر ہفتہ پر کام کر رہا ہے۔

مسٹر سنگھ کو احساس ہوا کہ وہ اکیلا ہی ایسا سکھ نہیں جو کینیڈین قونصلیٹ کا تنخواہ دار جاسوس تھا' اس کے اور بھائی بند بھی اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔

اس دوران مختلف ملاقاتوں میں برج موہن لال مسٹر سنگھ کو تازہ ہدایات اور اطلاعات منتقل کرتا رہا۔ وہ ہر ملاقات پر اگلی ملاقات میں ادائیگی کا وعدہ کر لیتا۔ اب مسٹر سنگھ کے

پیمانہ بھی لبریز ہونے لگا تھا۔ بالآخر وہ دن بھی آگیا جب اس نے مسٹر سنگھ کو کیش کی صورت میں پیسے منتقل کر دیئے۔ اس نے کہا "دراصل مجھے کیش کے حصول میں دشواری پیش آ رہی تھی کیونکہ "میوالیس فنڈ" سے ہمارے لوگ بذریعہ چیک ادائیگی کرنے پر معترض تھے لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہاری شناخت کسی بھی طرح ظاہر ہو۔" برج موہن لال نے مسٹر سنگھ کو یقین دہانی کروائی کہ اس کی پاکستان سے واپسی پر بھارتی انٹیلی جنس کے نزدیک اس کی اہمیت بڑھ جائے گی۔

اس نے مسٹر سنگھ سے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوائے۔ برج موہن نے مسٹر سنگھ کے لئے شراب کا جام تیار کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانک کر آخری اور اہم بات بھی کہہ دی۔ "یاد رکھنا" پاکستان "تمہاری اہم ترین جاب ہے۔ مشن تمہیں سونپ دیا گیا ہے' اب اسے پورا کر کے دکھاؤ۔"

"آپ بالکل مطمئن رہئے گا' میں اپنے فرض سے ذرا سی بھی کوتاہی نہیں کروں گا۔"

دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ مسٹر سنگھ کے لئے ٹکٹ بھی ایک عام سے ٹریول ایجنٹ سے تیار کروائے گئے اور وہ پاکستان روانہ ہو گیا۔ پاکستان سے جب وہ واپس لوٹا تو برج موہن لال اپنے پرانے اپارٹمنٹ ہی میں اس کا منتظر تھا۔ اس نے بڑی گرمجوشی سے مسٹر سنگھ کا استقبال کیا اور اس سے پوچھا کہ اس کا دورہ کیسا رہا؟

"بہت شاندار___ بہت کامیاب۔" مسٹر سنگھ نے کہا۔

سنگھ نے اسے پاکستان میں معاملات کی تفصیل بتائی اور فوٹوگرافس کا ایک پیکٹ بھی اس کو سونپ دیا۔ اس نے برج موہن لال سے کہا کہ کینیڈا کا کوئی سکھ اس میٹنگ میں شریک نہیں تھا۔ اس نے پاکستان میں موجود "اہم سکھ شخصیات" کی پہچان بھی پوشیدہ رکھی تھی۔

"میں نے اسے صرف مطمئن ہونے کی حد تک ہی اطلاعات بہم پہنچائی تھیں اور بہت سی کام کی باتیں چھپا لیں۔ میں نے اسے اس بات کا قائل کر لیا کہ میں نے پاکستان میں بہت محنت سے کام کیا ہے لیکن پاکستان میں موجود کسی بھی سکھ لیڈر کی اسے ہوا نہیں لگنے دی۔"

مسٹر سنگھ نے بعد میں ایک ملاقات میں بتایا۔

حیرت انگیز بات یہ تھی کہ جس پاسپورٹ پر ویزا لگوا کر مسٹر سنگھ پاکستان گیا تھا' اس کی تاریخ تجدید بھی ختم ہو چکی تھی اور روانگی اور واپسی دونوں پر کسی کا ادھر دھیان بھی نہیں گیا تھا۔

جب مسٹر سنگھ نے پاکستان کا دورہ کیا تو یہاں کینیڈین نیشنل پانچ سکھ ایک مقدمے کے سلسلے میں موجود تھے۔ ان لوگوں پر پاکستان میں موجود ایک بھارتی ڈپلومیٹ کو مارنے پیٹنے کا الزام تھا اور اپنے مقدمے کے سلسلے میں وہ یہاں ایک گوردوارے میں قیام پذیر تھے۔ پاکستانی قوانین کے مطابق مقدمے کے خاتمے تک وہ ملک چھوڑ کر نہیں جا سکتے تھے۔ مسٹر سنگھ نے بتایا "میں نے برج موہن لال کو ان لوگوں سے متعلق ایسی کہانیاں بنا کر سنائیں کہ وہ حیران ہی رہ گیا۔ میں نے اسے من گھڑت کہانی سناتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ پاکستان سے پنجاب کی سرحد عبور کر کے اکثر بھارتی پنجاب میں جاتے ہیں۔"

اس نے اپنی یادداشت دھراتے ہوئے کہا۔ "میں نے برج موہن لال کو پاکستان میں سکھوں کے ایک "ٹریننگ کیمپ" کی کہانی بھی سنا دی اور بتایا کہ میں نے خود اس کیمپ کا دورہ کیا ہے۔"

اگلے ماہ مسٹر سنگھ کو یکے بعد دیگرے بہت سے اہم کام سونپے گئے جن میں سنجیدہ کم اور غیر سنجیدہ زیادہ تھے۔ ایک مرتبہ اسے کینیڈین حکومت کی ایک فارن ایڈ ایجنسی کی جاسوسی کا فریضہ سونپا گیا جس کا دفتر یونگی سٹریٹ پر سب وے سٹیشن کے نزدیک واقع تھا۔ لال کا خیال تھا کہ اس ایجنسی کی آڑ میں کینیڈین حکومت خالصتان نواز سکھوں کی مدد کرتی ہے۔ اس نے سنگھ سے کہا "جب کینیڈین حکومت نے ہمارے لئے کوئی مسئلہ کھڑا کرنا ہو وہ اس ایجنسی کو ہمارے خلاف استعمال کرتے ہیں۔"

سنگھ نے اپنی جاسوسی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور اسے جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ برج لال موہن کا اندازہ غلط تھا۔ ایجنسی کا کسی جاسوس یا سیاسی معاملے سے دور پار کا تعلق بھی نہیں تھا۔

ایک اور مشن مسٹر سنگھ کو دیا گیا کہ وہ دو سکھوں کے متعلق تحقیق کرے۔ ان میں سے ی نووا سکوشیا اور دوسرا ڈیٹرائیٹ مشی گن امریکہ میں رہتا تھا۔ لال کا خیال تھا کہ ان دونوں ھوں کا تعلق ایک ایسے گروپ سے ہے جو اسلحہ خرید کر پنجاب میں سمگل کرنے کا منصوبہ بنا ہے تھے۔ لال کے کہنے کے مطابق آر سی ایم پی نے انہیں مطلع کیا تھا کہ ان دونوں سکھوں نے پرمار اور اونٹاریو کے دو سکھ بھائیوں سے 2 ملین ڈالر کا اسلحہ خرید کر بھارت میں خالصتانی یت پسندوں تک پہنچانے کی بات کی تھی۔ لال کا خیال تھا کہ دونوں سکھ بھائی زیر زمین دنیا کے باسیوں سے آشنائی رکھتے ہیں اور اسلحہ کے سمگلر بھی ان کے حلقہ احباب میں شامل ہیں۔

انہوں نے اسلحہ کے ایک بین الاقوامی سمگلر سے اس ضمن میں رابطہ بھی قائم کیا ہے۔ ل نے مسٹر سنگھ سے کہا کہ گو کہ ابھی تک یہ لوگ صرف زبانی جمع خرچ ہی کر رہے ہیں لیکن ھ بعید نہیں کہ وہ کیا کر گزریں' اس لئے ان پر کڑی نظر رکھنا ضروری ہے۔ لال کا کہنا تھا کہ ر سی ایم پی والے بھی ان کے کہنے پر اسی معاملے کی تحقیق کر رہے ہیں لیکن ہمیشہ کی طرح وہ ار کے معاملے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے اس بات کی تصدیق بھی نہیں کی ہ دونوں سکھوں نے پرمار سے کوئی خاص ملاقات بھی اس ضمن میں کی ہے۔ بعد میں مسٹر گھ کو اس کے آر سی ایم پی کے دوستوں نے مطلع کیا کہ برج موہن لال کے اندازے ہمیشہ کی رح غلط ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر مسٹر سنگھ ڈبل ایجنٹ کا کردار کیوں ادا کر رہا تھا؟ اس سوال کے جواب میں وہ کہتا ہے کہ ائر انڈیا کے حادثے کے بعد سے میرا کاروبار تباہ ہو چکا تھا۔ لوگ یری دکان کا رخ نہیں کرتے تھے۔ سکھوں کے خلاف جو فضا بن رہی تھی اس میں یورپین ونٹی نے ایک طرح سے ان کا سماجی بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ اس دوران اس کو بھی ائر انڈیا کی ہی کا ذمہ دار سمجھا جانے لگا اور سیکورٹی ایجنسیوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا۔ اب اس کے بعد چاؤ کی یہی ایک صورت تھی کہ وہ قونصلیٹ سے روابط استوار کر لے ورنہ اس کا بزنس تو تباہ ہی چکا تھا' اب وہ ذہنی عذاب میں بھی مبتلا کر دیا جاتا۔

مسٹر سنگھ نے اپنا کام شروع کر دیا اور وہ جھوٹی سچی خبریں پہنچا کر اپنا الو سیدھا کرنے لگا
اس کا کہنا ہے شاید آر سی ایم پی والوں کو اس کی نگرانی کے بعد یہ شک ہوا کہ وہ انڈین قونصلیٹ کے لئے کام کر رہا ہے اور اس کے ذریعے انڈین نے اپنا جاسوسی جال کینیڈا میں پھیلا رکھا ہے۔

مسٹر سنگھ کہتا ہے کہ اکتوبر 1985ء میں اوٹاوہ میں اس سے ایک شخص نے ملاقات کی اس نے اپنا تعلق کینیڈا کی وزارت خارجہ سے بتایا تھا۔

نووارو نے مسٹر سنگھ کو بتایا کہ ان کے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ بھارتی سفارتکار اپنی سرگرمیوں کی آڑ میں کینیڈا میں اپنا جاسوسی اڈہ قائم کر چکے ہیں اور بھارتی سفارتکاروں نے کینیڈا میں بہت سے جاسوسی آپریشن شروع کر رکھے ہیں۔ اگر مسٹر سنگھ ان کی مدد کرے اور بھارتی سفارتکاروں کی جاسوسی سرگرمیوں سے متعلق اطلاعات فراہم کر دے تو اس کی اپنی برادری کا بھی فائدہ ہو گا اور بھارتی سفارتخانے کی "ڈس انفارمیشن" مہم کے نتیجے میں جن سکھوں کی جان عذاب میں آچکی ہے ان کی بھی اصلیت کا علم ہونے پر خلاصی ہو جائے گی۔

مسٹر سنگھ کہتا ہے کہ میں نے اپنے سکھ بھائیوں کی بہتری کے پیش نظر پیشکش قبول کر لی۔ محکمہ خارجہ کے لوگ چاہتے تھے کہ وہ انہیں اپنے اور برج موہن لال کے درمیان ہونے والی گفتگو کے ٹیپ فراہم کر دیا کرے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ مسٹر سنگھ نے کینیڈین سیکورٹی کی بلا معاوضہ مدد کی تھی۔ اسے ایک ٹیپ ریکارڈر مہیا کر دیا گیا اور اس کے استعمال کا طریقہ بتا دیا گیا۔

مسٹر سنگھ نے اپنا کام شروع کیا۔ کینیڈین نے اس کی بلا معاوضہ خدمات پر اس کا شکریہ ادا کیا لیکن اسے بہرحال ایک خطیر رقم انہوں نے دیدی۔ یہ رقم اتنی تھی جو اگلے دو سال کے لئے بھی اس کے لئے کافی تھی۔

دسمبر 1985ء میں جب اس کے پاس ریکارڈنگ کے بہت سے کیسٹ جمع ہو گئے تو ایک اور ایجنٹ نے جس کا نام مسٹر سنگھ نے نہیں پوچھا اپنا تعلق ایکسٹرنل افیئرز منسٹر جوائے کلارک

سے بتایا اور کہا کہ وہ آر سی ایم پی کا آدمی ہے۔ اس نے مسٹر سنگھ سے وہی ریکارڈ شدہ ٹیپ وصول کر لئے۔ ان میں برج موہن لال اور مسٹر سنگھ کے درمیان وقتاً فوقتاً ہونے والی گفتگو ریکارڈ تھی۔ اس شخص نے اسے کچھ اور خالی ٹیپ دے دیئے اور اگلی ملاقات تک کے لئے خدا حافظ کرتے ہوئے کہا کہ دوبارہ وہ اس سے خود ہی رابطہ قائم کریں گے۔

اپنی اس ملاقات کے دوران کینیڈین انٹیلی جنس کے ایجنٹ نے مسٹر سنگھ کو کہا کہ وہ اسے کسی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتے۔ اگر مستقبل میں کبھی اس بات کا انکشاف ہو گیا کہ سنگھ ان کے لئے کام کر رہا تھا یا وہ کسی اور چکر میں پھنس گیا تو اس کی مدد نہیں کی جائے گی اور وہ لوگ اسے پہچاننے سے بھی انکار کر دیں گے۔ اسے جو کچھ بھی کرنا ہے اپنے رسک پر کرنا ہے۔

مسٹر سنگھ کہتا ہے کہ دو سال تک یہ سلسلہ جاری رہا وہ اپنی اور بھارتی سفارتکاروں کے درمیان ہونے والی گفتگو ریکارڈ کرتا اور اپنے پاس کیسٹ جمع کرتا رہتا۔ کسی روز وہ لوگ آکر اس سے ریکارڈڈ کیسٹ لے جاتے پھر ایک روز انہوں نے خود ہی یہ رابطہ ختم کر دیا۔

مسٹر سنگھ نے دو گھنٹے طویل ملاقات کے بعد اس بات کا انکشاف کیا کہ وہ سی ایس آئی ایس کے لئے بھی کام کرتا رہا۔ اس کا کہنا تھا کہ ایجنسی کے "فارن شعبے" نے اس کی خدمات حاصل کیں۔ ان لوگوں سے منسلک رہنے کا فائدہ یہ تھا کہ اس طرح بھارتیوں کے ساتھ اس کے تعلقات کو "کور" میسر آگیا تھا اور اس حوالے سے وہ دونوں طرف اپنی دکانداری کو کامیابی سے چلا رہا تھا۔

اس سوال پر کہ اس کے پاس کیا ثبوت ہے کہ سی ایس آئی ایس نے ہی اس سے رابطہ کیا تھا؟

مسٹر سنگھ نے خاموشی اختیار کی۔ واقعی اس نے کسی کی شناخت جاننے میں کبھی دلچسپی ظاہر نہیں کی' اسے دلچسپی تھی تو صرف ڈالرز سے جن کے حصول کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

سی ایس آئی ایس کے ایجنٹ فریڈ گبسن کا کہنا ہے کہ ان لوگوں نے بھارتی قونصلیٹ

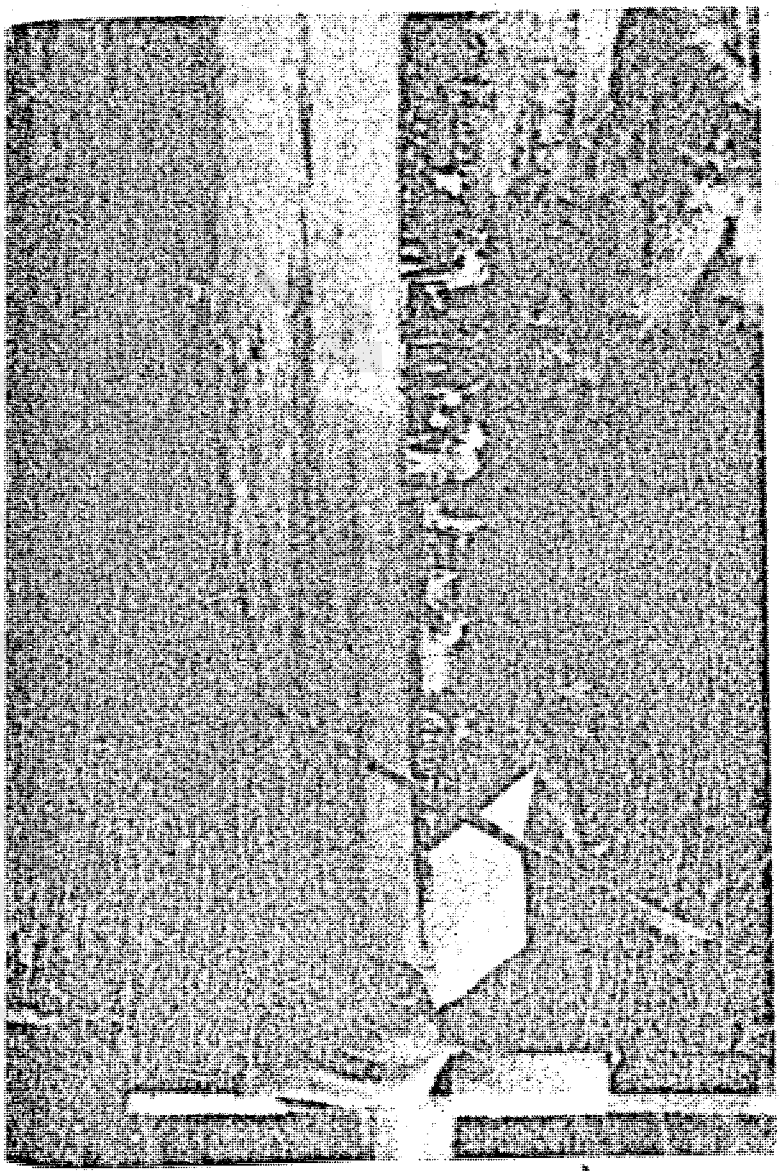

کی جاسوسی سرگرمیوں کے راز حاصل کرنے کے لئے ضرور بھارتی انٹیلی جنس نیٹ میں اپنے آدمی داخل کئے تھے۔ اس نے بتایا کہ 1982ء میں میٹروپولیٹن پولیس پر فائرنگ سے ائر انڈیا کے حادثہ 1985ء تک ہماری تحقیقات نے ہمیں قائل کر لیا کہ بھارتیوں کا ان واقعات میں بڑا اہم رول رہا ہے۔

اس کے بعد ایجنسی کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ بھارتی قونصلیٹ کے معاملات کا جائزہ لے۔ اس سلسلے میں خصوصی اہتمام یہی کیا گیا کہ کسی بھی طرح دونوں ممالک کے تعلقات جاسوسی کے اس کھیل سے متاثر نہ ہوں اور خاصا بچ بچا کے کام کیا جائے کیونکہ ان دنوں ہم بھارت سے "پائپ لائن ڈیل" کرنے جا رہے تھے۔

پائپ لائن والی کہانی ٹھیک تھی۔ کیلگری کینیڈا کی ایک کمپنی نووا کارپوریشن 16 سو میل لمبی دنیا کی سب سے بڑی پائپ لائن کی بھارت میں کھدائی کا ٹھیکہ لینے کے لئے کینیڈین وزارت خارجہ کے توسط سے کوشاں تھی۔ ایک اعشاریہ نو بلین ڈالر کے اس ٹھیکے کی نیلامی میں نووا کمپنی کو جن بڑے کاروباری اداروں کا سامنا تھا ان میں ایک اٹلی کی فرم' ایک فرنچ جاپانی کنسورشیم اور ایک میکسیکن فرم شامل تھی۔

نووا کمپنی 4 لاکھ 50 ہزار ٹن سٹیل پائپ کے ذریعے 18 اعشاریہ 5 ملین کیوبک میٹرک قدرتی گیس اور پٹرول کو مغربی بھارت سے شمالی بھارت کی کھاد ملوں میں پہنچانے کا ٹھیکہ لینے میں دلچسپی لے رہی تھی۔ یہ دنیا کی طویل ترین پائپ لائن ہوتی لیکن بالآخر کینیڈین وزارت خارجہ کی مدد کے باوجود نووا کمپنی کو یہ ٹھیکہ نہ مل سکا اور 1986ء میں ایک طویل جدوجہد کے بعد اسے بھارتی حکومت کی طرف سے جواب مل گیا۔

کینیڈا کے نزدیک تجارتی میدان میں سبقت رکھنے کے لئے مغربی دنیا کہاں تک گر سکتی ہے' اس کا اندازہ مس ایوگا کے کنزرویٹو ایم پی باب ہارنر کو لکھے کینیڈین وزیر خارجہ کے اس خط سے لگایا جا سکتا ہے۔ باب ہارنر جس علاقے کی پارلیمنٹ میں نمائندگی کر رہا تھا اس میں سکھوں کی غالب اکثریت آباد تھی اور یہ اس کے ووٹر تھے جن کی طرف سے اپنے ایم پی پر

مسلسل دباؤ بڑھ رہا تھا کہ وہ کینیڈین پارلیمنٹ میں ان کے جذبات کی ترجمانی کرے۔ جب بارنر نے وزیر خارجہ جوائے کلارک کو خط لکھ کر بھارتی حکومت کے مظالم اور سکھوں کی بے چینی کی طرف انکی توجہ مبذول کروائی تو اس نے جوابی خط میں سکھوں کے ساتھ بھارتی حکومت کی دہشت پسندانہ پالیسی کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے لکھا۔

"میں شدت سے اس بات کا قائل ہوں کہ ہماری خارجہ پالیسی میں بھارت کی بے پناہ اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اور ہمیں بہرصورت بھارت کے ساتھ اپنے "خوشگوار تعلقات" کو قائم رکھنا ہے۔ یہ ہمارے لئے "انتہائی اہمیت کا حامل ملک" ہے جس کے ذریعے ہم کینیڈا کی معیشت کو مضبوط بنیادوں پر استوار رکھ سکتے ہیں اور آپ کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض ہے کہ بھارت غیر جانبدار ممالک کی کانفرنس کا چیئرمین بھی ہے۔"

اس جواب سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کینیڈین حکومت اپنے لاکھوں سکھ شہریوں کی قربانی پر بھی بھارت سے تعلقات نہیں بگاڑ سکتی۔ ایسی تجارتی منڈی ہاتھ سے گنوانا ان کے لئے قطعی گھاٹے کا سودا ہے۔

اولسن جیسے سی ایس آئی ایس کے آپریشنل ہیڈ سے زیادہ اس تلخ حقیقت کا ادراک اور کسے رہا ہوگا! اس نے اپنی آر سی ایم پی سیکورٹی سروسز میں نوکری کے آغاز پر ہی اس کا تجربہ حاصل کر لیا تھا جب اس نے اٹاوہ میں کے جی بی کے ایک نیٹ کا سراغ لگایا تو وزارت خارجہ کی طرف سے اس پر مسلسل دباؤ رہا کہ وہ اس معاملے کو گول ہی کر جائے۔ اس نے جب بھی سفارتی لبادے میں چھپے کے جی بی کے کسی جاسوس کی نشاندہی کی جواب میں اس کی حوصلہ شکنی کی گئی۔

سیکورٹی سروسز پر لکھی گئی اپنی کتاب (Man in the shadow) میں جون ساؤنیسکی بتاتا ہے کہ کس طرح ایک سال تک اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر کینیڈین سیکورٹی ایجنٹ نے اس بات کا سراغ لگایا کہ روسی سفارتخانے کا کلچرل سیکرٹری دراصل کے جی بی کا ایجنٹ ہے' لیکن وزارت خارجہ نے اس کو ملک بدر کرنے سے انکار کر دیا۔

ساؤنیسکی لکھتا ہے۔ "وزارت خارجہ کا صورت حال کو دیکھنے اور محسوس کرنے کا اپنا انداز ہے۔ وہاں اس بات کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ عظیم تر تجارتی اور ملکی مفادات کے مقابلے میں کسی غیر ملکی جاسوس سفارتکار کا اخراج کیا معنی رکھتا ہے؟" اس سودے کے نفع اور نقصان کو بیلنس کرنے کے بعد اگر یہ سمجھ جائے کہ اس جاسوس کو ملک بدر کرنے سے ملک کے "مخصوص مفادات" پر زد پڑتی ہے تو اس معاملے میں خاموشی اختیار کرنا ہی بہتر سمجھا جاتا ہے' خواہ کوئی جاسوس گروہ رنگے ہاتھوں ہی کیوں نہ گرفتار ہو چکا ہو۔ اگر کینیڈا اور روس کے درمیان گندم کی فروخت کا کوئی معاہدہ چل رہا ہو اور کینیڈا حکومت یہ سمجھے کہ اس کے گندم کے زائد ذخائر اچھی قیمت پر ٹھکانے لگ سکتے ہیں اور ملکی محاصل میں خاطرخواہ اضافہ ہو سکتا ہے تو وہ گندم کی فروخت کو قومی سلامتی سے زیادہ اہمیت دیں گے۔"

ساؤنیسکی لکھتا ہے کہ اگر ایسا ناگزیر ہی ہو جائے تو کسی بھی ڈپلومیٹ کو ایسے مخصوص اور معصومانہ انداز سے ملک بدر کیا جائے گا کہ متعلقہ ملک کی طبع نازک پر یہ کارروائی گزرگراں نہ گزرے اور ان کے تعلقات پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔ مثلاً بجائے اس کے کہ متعلقہ شخص کو (Person non grata) قرار دیا جائے' اس بات کا انتظار کیا جائے گا کہ اس ملک میں اس کی مدت ملازمت ختم ہو اور وہ خود ہی رخصت ہو جائے۔

آر سی ایم پی کو کینیڈین وزارت خارجہ کے اس رویئے سے بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ ان کے تعلقات اکثر سرد مہری کا شکار رہتے ہیں۔ وزارت خارجہ کے لوگ اگر کسی غیر ملکی سفارتخانے کے کسی فرد کو ناپسندیدہ قرار دیکر ملک سے نکلنے کو بھی کہیں تو اسے بڑے عزت واحترام سے رخصت کیا جاتا ہے اور پریس کو اس معاملے کی ہوا بھی نہیں لگنے دی جاتی۔ یہ خاموش اخراج آر سی ایم پی کو بڑا کھلتا ہے کیونکہ اس طرح کینیڈین عوام کو ان کی محنت کا علم ہی نہیں ہو پاتا۔

اکثر ایسا ہوا کہ جب کبھی کسی روسی سفارتکار کو ملک چھوڑنے کا حکم ملا اور کسی نہ کسی طرح یہ خبر پریس تک پہنچی تو ان لوگوں نے آر سی ایم پی کو فون کر کے ان کا ناطقہ بند کر دیا جبکہ

یہ بے چارے وزارت خارجہ کی ہدایت پر دم سادھے رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا سکتا ہے کہ بھارت کے معاملے میں کینیڈین وزارت خارجہ کا معاملہ بالکل روسیوں جیسا ہو ہوتا۔ جب 1986ء میں نووا کمپنی کو پائپ لائن کی کھدائی کے ٹھیکے سے انکار کر دیا گیا تو 1986 میں اپنے سیکورٹی اداروں کی سفارشات پر محکمہ خارجہ نے عمل بھی کر دکھایا۔ اس ضمن میں بھارت اور کینیڈین وزارت خارجہ کے درمیان ایک خفیہ معاہدے کے ذریعے بھارتی وزارت خارجہ نے ٹورانٹو میں اپنے قونصل جنرل سریندر ملک کا تبادلہ بغیر تشہیر کے کسی اور ملک میں دیا۔

سریندر ملک نے بعد میں ایک "سوشل تقریب" میں جب وہ نشے کی حالت میں جھ رہا تھا' احتجاجی لہجے میں کہا کہ اتنی اہم جاسوسی خدمات انجام دینے پر اسے امید تھی کہ اس عہدہ بڑھا کہ اسے ترقی دیکر ٹرانسفر کیا جائے گا اور کسی بڑے ملک میں سفیر تو بنایا جائے گا لیکن کسی یورپی ملک میں نہیں بلکہ خلیج کی ایک چھوٹی سی ریاست قطر میں اسے پھینک دیا گیا۔

سریندر ملک کا کہنا تھا کہ وہ یہاں آکر خود کو کسی کنویں میں مقید خیال کرتا ہے۔ ایک معاہدے کے ذریعے قونصل جنرل جگدیش شرما کو بھی ٹورانٹو ٹرانسفر کرنا طے پایا لیکن وہ ونکو سے باہر نہیں نکلا۔ شاید بعد میں کسی مصلحت کے تحت کینیڈین وزارت خارجہ نے اس معا پر پسپائی اختیار کر لی۔

بہر حال اب سکھوں نے کینیڈین حکومت کی طرف سے بھارتی سفارت کاروں جاسوسی اور تخریبی سرگرمیوں پر آنکھیں بند کئے رکھنے کی پالیسی کو ہدف تنقید بنانا شروع کر تھا۔ اس سلسلے میں پریس بھی ان کا ہمنوا تھا۔ فروری 1987ء میں جب جوائے کلارک۔ بھارت کا دورہ کیا تو سی ایس آئی ایس کی طرف سے بھارتی جاسوس سفارت کاروں کی ایک لسٹ بھی وہ اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ اگلے ایک مہینے میں تین بھارتی سفارتکاروں کو "ناپسند عناصر" قرار دے کر کینیڈا سے نکال دیا گیا۔ ان میں ٹورانٹو کا وائس قونصل اور مسٹر سنگھ کا سپائی ماسٹر" برج موہن بھی شامل تھا۔

گوربندر سنگھ جو بھارتی سی بی آئی کا سپرنٹنڈنٹ اور وینکور میں قونصل تھا' کو بھارت نے مارچ میں ٹرانسفر کر دیا۔ اوٹاوہ کے بھارتی ہائی کمیشن کے ایک قونصل ایم کے دہر کو بھی تبدیل کر دیا گیا۔ یہ کارنامہ کسی باہمی معاہدے کے تحت چپ چاپ خاموشی سے انجام پاجاتا لیکن سی ایس آئی ایس سے حاصل کردہ اطلاعات کی بنا پر کینیڈا کے اخبار "گلوب اینڈ میل" نے اس راز کا بھانڈہ پھوڑ دیا اور اخبار نے اپنے فرنٹ صفحے پر نمایاں سرخیوں کے ساتھ بھارتی سفارت کاروں کے دیس نکالے کی کہانیاں بیان کر دیں۔ بھارتی ہائی کمیشن کی طرف سے ان اخباری خبروں کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا گیا لیکن کینیڈین وزارت خارجہ نے خاموشی اختیار کر لی۔

اپنے پیشرو دیوندر سنگھ آہلووالیہ کی طرح برج موہن لال کا تعلق بھی بھارتی انٹیلی جنس سے تھا اور وہ بھی آہلووالیہ کی طرح ڈپلومیٹ کے بھیس میں جاسوسی سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ 1985ء میں جب اس کی پوسٹنگ ٹورانٹو میں ہوئی' اس کی عمر گو کہ 55 سال تھی لیکن وہ اپنی عمر سے بہت چھوٹا دکھائی دیتا تھا۔ وہ چھوٹے قد اور پتلے جسم کا آدمی تھا اور بھارت کے روائتی فوجی افسروں کی طرح مونچھوں کو اپنے کونوں سے اٹھا کر رکھتا تھا جیسے برٹش راج میں بھارتی فوجی افسر رکھا کرتے تھے۔ وہ آہستہ اور سوچ سمجھ کر بات کرتا تھا اور اپنے مخاطب کو قائل کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا تھا۔

آہلووالیہ کی طرح لال بھی سستی شراب کے ذریعے اپنی سفارتی سرگرمیوں کی آڑ میں جاسوسی سرگرمیاں چلاتا رہا۔ اس نے گلوب اینڈ میل کے رپورٹر ذوہیر کاشمیری کو ایک مرتبہ آفر کی کہ اگر وہ چاہے تو کوڑیوں کے مول اسے حسب فرمائش شراب کے کریٹ مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ یہ ایک طرح سے صحافتی رشوت تھی جس کے بدلے لال گلوب اینڈ میل کے اس ہونہار رپورٹر سے یہ توقع رکھتا تھا کہ وہ ان کے کیمپ میں شامل ہو جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ کاشمیری نے نہ صرف اس کی آفر کو ٹھکرا دیا بلکہ "آن دی ریکارڈ" بھی لے آیا۔

حیرت کی بات ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے انسانی آدرشوں کی دعویدار حکومتیں بھی محض اپنے تجارتی مفادات کے حصول کے لئے "اپنی تجارتی منڈیوں" پر اپنے اصولوں کو قربان

کر دیا کرتی ہیں جس کا ذکر سافٹ ٹارگٹ کے مصنفین نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 127 تا 129 پر

(Page No. 127 To 129)

With regard to India and Canada's Sikh community, External could not ignore the mounting evidence indefinitely. In 1986 ---- after Nova Corporation had lost the pipeline bid ---- India and External Affairs reached a deal allowing the Toronto consul general, Surinder Malik, to transfer out of Canada without any publicity. He had said in an interview that he was expecting a bigger posting with a promotion to ambassador. As it happened, he was made an ambassador, but in Qatar, a small Persian Gulf sheikhdom referred to in diplomatic circles as "a hole in the ground." Another decision, to transfer Consul General Jagdish Sharma from Vancouver to Tokyo, was shelved, and he remained in Vancouver. In this case, External had backed down.

By now the Sikh community as openly attacking the federal government over the activities of Indian diplomats and there had been some newspaper publicity. reluctantly, Joe Clark, on a trade mission to New Delhi in February 1987, took a list of names of diplomats collected by CSIS. Beginning within a month, three diplomats were removed from Canada. Among the was Brij Mohan Lal, the vice-consul in Toronto and Singh's handler. Gurinder Singh, a superintendent with India's Central Bureau of

investigation and a consul in Vancouver, was also transferred by India in March. Later that year, M.K. Dhar, a counsellor at the Indian High Commission on Ottawa, was transferred out of the country. There was no publicity, but the information was leaked to the *Globe and Mail* CSIS and featured on the front page. The story was vociferously denied by the Indian High Commission, while External Affairs refused any comment, saying that it did not speak publicly about and intelligence operation conducted by other countries.

Like his predecessor as vice-consul, Davinder Singh Ahluwalia, Brij Mohan Lal was an intelligence operative under diplomatic cover. Although he was about fifty-five when he was posted to Toronto in 1985, he looked younger than his years. He was short, stocky and wore the traditional clipped mustache that was the hallmark of Indian army officers ---- a holdover from the British Raj. He had a slow but laconic manner of speaking that carried a tone of reason and logic.

Lal, Like Ahluwalia before him, was generous with the consulate's duty-free liquor supply. During his first meeting with one of the book's authors ---- Zuhair Kashmeri, who was on an assignment for the *Globe* ---- he made a proposition. "I've got a deal for you," he offered. "We get Scotch at rock-bottom prices, something like five dollars. I can let you have a few from our quota ... north America is expensive and one of our jobs is

helping our people from the old country." The offer wa not accepted but he had made clear his intention.

He revealed to Kashmeri that one of his goals wa to discredit the International Sikh Youth Federation ar its coordinator, Lakhbir Singh Brar, the nephew of tl slain soldier-priest Jarnail Singh Bhindranwale. CSIS ha also noticed Lal's keen interest in the ISYF.

On November 20, 1985, two days before the *glo* began publication of a three-part series on Indian spyi in Canada, for which Consul General Surinder Malik h already been interviewed, Lal called up Kashmeri a sought a meeting over drinks. He selected Pete's, a noi pub adjacent to the busy Bloor and Yonge subway stati in Toronto and near the consulate.

Lal told Kashmeri that it was his intention to cle up the intelligence operation being run out of consulate, not to propagate it. He spoke about background in the Indian army, in which he reached rank of brigadier before moving to the foreign servi Drinking heavily throughout the lengthy meeting, began speaking ---- after a fourth martini --- about previous five years and the exciting work of being intelligence officer stationed in Punjab. The Indian arn foreseeing the troubles in Punjab with the rise Bhindranwale, had directed its intelligence officers mount domestic spying operations against the soldi priest and his group, he said. He acknowledged that

roup known as the Third Agency had been set up but enied it had allowed arms to be smuggled to hindranwale's supporters in the Golden Temple.

پاکستان..... "را" کے گلے کی ہڈی

"را" کا جنم 1962ء میں چین کے ہاتھوں بھارتی فوج کی عبرتناک شکست اور بھارتی انٹیلی جنس آئی بی کی ناکامی کے بطن سے ہوا تھا لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کا سب سے بڑا ہدف پاکستان ہی تھا اور رہے گا۔ "را" نے اپنے قیام اور تنظیم سازی کے فوراً بعد سے اپنے ہزاروں ایجنٹوں' کھربوں روپے کے بجٹ اور بہت بڑی پراپیگنڈہ مشینری کے ساتھ پاکستان کے خلاف بیک وقت تین محاذ کھول رکھے ہیں۔

1- پراپیگنڈہ

2- جاسوسی

3- تخریب کاری

ان تینوں محاذوں پر "را" یکسوئی اور تن دہی کے ساتھ مصروف عمل ہے۔ اس گھناؤنے کھیل میں اسے اپنی حکومتوں کی مکمل آشیرواد ہمیشہ سے حاصل رہی ہے۔ بھارت میں یوں تو زیادہ عرصہ مرکز میں کانگریس سرکار ہی رہی ہے لیکن ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگر کبھی کانگریس مخالف کوئی حکومت بھی برسر اقتدار آئی تو اس نے دیگر تمام معاملات پر اختلاف کیا لیکن پاکستان دشمنی میں کبھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

حکومتوں کی یہی "کمزوری" را کی پالیسی میں بنیادی رول ادا کرتی رہی ہے۔ "را" کو اندرونی محاذ پر ایک دور میں جنتا دل حکومت کی معمولی مخالفت کا سامنا ضرور رہا ہے لیکن

افسانوی حد تک تو ممکن ہے یہ بات درست رہی ہو کہ تب بھارتی وزیراعظم مرارجی ڈیسائی نے "را" کے خلاف پاکستان آپریشن پر تنقید کی ہو لیکن عملاً ایسا ممکن نہیں۔

"را" کی پاکستان دشمنی کا ایک بدترین نمونہ تو 1971ء کی لڑائی اور بنگلہ دیش کا قیام ہے لیکن اس کے بعد سے آج تک "را" نے پاکستان کے خلاف اپنے آپریشنز کی شدت میں اضافہ ہی کیا ہے، کمی نہیں آنے دی۔

حالیہ چند سالوں میں تو "را" کی پاکستان دشمن کارروائیاں اپنی حلیف رسوائے زمانہ انٹیلی جنس ایجنسی "موساد" کے تعاون سے بہت بڑھ گئی ہیں خصوصاً "مقبوضہ کشمیر میں جہاد آزادی نے "را" پاکستان کے خلاف بہت سیخ پا کر دیا ہے اور ہر آنے والے دن "را" کو پاکستان کے خلاف تخریب کاریوں کا ایک نیا باب کھول رہی ہے۔

اس ضمن میں "را" نے پاکستان میں اپنی لڑائی کو جن اہم محاذوں پر پھیلا رکھا ہے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

مذہبی، گروہی، لسانی، صوبائی منافرت — Secessionism

پاکستان میں زبان اور نسل کی بنیاد پر منافرت پیدا کرنے میں "را" بہت سرگرم دکھائی دیتی ہے خصوصاً پاکستان کا صوبہ سندھ اس کی مذموم کارروائیوں کا شکار رہا ہے۔ اشوک رائنا نے اپنی کتاب Inside Raw "ان سائیڈ را" میں برملا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پاکستان کے شمال مغربی صوبہ سرحد میں پختونستان نواز عناصر سے "را" کے گہرے روابط استوار رہے ہیں اور اس نے ان ایام میں جب پختونستان نواز عناصر نے کابل میں جلاوطنی اختیار کی ہوئی تھی، ان سے تعلقات مضبوط کئے اور انہیں بے حساب فنڈز مہیا کئے گئے تاکہ پاکستان کے خلاف اور پختونستان کی حق میں اپنا زہریلا پراپیگنڈہ جاری رکھیں۔ ان دنوں "را" اور "خاد" نے مشترکہ مفادات کے تحت ان باغیوں کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہر ممکن معاونت بہم پہنچائی۔

پنجاب کے جنوبی حصے میں "را" نے سرائیکی تحریک کے تانے بانے بنے اور اس تحریک

کو نہ صرف پاکستان میں لاکھوں روپے کی امداد وقتاً فوقتاً پہنچائی گئی بلکہ سرائیکی تحریک کو تقویت بخشنے کے لئے نومبر، دسمبر 1993ء میں دہلی میں ایک "بین الاقوامی سرائیکی کانفرنس" کا انعقاد بھی کیا۔ اس نام نہاد کانفرنس میں سرائیکی نواز دانشوروں اور آرٹسٹوں کو مدعو کیا گیا اور سرائیکی صوبے کے حق میں زبردست پرچار ہوا۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ "را" کے مستند ایجنٹ سرائیکی نواز بھارتی پروفیسر اور سرائیکی ساھتیا سنگم کے جنرل سیکرٹری (Seraiki Sahitya Sangam) چندر بھٹرا (Chandrar Batra) نے کچھ عرصہ بعد پاکستان کا دورہ کیا۔ خان پور، رحیم یار خان میں منعقدہ سرائیکی کانفرنس میں زہریلا خطاب کیا۔ مقامی آبادی کو پاکستان کے خلاف بغاوت کر کے سرحدی علاقے میں سرحد کے دوسری طرف موجود سرائیکیوں سے الحاق کی دعوت دی اور اپنا کام کر کے چلتا بنا۔ اخبارات شور مچاتے رہے لیکن ایجنسیوں کے کانوں پر جوں نہیں رینگی۔

مقامی سطح پر حالات و واقعات کی رفتار کے ساتھ ساتھ جنم لینے والی ان تحریکوں کے ساتھ ساتھ "را" نے اپنا بنیادی ٹارگٹ سندھ کو بنا رکھا ہے جہاں ایک لمبے عرصے سے اس نے پاکستان کے خلاف "پراکسی وار" شروع کر رکھی ہے۔ بدقسمتی سے اپنی تخریبانہ سرگرمیوں کے لئے "را" کو سندھ میں بڑی زرخیز زمین میسر آئی ہے۔

سرحدوں کے ساتھ ساتھ موجود بڑی تعداد میں ہندو آبادی کی ہمدردیاں اسے قدرتی طور پر حاصل ہیں۔ ان آبادیوں میں اپنے "محفوظ مراکز" Safe Houses قائم کر کے اپنے ہم نوا ہندوؤں کی مدد سے "را" کے ایجنٹوں کو سندھ کے اندرونی علاقوں تک آسانی سے رسائی اور تحفظ میسر آجاتا ہے۔

ہندو آبادی پر جب بھی کسی شک شبہ کے بعد کوئی انکوائری کے لئے حکومتی ایجنسی ریڈ کرتی ہے تو "را" اپنے پروردہ پریس کے ذریعے رائی کا پہاڑ بنا کر کھڑا کر دیتی ہے اور معاملات کو اتنا الجھا دیا جاتا ہے کہ وہ سلامتی کے معاملے سے زیادہ ایک سیاسی معاملہ بن کر رہ جاتا ہے۔ ایسی متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ جب کبھی پاکستان کی کسی بھی ایجنسی نے سندھ کی ہندو

آبادی سے کسی مشتبہ عورت یا مرد کو گرفتار کیا' اس مسئلے کو فوراً مذہبی رنگ دے دیا جاتا ہے۔
افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہماری نام نہاد ہیومن رائٹس تنظیمیں بھی آسانی سے "را" کے اس جال میں پھنستی چلی جارہی ہیں۔

"را" نے سندھ کی ہندو آبادی میں بے شمار روپیہ تقسیم کر کے ان لوگوں کو تربیت اسلحہ اور پراپیگنڈہ کے ہتھیاروں سے لیس کر کے سندھ کو پاکستان سے الگ کرنے کے لئے میدان عمل میں اتارا ہے۔ سندھو دیش تحریک کے ساتھ ہی "را" نے ایم کیو ایم کے علیحدگی پسند طبقوں سے بھی روابط استوار کئے اور ان کے "ملی ٹینٹ ونگ" کو اپنے تخریب کاری کیمپس میں تربیت دی۔

مقامی پریس میں موجود اپنے زر خرید ہمنواؤں کی مدد سے ایک موثر اور مضبوط پراپیگنڈہ مہم کے ساتھ جس میں "را" کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ سندھ کے عوام کو ذہنی طور پر پاکستان سے علیحدگی کے لئے تیار کر رہی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے "را" کی طرف سے وقتاً فوقتاً "سیمینارز' لیکچرز کا انعقاد کیا جاتا ہے اور ان سیمینارز کو عموماً بھارت یا پھر کسی اور ملک میں ہوتے ہیں' پاکستان کے سندھی دانشوروں کو بطور خاص مدعو کیا جاتا ہے جہاں ان کو لذت کام و دھن بہم پہنچا کر اپنی حق میں فضا ساز گار کی جاتی ہے۔

نفسیاتی جنگ

"را" نے پاکستانی عوام کو ذہنی پراگندگی کا شکار کرنے کے لئے بڑے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے ہیں۔ "را" کی طرف سے عموماً اس نوعیت کا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔

1- پاکستان کا قیام' دو قومی نظریہ اور "بھارت ماتا کی تقسیم" کو الٹے سیدھے دلائل اور موثر پراپیگنڈہ کے ذریعہ غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور خصوصاً 1971ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد یہ تھیوری سامنے لائی گئی کہ اسلام کا رشتہ کوئی رشتہ نہیں۔ اگر یہ کوئی مضبوط حوالہ ہوتا تو اسلام کے نام پر حاصل کردہ ملک کے دو حصے کیوں ہوتے؟

اس طرح "را" کی طرف سے تکرار سے یہ بات دہرائی اور پاکستان میں پھیلائی جاتی ہے کہ اگر ہندوستان متحد رہتا تو مہاجر ہو کر پاکستان میں زندگی بسر کرنے والے موجودہ حالات سے کہیں بہتر زندگی بسر کر رہے ہوتے اور اس "تقسیم" نے سرحدوں کے آر پار بسنے والے لاکھوں خاندانوں کے مصائب میں اضافہ کیا ہے۔

2- قائد اعظمؒ سے اب تک کی تمام پاکستانی لیڈر شپ کو ہدف تنقید بنائے رکھنا "را" کا دوسرا بڑا حربہ ہے۔ پاکستانی قوم کو ہمیشہ ان کی لیڈر شپ سے متعلق کنفیوژن کا شکار بنائے رکھنا "را" کا مشن ہے۔

3- ایسے نفسیاتی حربے اپنا کر "را" نے پاکستانیوں کو جنہوں نے ایک متحدہ قوم بن کر "نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر" ایک ہونے کا نعرہ لگا کر اپنے لئے الگ ملک حاصل کر لیا تھا' گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

"را" نے نفسیاتی محاذ پر بڑی کامیاب جنگ لڑی ہے اور آج پاکستان میں بدقسمتی سے زبان' رنگ و نسل' مذہبی اور سیاسی نظریات' کی بنیاد پر بے شمار جماعتیں اور گروہ معرض وجود میں آگئے ہیں۔ "را" کا مقصد دراصل یہی ہے کہ اس طرح پاکستانی قوم کا شیرازہ بکھیر کر انہیں اپنی لیڈر شپ اور اداروں کی طرف سے مکمل مایوسی کا شکار کر کے بھارت کی طرف راغب ہونے پر مجبور کر دیا جائے۔ اس طرح بھارتی لیڈر شپ کے اس پرانے خواب کو جسے "اکھنڈ بھارت" کہا جاتا ہے' پورا کرنے کا سامان خود بخود پیدا ہو جائے گا۔

پراپیگنڈہ

"را" کے پراپیگنڈہ کا بنیادی مقصد یہ دکھائی دیتا ہے کہ بھارت کے کسی بھی حصے میں پیش آنے والے کسی بھی حادثے میں آئی ایس آئی (انٹر سروسز انٹیلی جنس) ملوث ہے۔

مقبوضہ کشمیر کی جدوجہد آزادی ہو' خالصتان کی تحریک بغاوت' بھارت کی جنوب مشرقی ریاستوں میں موجود باغیانہ اور زیر زمین تحریکیں ہوں' دہلی' بمبئی یا کلکتہ کے بم دھماکے ہوں یا کسانوں مزدوروں اور اقلیتوں کی کوئی احتجاجی تحریک' "را" والے اپنے ملک میں پائی جانے

والی بے چینی کا ذمہ دار آئی ایس آئی کو گردانتے ہیں۔

اس ضمن میں اپریل 1995ء میں شائع ہونے والا بھارتی فوج کے چیف آف سٹاف جنرل چوہدری کا یہ بیان محل نظر ہے جس میں انہوں نے بھارت کے جنوب مشرق میں جاری مختلف گوریلا تحریکوں کا ذمہ دار آئی ایس آئی کو قرار دیا۔ مقبوضہ کشمیر' خالصتان تحریک کو آئی ایس آئی کا شاخسانہ بتایا اور حیرت انگیز طور پر یہ الزام بھی داغ دیا کہ ان دنوں بنگلہ دیش کی وزیراعظم محترمہ خالدہ ضیا جو پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی تھیں دراصل ائی ایس آئی سے ہدایات لینے آئی ہیں کیونکہ وہ چٹاگانگ کی سرحدوں سے بھارت کے خلاف آئی ایس آئی سے آپریشن لانچ کروانا چاہتی ہیں۔ بھارت کی اس قدر ذمہ دار اور اہم شخصیت کی طرف سے ایسا بیان اس کے پراگندہ ذہن کا شاہکار ہی کہا جائے گا۔

دراصل "را" کا مقصد یہ رہا ہے کہ وہ آئی ایس آئی کے خلاف ایک منظم پراپیگنڈہ چلا کر پاکستان کو دنیا کی نظروں میں ایک دہشت گرد ملک ثابت کرے۔

1992-93ء میں "را" نے امریکہ اور یورپ میں اس گھناؤنے مقصد کے لئے 20 ملین ڈالر کی رقم مختص کی تھی۔ اس ضمن میں ان دنوں "را" کے سربراہ جے ایس بیدی نے اسرائیل' الجزائر' مصر اور اردن کے دورے بھی کئے تاکہ ان ممالک میں ہونے والی انسرجنسی کو پاکستان کے کھاتے میں ڈال کر ان کی ہمدردیاں بھی حاصل کرے۔ اس میں اسے کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی جب مصر اور الجزائر کی طرف سے یہ کہا گیا کہ پاکستان میں موجود عرب مجاہدین ان کے ہاں پائی جانے والی بے چینی کے ذمہ دار ہیں اور اسرائیلی انٹیلی جنس "موساد" نے اس سلسلے میں "را" کی بھرپور معاونت بھی کی کیونکہ یہودیوں کے مغربی پریس میں تعلقات ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔

"را" کو کسی حد تک اپنے گھناؤنے مقاصد میں کامیابی بھی حاصل ہوئی جب اس نے پاکستان کو امریکہ کی دہشت گردوں کی "واچ لسٹ" میں شامل کروا دیا لیکن بعد میں کوئی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان کو "واچ لسٹ" سے نکال دیا گیا۔

1993ء میں "را" نے پھر 800 کروڑ روپے پاکستان کو دوبارہ اس "واچ لسٹ" میں شامل کروانے کے لئے مختص کئے لیکن مغربی ممالک میں موجود محب وطن پاکستانیوں کی دن رات کی مساعی نے ان کے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا اور اسے پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

"را" نے پراپیگنڈہ کے محاذ پر نئی نئی تکنیک ایجاد کی ہیں اور ایک کامیاب حربہ یہ اپنایا ہے کہ "را" کی طرف سے بعض اسلامی ممالک اور سنٹرل ایشیائی نو آزاد ریاستوں میں یہ تاثر پھیلایا جا رہا ہے کہ ان کے ہاں پائی جانے والی بنیاد پرستی Fundamentalism کے سوتے دراصل پاکستان میں پھوٹتے ہیں۔

"فنڈامنٹلزم" امریکہ اور مغرب کا من پسند موضوع رہا ہے اور بنیاد پرستی کا ہوا ان کے دل و دماغ پر بری طرح سوار ہے' اس لئے "را" کو یہاں خاصا "سافٹ کارنر" مل جاتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ "را" نے اس ضمن میں پاکستان کے امیج کو بین الاقوامی سطح پر خاصا نقصان پہنچایا ہے۔

پراپیگنڈہ کے محاذ پر اپنی برتری قائم کر کے دراصل "را" کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان اپنی شناخت برصغیر کے دیگر ممالک جیسے سری لنکا' بھوٹان' نیپال وغیرہ کی طرح کرائے۔ اپنے سیاسی' سماجی' معاشی اور ثقافتی رشتے بھارت سے مضبوط کرنے پر مجبور ہو جائے اور بجائے اپنے قومی تشخص کو نمایاں کرنے کے' جنوب ایشیا کے دیگر چھوٹے ممالک کی طرح بھارت کے ایک طفیلی ملک کی حیثیت سے زندہ رہے۔

دوسرا اہم مقصد یہ دکھائی دیتا ہے کہ پاکستانی عوام اور حکومت کو یہ باور کروا دیا جائے کہ پاکستان کا کوئی مستقبل نہیں۔ نہ تو یہاں کسی کو انسانی حقوق حاصل ہیں نہ ہی یہاں کا سیاسی کلچر اتنا مضبوط ہے اور جہاں تک "اداروں" Institutions کا تعلق ہے ان کا سرے سے پاکستان میں وجود ہی دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ یہاں کی فضا کسی بھی قسم کی سیاسی' معاشی یا ثقافتی نشوونما کے لئے سازگار نہیں۔

تخریب کاری' دہشت گردی اور باغیانہ سرگرمیاں

کچھ میدانوں میں "را" اپنے فن میں "کمال فن" کی دعوے دار ہے خصوصاً ہمسایہ

ممالک میں توڑ پھوڑ کی سرگرمیاں (تخریب کاری) اس کا خاص میدان ہے اور اسی حوالے سے اس نے پاکستان اور سری لنکا میں خصوصاً بڑے بڑے "کارنامے" انجام دیئے ہیں۔ پاکستان میں "را" کو ہمیشہ تخریبی عناصر کی تلاش رہی ہے اور کسی بھی حوالے سے تخریبی خیالات رکھنے والے گروہوں اور جماعتوں کو "را" کی پشت پناہی حاصل رہی ہے۔ حکومت مخالف عناصر کو "را" "باخبر" اور "بے خبر" رکھ کر دونوں طرح استعمال کرتی ہے۔

کچھ پاکستانی دانشور اور سیاستدان "را" کے اکثر مہمان رہتے ہیں ان لوگوں کو مختلف تقاریب کے بہانے بھارت بلا کر ان کے اللے تللے پورے کئے جاتے ہیں اور "را" کے مقاصد کی بجا آوری کے لئے تیار کیا جاتا ہے یہ حقیقت کتنی ہی تلخ سہی، لیکن اس سے انکار ممکن نہیں کہ پاکستانی میڈیا میں "را" کے باقاعدہ ایجنٹ موجود ہیں جو اپنے "ماسٹرز" کی فراہم کردہ لائنوں پر اس مضبوط میڈیم کے ذریعے پاکستانیوں کی اعصاب شکنی میں لگے رہتے ہیں۔

ایک مرحلے پر "را" اپنے ان زرخرید دانشوروں اور صحافیوں کو اپنے پروردہ سیاستدانوں سے متعارف کروا دیتی ہے اور انہیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ان کے خیالات اور بیانات کی خوب تشہیر کریں۔

پاکستان میں علیحدگی پسند لیڈروں عبدالغفار خان اور ان کے کچھ ساتھی صوبہ سرحد، سندھ سے جی ایم سید اور ان کے کچھ ساتھیوں کو "را" کی مکمل معاونت اور پشت پناہی بھی حاصل رہی ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ جی ایم سید، عبدالغفار خان اور ان کے ساتھی اپنے دورہ بھارت میں پاکستان کے خلاف کیسی کیسی ہرزہ سرائی کرتے رہے ہیں۔

جی ایم سید کی رسوائے زمانہ کتاب How Pakistan Should be Distengrated "را" نے راجستھان سے شائع کروا کر پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں تقسیم کی تھی۔ اس پراجیکٹ پر "را" نے زرکثیر صرف کیا اور اس کو پھیلانے پر بھی خاصا بجٹ صرف ہوا تھا۔ پریس اور پراپیگنڈہ کے ذریعے "را" ہمیشہ پاکستانیوں میں ذہنی انتشار پھیلانے، باغیانہ

خیالات کو جنم دینے، فرسٹریشن کو بڑھانے خصوصاً ناراض نوجوان نسل کو گمراہ کرنے میں یکسوئی سے جتی رہتی ہے۔ اس ضمن میں مختلف نوعیت کا لٹریچر شائع کر کے پاکستان میں غیر قانونی طریقے سے بھیجا جاتا ہے۔

بین الاقوامی سطح پر "را" نے مختلف ممالک میں سندھ اور مہاجر، پختون، بلوچی، سرائیکی پراپیگنڈہ محاذ بنا رکھے ہیں جن کے "آفس بیرز" دکھاوے کے لئے ملک دشمن اور بھگوڑے پاکستانیوں کو ہی دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے رکھا جاتا ہے لیکن ان کی طنابیں کسی اور کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ ان نام نہاد تنظیموں اور اداروں کی طرف سے پراپیگنڈہ زہریلا لٹریچر، فلمیں اور ہیومن رائٹس رپورٹس شائع کر کے دنیا بھر میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

(ایسی کچھ تنظیموں اور لٹریچر کی تفصیلات ضمیمہ جات میں ملاحظہ فرمائیں۔)

بھارتی پریس، دوردرشن، زی ٹی وی، ایل ٹی وی، بھارتی فلمیں اور تمام ایسے بھارت کے ریڈیو سٹیشن جن کی نشریات پاکستان میں سنی جاتی ہیں، پاکستانی عوام کے ذہنوں کو حکومت اور ملکی سالمیت کے خلاف سرگرم کرنے کے لئے تسلسل سے مذموم پراپیگنڈہ کرتے آ رہے ہیں۔

اس سلسلے میں آل انڈیا ریڈیو کی مثال پیش کی جاتی ہے، جس کے بیشتر پروگرام براہ راست "را" کے ہیڈ کوارٹر لودھی روڈ نیو دہلی کی دوسری منزل پر موجود جدید آلات سے لیس ایک ریکارڈنگ روم میں تیار کئے جاتے ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو کے ساٹھ فیصد سے زیادہ ملازمین "را" کے ایجنٹ ہیں۔ ان کے بیشتر پروڈیوسرز کے نام جعلی ہوتے ہیں اور وہ ہندو ہوتے ہوئے بھی پاکستانی عوام کو دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں والے نام پکارتے ہیں۔

1965ء اور 1971ء کی لڑائیوں میں اور اس کے بعد بھی جب کبھی "را" کو ضرورت محسوس ہوتی ہے پاکستان میں موجود اپنے ایجنٹوں کو خفیہ پیغامات اور احکامات آل انڈیا ریڈیو کے پروگراموں سے "کوڈ" کی صورت میں جاری کرتے ہیں۔ 80ء کے عشرے میں سندھ کے سرحدی علاقوں میں ڈاکوؤں کے بھیس میں سرگرم "را" کے ایجنٹوں کو آل انڈیا ریڈیو کی رات

کی نشریات سے "پیغلٹ" دیئے جاتے تھے بعد میں پاکستان کی کاؤنٹر انٹیلی جنس نے ان ہی پیغلٹ کو "ڈی کوڈ" کر کے بڑے بڑے ڈاکوؤں کو گرفتار بھی کیا جس کے بعد سے یہ معاملہ کچھ ٹھنڈا پڑ گیا۔ لیکن اب بھی کراچی میں ہونے والی قتل و غارت گری کے لئے آل انڈیا ریڈیو کے چینل استعمال ہوتے ہیں اور "مخصوص" انداز میں "مخصوص الفاظ" کے ساتھ "مخصوص لوگوں" تک پیغام پہنچا دیا جاتا ہے۔

بھارتی ریڈیو نشریات سے خصوصاً سندھیوں اور مہاجروں میں بددلی اور ملک دشمنی کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ انہیں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان میں دوسرے درجے کے شہری ہیں اور ان کے ساتھ بے پناہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

بدقسمتی سے "را" کو اس سلسلے میں دانستہ یا نادانستہ کچھ عاقبت نااندیش پاکستانی صحافیوں کی مدد بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ جن کے ملکی اخبارات میں لکھے کالموں اور مضامین کو "را" بطور حوالہ اپنی نشریات میں دہراتی ہے۔ سیاسی دشمنی میں اندھے ہو کر کچھ نام نہاد کالم نگار "را" کی کٹھ پتلیاں بن چکے ہیں۔

"را" کا ایک بہت بڑا اشاعتی مرکز بمبئی میں ہے جہاں سے لٹریچر شائع کر کے سندھ، صوبہ سرحد اور آزاد کشمیر تک غیر قانونی طریقے سے پہنچایا اور تقسیم کیا جاتا ہے۔

لٹریچر، نشریات اور پراپیگنڈے کے دوسرے طریقے اپنا کر "را" جن بنیادی اصول ہائے تخریب کاری پر کاربند ہے ان کا تذکرہ تو پہلے ہو چکا ہے۔ اس پراپیگنڈہ کا بنیادی مقصد پاکستان میں زبان، رنگ و نسل، مذہبی اور صوبائی سطح پر مختلف متشدد گروہوں کی تشکیل اور انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہے۔

گزشتہ تین چار سال سے "را" کی طرف سے جو پراپیگنڈہ مہم پاکستان اور بین الاقوامی دنیا میں چلائی جا رہی ہے اس کے بنیادی مقاصد مندرجہ ذیل دکھائی دیتے ہیں۔

1- مہاجروں کو علیحدہ آزاد ریاست کے قیام کے لئے اکسانا

2- سندھیوں کو "سندھو دیش" بنانے کے لئے تیار کرنا

عام پاکستانی اور بین الاقوامی دنیا کو یہ تاثر دینا کہ لاء اینڈ آرڈر کی تباہ کن صورتحال کی وجہ سے سندھ میں کوئی بھی ذریعہ سفر محفوظ نہیں رہا (اس مفروضے کو "را" اپنے دہشت گرد ایجنٹوں کے ذریعے ٹرینوں اور بسوں پر حملے کروا کر تقویت بہم پہنچا رہی ہے)۔

مقبوضہ کشمیر میں جہاد آزادی کے بعد سے پاکستان اور آزاد کشمیر کے عوام کو یہ تاثر دینا کہ کشمیری پاکستان سے الحاق نہیں چاہتے۔

یہ تاثر پیدا کرنا کہ "سرائیکی تحریک" نے جنوبی پنجاب میں زور پکڑا ہے اور سرائیکی عوام بھارت کے ساتھ الحاق کر کے الگ ملک بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔

یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ گلگت اور چترال میں بھی بغاوت کی سی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔

پاکستانی اقلیتوں پر جھوٹے مظالم کا تسلسل سے پرچار کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں جہاں شیعہ سنی تضادات کو ہوا دی جاتی ہے وہاں خصوصاً قادیانیوں اور ذکریوں کو بھی مظلوم بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ وہ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ انہیں اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے سے بزور روکا جاتا ہے۔

یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ پاکستانی حکومت کے مظالم سے تنگ آ کر سندھ کی ہندو آبادی بھارت کی طرف بھاگ رہی ہے۔

سندھ میں پاکستانی فوج کے عارضی اور مستقل مراکز سندھیوں کو کچلنے کے لئے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

سندھ کے قدرتی وسائل کو سندھ کے بجائے دوسرے صوبوں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں کالا باغ ڈیم سے متعلق بہت گمراہی پھیلائی گئی۔

"ای" میل E Mail کے ذریعے تخریبی پرچار کر کے نوجوان پاکستانیوں کو گمراہ کیا جا رہا

فرقہ ورانہ دہشت گردی

Secterian Militancy

پاکستان موجودہ دنیا کا واحد ایسا ملک ہے جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور اسلام کی بالادستی ہی اس کے قیام کا مقصود بھی تھا۔ اسلام دنیا کا سب سے بڑا امن پسند مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو ہر حالت میں خواہ حالات کیسے بھی ہوں' میانہ روی اور صبر کی تلقین کرتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے بعض نام نہاد علماء نے اسلام کی روح کو سمجھا ہی نہیں اور ایک ان پڑھ معاشرے میں اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لئے فرقہ واریت کو فروغ دیا اور اب حالت یہ ہے کہ فرقہ پرستی جنون کی حدوں کو چھونے لگی ہے۔

مختلف مسالک کے پیروکار اپنے لیڈروں کی بھڑکائی آگ کا ایندھن بن رہے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف لڑنے مرنے پر تیار رہتے ہیں۔ اس صورتحال کا فائدہ "را" سے زیادہ اور کون اٹھا سکتا تھا۔

پاکستان کی مختلف تحقیقاتی ایجنسیوں کی تیار کردہ بیشتر رپورٹوں میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ کسی نہ کسی سطح پر ان فرقہ پرست جماعتوں کے ڈانڈے "را" سے ملتے ہیں۔ ان فرقہ پرست جماعتوں میں اپنے مطلب کے لوگوں کو تاڑنے کے بعد "را" ان تک رسائی حاصل کرتی ہے اور انہیں ترغیبات دے کر ورغلاتی ہے۔ مختلف ذرائع سے انہیں روپیہ پیسہ بہم پہنچایا جاتا ہے۔

ایسے شواہد بھی ملے ہیں کہ بعض مرتبہ جب "را" کے کہنے کے مطابق مختلف فرقہ

پرست جماعتوں نے خونریزی نہیں کی تو لوہے کو گرم رکھنے کے لئے "را" نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مخالفین کے دینی مراکز اور مساجد پر حملے کروائے۔

پاکستان کے متعدد شہروں میں شیعہ اور سنی مسلمانوں کی مساجد اور دیگر دینی مراکز پر حملوں میں "را" کے ایجنٹ کسی نہ کسی سطح پر ملوث رہے ہیں اور کئی جگہ تو انہوں نے براہ راست حملے کئے۔ ایسے کچھ ایجنٹ پولیس نے گرفتار بھی کئے ہیں۔ نمازیوں پر اندھا دھند فائرنگ، بموں سے مذہبی جلسوں پر حملے اور تخریب کاری کی دیگر وارداتوں میں "را" ملوث ہے۔ "را" کے گرفتار ہونے والے دو ایجنٹوں عبدالمجید (سہارن پورا) محمد اکرم (دہلی) نے ایسی متعدد وارداتوں کا اعتراف کیا۔ ان لوگوں کو باقاعدہ تربیت دے کر پاکستان بھیجا گیا۔ طے شدہ منصوبے کے مطابق انہیں فرقہ وارانہ مخالفت رکھنے والی جماعتوں میں داخل کیا گیا اور نہ صرف براہ راست انہوں نے مساجد اور امام باڑوں پر فائرنگ کی بلکہ انتہا پسند تنظیموں کے نوجوان کارکنوں کو اس کی تربیت بھی فراہم کی۔

ایسی فرقہ وارانہ دہشت گردی پھیلا کر دراصل "را" پاکستان کی بنیاد پر کاری ضرب لگانا چاہتی ہے۔ "را" کی طرف سے بڑے زور شور سے یہ پراپیگنڈہ جاری ہے کہ پاکستان کی بنیاد ہی غلط نظریئے پر تھی اور اب مساجد کو نمازیوں کے لئے غیر محفوظ بنا کر دراصل "را" ساری دنیا کو یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کردہ ملک میں لوگوں کو اسلامی شعائر کی ادائیگی میں بھی جان کے خطرات لاحق رہتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ "را" نے اس مقصد میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ بعض دیگر مسلم ممالک بھی ان فرقہ وارانہ تنظیموں کی سرپرستی کرتے ہیں لیکن ان کی سرپرستی کا پس منظر فی الوقت ان کے مذہبی عقائد ہی ہیں۔ اس بنیاد پر ممکن ہے وہ ان تنظیموں کو ایک دوسرے کے خلاف حملے کے لئے اکساتے ہوں۔ لیکن جہاں تک "را" کا تعلق ہے اس کا کسی بھی مذہب یا مسلک سے دور دور تک کوئی علاقہ نہیں اور وہ انتہاپسندی کے اس رجحان کو مزید بڑھاوا دے کر اپنا الو سیدھا کرتی ہے۔

ڈرگ مافیا

NarcoTerrorism

1980ء کے عشرے میں بھارت سے ڈرگ ٹریفک کا زور شور سے آغاز ہوا۔ گو کہ اس سے پہلے بھی منشیات کی سمگلنگ بھارتی ساحلوں اور ہوائی مستقروں سے ہوتی رہتی تھی لیکن اس کاروبار کو عروج 80ء کے عشرے میں تب حاصل ہوا جب ایک طرف تو ایران اور عراق کی جنگ چل رہی تھی دوسری طرف افغانستان میں روس در آیا تھا۔ اس صورت حال کی وجہ سے ڈرگ ٹریفک کا روایتی بلقان روٹ Blakan Route بند ہو گیا تھا اور بھارت کو متبادل روٹ کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی جہاں سے مغربی ممالک اور امریکہ کو ڈرگ سمگل کی جاتی تھیں۔ افیون کو ہیروئن میں تبدیل کرنے کے لئے جو خطرناک کیمیکل استعمال کیا جاتا تھا اس کا نام Actic Anhydride ہے جس کی پیداوار کے لئے بھارت ڈرگ کے دنیا میں خصوصی شہرت کا حامل ہے۔ بھارت سے پانچ ڈالر فی لیٹر حاصل ہونے والے اس کیمیکل کی قیمت پاکستان میں 60 ڈالر ہے۔ پاکستان میں اسے تیار نہیں کیا جا سکتا۔

افغانستان، جہاں افیون کاشت ہوتی ہے اور جہاں افیون کو ہیروئن میں تبدیل کرنے کی بھٹیاں لگائی گئی ہیں، تک یہ کیمیکل پہنچانے کے لئے پاکستان کا روٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستانی ایجنسیوں نے درجنوں بھارتیوں کو گرفتار کیا ہے جو یہ کیمیکل پاکستان کے راستے افغانستان لے کر جاتے تھے۔ ان گرفتار "کیریئرز" Carriers کی تفتیش پاکستانی ایجنسیوں کے

علاوہ اس خطے میں ڈرگ کے دھندے کو روکنے کے لئے موجود دوسری ایجنسیوں نے بھی کی ہے۔ اس تفتیش میں انہوں نے "را" سے اپنا تعلق بتایا ہے۔ جو اس ڈرگ ٹریفکنگ کی آڑ میں جاسوسی اور تخریبی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے تھے۔

بھارتی Acetic Anhydride کے علاوہ دو اور انتہائی خطرناک اور تباہ کن منشیات Amphetamine اور Methaqulon میڈرکس (Mandrax) بھی وافر مقدار میں تیار کر کے دنیا کو سمگل کرتے ہیں۔ یہ زہریلے کیمیکل ہیروئن سے کئی گنا زیادہ انسانی صحت کے لئے تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔

یہ تمام زہریلے کیمیکلز "را" کے "سمگلر ایجنٹوں" کے ذریعے یورپ' امریکہ' مڈل ایسٹ' جنوبی افریقہ' کینیا اور زمبابوے کو سمگل کئے جاتے ہیں۔

بھارتی میڈیا کی اطلاعات کے مطابق اس ڈرگ مافیا میں کانگریس اور بی جے پی جیسی بڑی سیاسی جماعتوں کے بعض لیڈر بھی ملوث ہیں۔ متعدد بھارتی ایم این اے اور ایم ایل اے MNA & MLA (ممبر لیجسلیٹو اسمبلی) بھی ڈرگ کے اس "انڈر ورلڈ" کے معزز اراکین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ "را" کا کمال فن ہے کہ اس نے اپنے "ڈرگ لارڈز" کے کاروباری روابط ایک سازش کے تحت پاکستانی سمگلروں سے استوار کروائے اور اس دھندے کی باقاعدہ سرپرستی کرتے ہوئے پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کروا دیا حالانکہ دنیا کے قریباً تمام بڑے "نارکو بیرن" بھارتی شہرت رکھتے ہیں۔

"را" نے ناجائز ذرائع سے آمدن حاصل کر کے اسے ناجائز مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے ڈرگ کے دھندے کو بہت منظم اور مضبوط بنیادوں پر استوار کیا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں "را" کے Cover Offices جن کی پیشانیوں پر بظاہر بڑی بڑی تجارتی کمپنیوں اور کارپوریشنوں کے سائن بورڈ آویزاں ہیں' دراصل اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہیں۔ اس دھندے کی "آف دی ریکارڈ" آمدن کو "را" دنیا بھر میں اپنی منظور نظر تخریب کار تنظیموں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس طرح "را" کو اپنے ملک میں بھی کسی احتساب یا مواخذہ کا سامنا نہیں

کرنا پڑتا۔ "نارکوٹک ٹیررازم" کے ذریعے "را" نے پاکستان کے خلاف بڑی کامیاب جنگ لڑی ہے اور پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جب "را" کے/کی "سمگلر ایجنٹ" نے اپنے "پاکستانی حصہ دار" کے ساتھ کوئی کھیپ یورپ روانہ کی اور اسے گرفتار بھی کروا دیا کیونکہ "را" خود پس پردہ رہتی ہے اور سامنے ان کے حصہ دار آتے ہیں۔ اس لئے بدنامی بھی پاکستان کے حصے میں آتی ہے۔

یورپی ممالک کے ائرپورٹس اور بندرگاہوں پر آئے روز ڈرگ کے سمگلر گرفتار ہوتے ہیں جن کی کوئی خبر بھی کسی اخبار میں نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس "را" کسی بھی پاکستانی کی مشتبہ گرفتاری کو بھی اپنے پروردہ پریس کے ذریعے ایک سکینڈل بنا کر خوب اچھالتی ہے۔ افسوس اس مسئلے پر کچھ پاکستانی اخبر نویس Exclusive سٹوریز کے چکر میں پھنس کر "را" کے ہاتھوں کھلونا بن کر اپنے ملک کی بدنامی میں برابر کے حصہ دار بن جاتے ہیں۔

دہشت گردی
Terrorist Activities

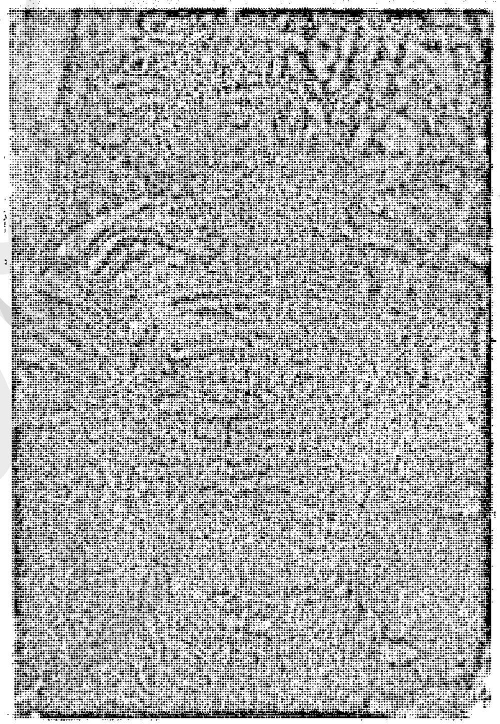

RAW-trained LTTE leader
.Pirabhakaran

"را" نے ایس ایف ایف (فرنٹیر فورس) کو بطور خاص پاکستان میں دہشت گردی کو بڑھاوا دینے کے لئے قائم کر رکھا ہے۔ اس ونگ کی ذمہ داریوں میں پاکستان کے مختلف شہروں میں بم دھماکے، تخریب کاری، فائرنگ کروانا شامل ہے اور یہ خصوصی ونگ ورغلائے ہوئے پاکستانی نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت دیتا ہے۔ ایس ایف ایف نے راجستھان، گجرات، مشرقی پنجاب اور مقبوضہ کشمیر میں 40 تخریبی کیمپ بنا رکھے ہیں۔ جہاں دہشت گردی کی باقاعدہ تربیت دے کر دہشت گردوں کو ہمسایہ ممالک میں تخریب کاری کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ ان میں سے 8 کیمپ جو بطور خاص پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کو بڑھاوا دینے کے لئے قائم کئے گئے ہیں، راجستھان میں گنگا نگر، جے پور، اودہم پور، کشن گڑھ، بار میر، جیلسمیر اور چندی گڑھ میں قائم ہیں۔ یہ آٹھ کیمپ عموماً سارا سال اپنی مذموم سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں۔ یہاں دہشت گردوں کو مختلف گروپوں میں تربیت دی جاتی ہے۔ ان کیمپوں سے تیار ہونے والے دہشت گردوں کو یا تو براہ راست حکومت مخالف انتہا پسند نظریات رکھنے والی پارٹیوں میں داخل کر دیا جاتا ہے یا ڈاکوؤں کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا ہے یا پھر اغوا کاری کی خصوصی تربیت دے کر ان کے ذریعے اہم شخصیات کو اغوا کروا کر دہشت گردی اور خوف و ہراس پھیلایا جاتا ہے۔ یہ اغوا کار تخریب کار جو لاکھوں کروڑوں کی رقم بطور تاوان

(Ransom) وصول کرتے ہیں ان کا ایک مخصوص حصہ ہی انہیں ملتا ہے باقی ساری رقم "را" کے "تخریب کاری فنڈ" میں جمع ہو جاتی ہے اور اس رقم سے پھر یہ گھناؤنا سلسلہ جاری رکھا جاتا ہے۔

اس طرح "را" کے شیطان ذہنوں نے بڑی چالاکیائی پالیسی بنائی ہوئی ہے اور جس ملک کے بدقسمت نوجوان کو ورغلا کر گمراہ کر کے اپنا الو سیدھا کرتے ہیں، اصل میں ان کے سروں پر ان کی جوتیاں ہی ماری جاتی ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ان 8 کیمپوں کے تربیت یافتہ دہشت گردوں نے گزشتہ 3 سال میں 150 سے زیادہ تخریبی کارروائیوں میں ایک ہزار سے زیادہ بے گناہوں کی جان لی ہے۔ خیال رہے ان میں وہ بے گناہ پاکستانی شامل نہیں جنہیں کراچی میں گزشتہ تین سال سے "را" نے قتل وغارت گری کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ جن کی تعداد ہزاروں میں شمار ہونے لگی ہے۔

میری مراد ان کارروائیوں سے صرف دھماکہ خیز مواد والی کارروائیاں ہیں جن میں حساس نوعیت کی تنصیبات مثلاً سوئی پائپ لائن، آئل ریفائنری، ٹرینوں اور فوجی و سویلین جہازوں پر حملے شامل ہیں۔

اندرونی اور بیرونی مداخلت کاری

Infiltration/Ex-Filtration and Santuaries for Terrorism

"را" تخریب کاروں کے انتخاب کے لئے پاکستان کی انتہا پسند اور متشدد تنظیموں کا انتخاب کرتی ہے۔ گزشتہ مارشل لاء کے دوران جب "الذوالفقار" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی تھی تو "را" نے فوراً ہی اس پر قبضہ کر لیا۔

"را" کا پراپیگنڈہ سیل اس معاملے میں بہت چوکس ہے اور وہ ڈس انفارمیشن کے ذریعے ایسا ماحول پیدا کر دیتا ہے کہ ان تنظیموں کے جذباتی کارکن یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کے لیڈران واقعی "را" کے زیر اثر آ چکے ہیں اور اپنے لیڈروں کی تقلید میں وہ بھی پھر "را" کا چارہ "بن جاتے ہیں۔

جب پاکستان کی کاؤنٹر انٹیلی جنس ان کارکنوں پر گرفت کرتی ہے تو "را" انہیں ہر ممکن ظ فراہم کرتی ہے جس میں ان کا بھارت میں قیام طعام یا دنیا کے دیگر ممالک میں سیاسی پناہ صل کرنا بھی شامل ہے۔ ایسی متعدد مثالیں دیکھنے میں آئی ہیں جب امریکہ اور یورپ کے لف ممالک میں پناہ حاصل کرنے والے ملک دشمنوں کے کیس "را" کے وکیلوں نے لڑے ر انہیں سیاسی پناہ بھی دلوائی تاکہ مستقبل میں بھی ان گھوڑوں کو اپنی مرضی کے میدان میں ڑا اور بھگا سکیں۔

الذوالفقار کے تربیت یافتہ دہشت گردوں کے ذریعے "را" نے نہ صرف اندرون ستان بلکہ بیرون پاکستان بھی تخریب کاری کروائی تاکہ دنیا کو یہ تاثر دیا جائے کہ پاکستان ایک غیر فوظ ملک ہے جس کی سلامتی داؤ پر لگی ہوئی ہے اور جو (خاکم بدھن) کسی بھی وقت ٹکڑوں بٹ سکتا ہے۔

اس سلسلے کی اہم مثال "را" کے سپیشل آپریشنل گروپ کی طرف سے سوئٹزرلینڈ میں جانے والی کارروائیاں تھیں۔ اسی طرح "را" نے پاکستانی جہازوں کے اغوا کے "خصوصی یشن" بھی کروائے جن میں نہ صرف پاکستانی جہازوں کا اغوا، بلکہ پاکستان کے ائرپورٹس سے رملکی جہازوں کے اغوا کی وارداتیں اور اغوا کردہ جہازوں کی پاکستانی ائرپورٹس پر لینڈنگ بھی امل ہے۔

ان گھناؤنی کارروائیوں کا آغاز 1971ء میں "گنگا" نامی طیارے کے اغوا سے ہوا۔ جب لب بھارتی طیارے کو اغوا کر کے لاہور کے ہوائی اڈے پر اتارا گیا۔ بعد ازاں اسے تباہ کروا کر ستانی طیاروں کے بھارتی فضا سے گزرنے پر پابندی کا جواز تلاش کیا گیا۔ اسی طرح "را" نے پنے آپریشن بنگلہ دیش کا آغاز کیا تھا۔

اسی طرح کا ایک اور منصوبہ 80ء کے عشرے میں بھی بنایا گیا تھا جسے پاکستانی سیکورٹی بجنسیز نے ناکام بنا دیا۔

80ء کے عشرے میں "را" کی طرف سے طیارے اغوا کروا کر پاکستان میں لینڈ کروانے

کی ایک روش چل پڑی تھی جسے پاکستانی ایجنسیوں نے ناکام بنایا اور ایک ایسے ہی طیارے کو لاہور سے کراچی پھر دوبئی کی طرف روانہ کیا گیا۔ دوبئی میں ہائی جیکر گرفتار ہو گئے گو کہ "را" نے اس واقعے کو پاکستان کے خلاف استعمال کرنا چاہا لیکن شواہد اس کے خلاف پیش آئے اور ساری دنیا پر یہ عیاں ہو گیا کہ دراصل اس جہاز کا اغوا "را" ہی کا کارنامہ تھا۔ مقصد پاکستان کی بدنامی اور بلیک میلنگ کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس جہاز کے اغوا کاروں سے متعلق بہت عرصے تک متضاد افواہیں پریس میں گردش کرتی رہیں جن میں ایک اہم اطلاع یہ بھی تھی کہ ہائی جیکروں کا سرغنہ "را" کا ایک آفیسر تھا۔

غیر ممالک میں پاکستان کے نام پر اپنے ایجنٹوں سے کارروائیاں کروانا "را" کے لئے معمول کی بات ہے جس کی بہترین مثال ہم نے کینیڈا میں تھرڈ ایجنسی کی طرف سے ائر انڈیا اور کیتھے پیسفک کے جہازوں میں دھماکے کی پیش کی ہے۔

لندن کا علاقہ "ساؤتھ ہال" سکھوں کا گڑھ سمجھا جاتا ہے جہاں خالصتان نواز سکھ اکثریت میں آباد ہیں۔ 1984ء میں بھارتی فوجوں کے دربار صاحب پر حملے کے بعد سے ساری دنیا میں موجود سکھوں میں شدید بے چینی پائی جاتی تھی اور دنیا بھر میں بھارتی مظالم کے خلاف مظاہروں کی ایک لہر چل پڑی تھی۔ اس صورت حال کو "کاؤنٹر" کرنے کے لئے "را" کے سفارتکاروں کے بھیس میں موجود ایجنٹوں نے یہ سارا ملبہ پاکستان پر ڈالنے کے لئے جو بھیانک کارروائی کی اس کی ایک مثال تو وینکور اور ٹورانٹو (کینیڈا) کے بھارتی ہائی کمیشن ہیں لیکن لندن کے بھارتی ہائی کمیشن نے اس سلسلے میں کوئی کمی نہیں دکھائی۔

سکھوں کے مختلف گروپوں کی آپس میں لڑائیاں کروانا' ایک کے ہاتھوں دوسرے کا قتل اور اس کا ذمہ دار "آئی ایس آئی" کو قرار دلوانا ان کا معمول تھا۔ اس سلسلے میں سکھوں کے خالصتان نواز ہفت روزہ دیس پردیس کے ایڈیٹر ترسیم سنگھ پورے وال کا قتل "را" کا تازہ کارنامہ ہے۔ گو کہ اس قتل کے ضمن میں مشتبہ قرار پانے والے سکھ ہی ہیں لیکن برطانوی پریس نے اس سلسلے میں سارے حقائق طشت ازبام کر دیئے ہیں۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ دنیا کی بیشتر مہذب اور ترقی یافتہ اقوام محض اپنے تجارتی مفادات کے حصول کے لئے اپنی "تجارتی منڈیوں" پر اپنے اصول قربان کر دیتی ہیں۔ اس سلسلے میں برطانیہ اور کینیڈا حکومت کی مثالیں موجود ہیں جو "را" کے بہت سے جرائم کا ثبوت حاصل کرنے کے باوجود خاموشی اختیار کر لیتی ہیں۔

جاسوسی
ESPIONAGE

پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے "را" کے متعدد ایجنٹ گزشتہ چند سالوں میں گرفتار کئے ہیں لیکن یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ "را" کو پاکستان میں جس نوعیت کی معلومات درکار ہوتی ہیں انکی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں۔

1- پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے متعلق ہر طرح کی معلومات۔

2- پاکستان میں سیاسی اتار چڑھاؤ۔

3- پاکستان کی داخلی سلامتی سے متعلقہ امور۔

4- پاکستان غیر ممالک سے کس نوعیت کا جنگی سازو سامان حاصل کر رہا ہے۔

5- پاکستان میں کس نوعیت کے ہتھیار تیار کئے جارہے ہیں' ان کی ساخت اور کارکردگی سے متعلق تفصیلی معلومات۔

6- پاکستان کے امریکہ' چین اور مسلم ممالک سے تعلقات کی تفصیلات۔

اپنے مقاصد کے حصول کیلئے "را" پاکستان کی سیکورٹی فورسز' حساس اداروں' تک دو طریقوں سے رسائی حاصل کرتی ہے۔

الف) اپنے ایجنٹوں کے ذریعے

ب) اپنے زرد خرید ایجنٹوں Cultivated Agents کے ذریعے

"را" اپنے بھارتی ایجنٹوں کو پاکستان میں جاسوسی کیلئے بطور خاص تیار کرتی ہے۔ اس سلسلے میں کوشش یہی کی جاتی ہے کہ اس گھناؤنے مقصد کیلئے بھارت کی مسلم آبادی میں سے ایجنٹ تیار کئے جائیں۔

اس ضمن میں "را" بڑے گھٹیا طریقے استعمال کرتی ہے۔ عموماً ان نوجوانوں کو اپنا نشانہ بناتی ہے جو سرحد کے دونون اطراف رشتوں کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں۔ ایسے منقسم خاندان ہزاروں کی تعداد میں سرحد کے دونوں طرف آباد ہیں۔ کشمیر کی سرحد سے سندھ تک "را" کو ایسا "چارہ" مل جاتا ہے جسے وہ اپنی مرضی کے مطابق کاشت Cultivate کر سکتی ہے۔ ان نوجوانوں کو ترغیب، دھونس، دھاندلی، بلیک میلنگ ہر حربے کے ذریعے قابو کر کے "را" اپنے گھناؤنے مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہے (ایسی کچھ مثالیں ضمیمہ جات میں موجود ہیں)۔

پاکستان سے ایجنٹ حاصل کرنے کے لئے بھی "را" عموماً اس کلاس کو ترجیح دیتی ہے جو سرحد کے دونوں اطراف مضبوط خونی رشتوں کی زنجیر سے بندھے ہیں۔ ان ہی لوگوں کے ذریعے "را" انکے حساس محکموں اور سیکورٹی فورسز میں موجود رشتہ داروں اور عزیز و اقارب تک رسائی حاصل کرتی ہے اور پھر انہیں بھی ایسے ہی حربوں کے ذریعے اپنے ڈھب پر لے آتی ہی۔

"را" کے طریق واردات Modus Operandi سے متعلق تفصیلات کیلئے کچھ ایجنٹوں کی "کیس ہسٹری" درج کی ہے جن سے بخوبی اندازہ کیا جاتا ہے کہ "را" کے چانکیائی دماغ کیسے روبہ عمل ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں "را" کی دیدہ دلیری کا یہ عالم ہے کہ بھارتی ویزہ حاصل کرنے والوں میں انہیں جب بھی کوئی "کام کا بندہ" نظر آتا ہے اسے فوراً تحریص و ترغیب کے ذریعے ملک دشمن سرگرمیوں کی دعوت دی جاتی ہے۔

"را" بھارتی نژاد ایجنٹوں کی تیاری کیلئے باقاعدہ کورسز کا اہتمام کرتی ہے جس میں پاکستان سے ملحقہ سرحدوں کی تفصیلات، متعلقہ علاقے کی سیاسی و سماجی حوالہ جات اور مسائل، پاکستان سے متعلق جنرل معلومات، سرحد عبور کرنے کے قانونی اور غیر قانونی طریقے، حساس تنصیبات

ں رسائی کے طریقے، اور ان سے متعلق سیکورٹی کی تفصیلات انہیں ازبر کروائی جاتی ہیں۔

"را" کو ان معاملات میں ایک قدرتی "ایج" حاصل ہے اور وہ ہیں روزانہ سینکڑوں کی داد میں پاکستانی سرحدوں کے آرپار آنے جانے والے پاکستانی اور بھارتی باشندے۔ پاکستان ے ذمہ دار حلقوں کی جانب سے متعدد مرتبہ اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ بھارتی باشندوں ی اکثریت پاکستان آکر واپس نہیں جاتی۔ لاکھوں کی تعداد میں ایسے غیر قانونی بھارتی باشندے ب پاکستان کے "قانونی شہری" بن چکے ہیں۔ کون جانے ان میں کتنے "را" کے باقاعدہ ایجنٹ ں

5 جون 1995ء میں گجرات کے نزدیک ایسے کچھ بھارتی باشندوں کی گرفتاری کی خبریں خبارات میں شائع ہوئیں جو پاکستان میں غیر قانونی طور پر آباد تھے لیکن انہوں نے تمام قانونی ستاویزات حاصل کی ہوئی تھیں۔ یہ چھ بھارتی ایجنٹ بسوں میں دھماکہ خیز مواد رکھنے کے الزام یں گرفتار ہوئے ہیں۔ انہوں نے تین کامیاب دھماکے بھی کئے ہیں۔

دہشت گردی کی تربیت

"را" نے یوں تو دہشت گردی کی تربیت کیلئے 40 کیمپ بنا رکھے ہیں لیکن ان میں سے صرف راجستھان اور گجرات میں ہیں جو پاکستانی صوبہ سندھ کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ان پہوں میں تربیت پانے والے قریبا تمام دہشت گرد پاکستان کے مختلف شہروں میں تخریب ی کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔

ان کیمپوں میں زیادہ تر بھرتی "را" کو "الذوالفقار" "جیئے سندھ" اور اسکی ملحقہ ڈنٹس تنظیموں' ایس پی ایس ایف اور جے ایس ایس ایف کے علاوہ ایم کیو ایم کے انتہاپسند رکوں سے کی جاتی ہے۔ ان کیمپوں میں تخریب کاری کی تھیوریٹیکل اور پریکٹیکل تربیت علاوہ جدید ہتھیاروں کا استعمال بھی سکھایا جاتا ہے پھر انہیں ہتھیاروں سے لیس کر کے ان میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

اپنے ہمسایہ ممالک کو بدامنی سے دوچار کئے رکھنا چونکہ "را" کا نصب العین ہے اور وہ اس مقصد کیلئے ہمیشہ سرگرم رہتی ہے۔ ہمسایہ ممالک میں دہشت گردی برآمد کرنے کیلئے نے اپنے ہاں خصوصی محکمے بنا رکھے ہیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا فرنٹیئر فورس (ایس ایف ایف)

"را" کی یہ ذیلی تنظیم بڑی سطح پر افراتفری پھیلانے کے خفیہ پروگراموں کی منصوبہ ا اور ان پر عمل درآمد کی ذمہ دار ہے۔

ایس ایف خصوصاً پاکستان میں بڑی سطح پر توڑ پھوڑ کے لئے ہر وقت کسی نہ کسی شیطانی منصوبے پر عمل پیرا رہتی ہے۔

ایس ایف کی حال ہی میں تعمیر نو کی گئی ہے اور اس کے بنیادی ڈھانچے کو زیادہ مضبوط بنانے کیلئے دو بٹالین سپیشل ٹروپس کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح سری لنکا کے لئے بھی دو بٹالین الگ سے مخصوص کی گئی ہیں۔ ان ٹروپس کو گوریلا تربیت دیکر خصوصی انٹیلی جنس کورس کروائے جاتے ہیں جسکے بعد انکی تعیناتی ایس ایف میں ہوتی ہے۔ "را" کو اپنی اس فورس پر بڑا ناز ہے اور یہ وزیر اعظم کی "طوفانی فوج" Storm Trooper کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

اسٹیبلشمنٹ 22 — ESTABLISHMENT 22

اسٹیبلشمنٹ 22 دراصل ایس ایف کا تربیتی مرکز ہے جس کا کنٹرول براہ راست وزارت دفاع کرتی ہے۔ اس کی بنیاد دراصل 60ء کی دہائی میں سی آئی اے نے بھارت میں رکھی تھی جس کے تحت انٹیلی جنس افسران کو گوریلا کارروائیوں کی تربیت دیکر چین کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔

اس یونٹ نے ہی کھمپا Khampa قبائل کے تبتی مہاجروں کو تربیت دیکر چین کے خلاف سرگرم عمل کیا تھا اور انہوں نے چین کے خلاف تبت میں شورش برپا کی تھی۔

اس اسٹیبلشمنٹ کے تحت بھارتی حکومت نے سی آئی اے کے تعاون سے ایک اور ذیلی تنظیم ایوی ایشن ریسرچ سنٹر کے نام سے قائم کیا تھا۔ 1962ء سے اسٹیبلشمنٹ 22 ہمسایہ ممالک میں تخریب کاری کروانے کے لئے اپنے ٹریننگ کیمپس بچیا باغ Bachiya Bagh کلس Kalsi سہارنپور روڈ کے ساتھ "چکراتا" Chakrata میں تخریب کاروں کو دہشت گردی، توڑ پھوڑ، قتل و غارت گری اور دھماکہ خیز کارروائیوں کی تربیت دیتی ہے۔

پاکستانیوں کی تربیت کا آغاز اس کیمپ میں 1986ء سے ہوا۔ 20 فروری سے 25 جون 1990ء کے درمیان پاکستان کی مختلف وطن دشمن تنظیموں کے 200 تخریب کاروں کو اس

پ میں خصوصی کورس کروایا گیا اور انہیں انتہائی تباہ کن مواد سے لیس کرکے پاکستان میں ل کیا گیا۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس تنظیم کیلئے تربیتی عملہ بھارتی فوج کی طرف سے فراہم کیا جاتا ہے جو اپنے فن میں ائے روزگار ہوتا ہے۔ اسٹیبلشمنٹ 22 کو چلانے کے لئے بڑی تعداد پر مشتمل ایک قل عملہ موجود ہے۔ ٹریننگ سٹاف کا تعلق عموماً بھارتی فوج کے چھاتہ بردار کمانڈو یونٹس ہوتا ہے اور اس کی فارمیشنز Formations کو بھارتی فوج کے 50 انڈی پینڈنٹ پیرا یڈ کی معاونت مستقل حاصل رہی ہے۔

اسٹیبلمنٹ کی طرف سے تخریب کاری کے جو کورس کروائے جاتے ہیں ان کا عرصہ ت 4 ہفتے، 4 تا 5 ماہ اور 9 تا 18 ماہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

اپنے عرصہ تربیت میں یہاں قیام پذیر تخریب کاروں کو بھارتی فوج کی وردیاں پہنائی ہیں اور انکی باقاعدہ تنخواہوں کے علاوہ انہیں قیام و طعام اور لذت کام و دھن کی بہترین یات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔

اسٹیبلشمنٹ 22 کا ہیڈ کوارٹر "چکراتا" میں ہے اور اس کی کمانڈ بھارتی فوج کا ایک ڈیر کرتا ہے جبکہ سیکنڈ ان کمانڈ بھارتی فوج کا کرنل ہوتا ہے۔

یکٹ سنارمی — PROJECT SUNARY

پراجیکٹ سناری دراصل اسٹیبلشمنٹ 22 کا ہی ایک ذیلی ادارہ ہے اور ایک سپیشل کمانڈو آؤٹ فٹ جو شاید ایک کمپنی پر مشتمل ہے کا کوڈ نام ہے جو کہ "سرسلوا کیمپ" Sarsawa Cam میں واقع ہے۔ اس یونٹ کو خصوصی ہتھیاروں اور تربیت کیساتھ لیس ے منظم کیا گیا ہے جسکی ذمہ داریوں میں "خصوصی خفیہ آپریشنز" بھارت اور بیرون بھارت ا دینا شامل ہے۔

اراکیمپ — SAWARA CAMP

یہ کیمپ سہارنپور سے قریباً پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ سلوارا ایک عارضی کیمپ

ہے جو تخریب کاروں کی تربیت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس کیمپ میں سفید پوش بھار
کمانڈوز تخریب کاروں کو اے کے۔47 پستول 9 ملی میٹر، گرنیڈ پھینکنے، نقشہ پڑھنے، دھماکہ خ
مواد کی تیاری، بم دھماکے، چھاپہ مار کارروائی اور گھات لگا کر حملہ کرنے کے علاوہ خصوص
حالات میں ڈاکہ زنی اور جہاز برداری کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اس کیمپ میں عموماً پ
سے کسی حد تک تربیت یافتہ دہشت گرد لائے جاتے ہیں جن کا عرصہ تربیت 4 ہفتوں پر مح
ہے۔

فروری 1991ء میں 10 پاکستانیوں کے ایک گروپ کو اس کیمپ میں تربیت دیکر پاکستا
واپس بھیجا گیا تھا۔ اس کیمپ کا کمانڈر بھارتی فوج کا ایک کرنل ہوتا ہے۔
ساوارا کیمپ سے قریباً ایک کلومیٹر کی دوری پر ایک اور اس نوعیت کا تربیتی مرکز "اے
کیمپ ii" (S.Camp ii) بھی موجود ہے جہاں اسی نوعیت کی تربیت دی جاتی ہے۔

اسٹیبلشمنٹ آف پائیوش انوسٹمنٹ اینڈ فنانس پرائیویٹ لمیٹڈ

stablishment Of Piyush Investment nd Finance Private LTD

یوں تو "را" اپنی ہمسایہ مملکتوں میں سے کسی کو بھی رعایت دینے پہ تیار نہیں اور
ملک میں اس کا کوئی نہ کوئی خفیہ آپریشن جاری ہی رہتا ہے لیکن پاکستان کے خلاف "را" ا
چانکیائی آپریشن خصوصاً جاری رکھتی ہے۔ مندرجہ بالا نام پر "را" نے حال ہی میں اپنے "
دماغوں" پر مشتمل ایک تنظیم کھڑی کی ہے جس کا مقصد پاکستان میں جاسوسی آپریشن کی تر
و تدوین اور نگرانی ہے اس مقصد کیلئے دہلی میں دو نئے اپارٹمنٹس حاصل کئے گئے ہیں۔ یہ ا
25 سیف ہاؤسز کے علاوہ ہیں جہاں سے پاکستان کے خلاف کوئی نہ کوئی آپریشن "را" لانچ کر
رہتی ہے۔ اس مقصد کیلئے "را" نے خفیہ فنڈ سے بہت بڑی رقم الگ سے مختص کروائی ہے

بم دھماکے

BOMB BLAST

"را" نے افغان انٹیلی جنس ایجنسی "خاد" کے تعاون سے پاکستان میں 80 کے عشرے
ں بہت خطرناک بم دھماکے اور تخریب کاری کی کارروائیاں کروائی تھیں جنکا سلسلہ اب بھی
ری ہے گو کہ اب "خاد" کا اس میں عمل دخل نہیں رہا۔
ایک محتاط اندازے کے مطابق 1987ء تک "را" اور "خاد" کے ان مشترکہ 1212
اکوں میں، جو پاکستان کے مختلف شہروں میں کئے گئے، 703 بے گناہوں کو اپنی جان سے ہاتھ
ونے پڑے جبکہ 2680 شہری شدید زخمی ہوئے جن میں سے بیشتر معذور ہو چکے ہیں۔
جہاد افغانستان کے دوران "خاد" کا بہت سا خفیہ ریکارڈ جو مجاہد تنظیموں کے ہاتھ لگا ہے،
، یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ان دھماکوں اور قتل و غارت گری کی دہشت ناک
داتوں میں "را" کے ساتھ اس کا مکمل تعاون موجود تھا۔
"را" کے بہت سے دہشت گرد رنگے ہاتھوں بھی پکڑے گئے تھے جن میں سے کچھ
ت گردوں کی کہانیاں (ضمیمہ جات) پیش ہیں جو انکے تفتیشی بیانوں سے حاصل کی گئی
۔

نومبر 84 میں مسز اندرا گاندھی کی اپنی سکھ گارڈز کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد بھارت کی
انٹیلی جنس ایجنسی "را" نے بھارتی وزیراعظم مسٹر راجیو گاندھی کے دل و دماغ میں یہ
راسخ کر دی تھی کہ انکی پوجیا ماتا جی کو آئی ایس آئی نے ایک خطرناک سازش کے ذریعے
- کروایا ہے اور اس "معصومانہ آپریشن" کو اتنی ہوشیاری سے ترتیب دیا ہے کہ پاکستانی

انٹیلی جنس ایجنسی کی براہ راست شمولیت کا کوئی ثبوت ہی باقی نہ رہے اور یہ سمجھا جائے کہ قتل ان دونوں سکھوں کا ذاتی فعل تھا۔

"را" کی تعمیر اور تشکیل میں چونکہ مسز اندرا گاندھی کی ذاتی کوششوں کو زیادہ عمل دخل رہا ہے۔ اس سے پہلے بھارتی انٹیلی جنس ایجنسی آئی بی کے کرتا دھرتا بی این ملک کو جواہر لال نہرو کی مکمل آشیرباد حاصل رہی تھی۔ اس طرح بھارت کے انٹیلی جنس نیٹ ورک کو بنانے اور اس سے خصوصی تعلقات استوار کرنے کے حوالے سے نہرو خاندان کو خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے۔

"را" کے پہلے ڈائریکٹر جنرل آر این کاؤ مسز اندرا گاندھی سے اپنے خصوصی تعلق کے لئے شہرت رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ کانگرس سے "را" کے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے۔ جبکہ مرار جی ڈیسائی کے زمانے میں "را" کی سرگرمیاں کافی دب گئیں کیونکہ انہوں نے "را" کو شتر بے مہار کی طرح اپنے ہمسایہ ممالک کی سلامتی سے کھیلنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جبکہ مسز گاندھی کے دوبارہ برسر اقتدار آتے ہی "را" کے گویا پھر سے تن مردہ میں جان پیدا ہو گئی۔

مسز اندرا گاندھی کے اس دور حکومت میں "را" نے مشرقی پنجاب میں شورش کر کے سکھوں کو اشتعال دلایا اور دربار صاحب پر بھارتی فوج کے حملے کا جواز پیدا کر دیا۔ کانگریس کی جھولی میں ہندو ووٹ پکے ہوئے پھل کی طرح گر پڑیں۔

"را" کی یہ سازش کامیاب رہی لیکن مسز اندرا گاندھی کو دوبارہ اقتدار کی بجائے موت نصیب ہوئی اور ان کی اس بھینٹ کا سارا لابھ ان کے صاحبزادے نے اٹھایا جو سیاست میں نووارد ہونے کے باوجود ملک کے سب سے بڑے منصب پر فائز ہو گئے۔

"را" کے پاس ماضی میں مرار جی ڈیسائی کا بھیانک تجربہ موجود تھا اس خطرے کو ذہن میں رکھتے ہوئے انہوں نے مسز اندرا گاندھی کے صاحبزادے کو شروع ہی سے قابو کر لیا اور ان کے ذہن میں پاکستان دشمنی راسخ ہوتی گئی۔ راجیو گاندھی چونکہ ماضی میں پائلٹ رہے تھے

طبیعت یوں بھی ایڈونچر پسند تھی اور وہ اپنی آنجہانی ماتا کی طرح کوئی بڑا کارنامہ انجام دینا چاہتے تھے۔ ان کی ماتا جی نے تو مشرقی پاکستان کو منتخب کیا تھا' بیٹا ماں سے دو ہاتھ آگے نکلا اور اس کی نگاہ انتخاب پاکستان کی اقتصادی شہ رگ سندھ پر پڑی۔

راجیو گاندھی نے "را" کو سندھ میں مداخلت کیلئے "فری ہینڈ" دے دیا۔ جس نے اپنی مذموم کارروائیوں کا آغاز زہریلے پراپیگنڈے سے کیا اور لٹریچر اور ریڈیو کے ذریعے سندھو دیش' سندھ رائزز' سندھ سوجھاگ' سانا سنگت اور باگولی کے نام سے لٹریچر اور ریڈیائی پراپیگنڈے کا آغاز کر دیا۔

ہزاروں کی تعداد میں سندھ میں پمفلٹ' کتابیں اور رسالے تقسیم ہونے لگے اور اس ضمن میں 87ء سے 89ء تک پہلے دہلی اور پھر گجرات میں شاہ لطیف کانفرنس اور سندھی سمیلن نام کی دو کانفرنسیں کی گئیں جن میں سے پہلی میں جی ایم سید نے بہ نفس نفیس اور دوسری میں ان کے رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔ یہاں بڑی شدت سے سندھو دیش کا پراپیگنڈہ کیا گیا۔

سپیشل سروس بیورو (ایس ایس بی) تشکیل دیا گیا اور باوثوق ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق "ایس ایس بی" نے پاکستان سے ملنے والی راجستھان کی سرحد پر 8 تربیتی کیمپ گنگانگر' بے پور' ادھم پور' کشن گڑھ' بارمر' جیسلمیر اور چندی گڑھ میں قائم کئے ہوئے ہیں جبکہ "را" نے بھارت کے مختلف صوبوں میں تخریب کاروں کی تربیت کیلئے 36 کیمپ بنائے ہوئے ہیں۔

راجستھان کی سرحد پر واقع ان تخریبی کیمپوں میں سارا سال دہشت گردوں کی تربیت جاری رہتی ہے۔ گزشتہ تین سال کے اعداد و شمار کے مطابق ان کیمپوں سے فارغ ہونے والے تخریب کاروں نے 150 سے زیادہ وارداتوں میں 300 سے زائد سیاسی ورکروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ان ہی کیمپوں سے فارغ ہونے والے تخریب کاروں نے پاکستان کے انتہائی حساس نوعیت کے مقامات پر بھی دھماکے کئے جن میں سوئی پائپ لائن' آئل ریفائنری'

ٹرینیں‘ سویلین اور آرمی کے جہاز بھی شامل ہیں۔ 86ء سے 90ء تک ”را“ کی سندھ میں تخریبی سرگرمیاں اپنی نقطہ عروج کو چھو رہی تھیں کیونکہ اس درمیان ”را“ کو افغان انٹیلی جنس ایجنسی ”خاد“ اور ”کے جی بی“ کی مدد بھی حاصل تھی اور اس درمیان بیشتر تخریب کاری آپریشن مشترکہ تھے۔ اس دوران 1600 بم دھماکے کئے گئے جن میں ایک ہزار سے زائد بے گناہوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے اور 3800 سے زیادہ شہری زخمی اور معذور ہو گئے۔

”را“ کو ماضی کی ”کے جی بی“ سے بھی زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔ دراصل پاکستان میں بیک وقت تین بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیاں کام کرتی ہیں۔ ڈائریکٹوریٹ آف ملٹری انٹیلی جنس‘ ڈی بی آئی‘ ”را“ بارڈر سیکورٹی فورسز انٹیلی جنس بی ایس ایف۔ ایک لحاظ سے ڈی بی آئی سی بی ایس ایف زیادہ بہتر نتائج حاصل کرتی ہے کیونکہ اس کی 50 بٹالین نفری پاکستانی سرحدوں کے ساتھ ساتھ مورچہ بند ہے اور دن رات اس کا واسطہ سرحدی معاملات ہی سے رہتا ہے۔ لیکن ”را“ کو ان دونوں پر برتری حاصل ہے کیونکہ وہ پاکستان کے سیاسی‘ معاشی‘ دفاعی‘ سماجی‘ لسانی‘ سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں مداخلت کرتی ہے اور اس نے ہر جگہ اپنے جاسوسوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ اپنے ہزاروں ایجنٹوں کو پاکستان خصوصاً سندھ میں داخل کرنا اس کا معمول بن چکا ہے۔

گزشتہ عشرے سے ”را“ نے بھارتی حکومت پر مسلسل دباؤ ڈالا ہوا ہے کہ وہ سندھ پر براہ راست حملہ کر کے مشرقی پنجاب میں پاکستان کی نام نہاد مداخلت کا بدلہ چکائے اور مسز اندرا گاندھی کی موت کا بدلہ لے۔ ”را“ کی پاکستان دشمنی کا یہ عالم ہے کہ وہ پاکستان انٹیلی جنس ایجنسی آئی ایس آئی کو نہ صرف پنجاب میں شورش اور مسز اندرا گاندھی کے قتل کا ذمہ دار گردانتی ہے بلکہ 1986ء میں مسٹر راجیو گاندھی کے تامل ٹائیگرز کے ہاتھوں ہونے والے قتل کا ”ماسٹر مائنڈ“ بھی آئی ایس آئی کو سمجھتی ہے۔

”را“ کی اس ڈس انفارمیشن مہم نے راجیو گاندھی کو اتنا برافروختہ کیا کہ 1983ء میں اس نے سندھ میں ایک بڑے اور تباہ کن آپریشن کی اجازت دے دی اور راجستھان کی سرحدوں؛

لت جنگ میں فوجوں کو لا کر کھڑا کر دیا تھا۔ اسی طرح 87/86ء میں ”براس ٹیک“ جنگی مشقوں کی آڑ میں بھی دراصل پاکستان کے خلاف جارحانہ حملے کی مکمل تیاری ہو چکی تھی۔ یہ الگ بات کہ پاکستان کی دفاعی حکمت عملی نے بھارتی جرنیلوں کے ارمانوں پر اوس ڈال دی اور انہیں خر دنیا کی سب سے بڑی جنگی مشق ”نتائج کے حصول“ کے بغیر ہی ختم کرنی پڑی۔

سندھ کے معاملے پر اپنی حکومت کو اشتعال دلاتے رہنا اب ”را“ کی مجبوری بن چکی ہے کیونکہ اس نے ہزاروں تخریب کاروں کو دہشت گردوں‘ ڈاکوؤں اور جاسوسوں کے روپ پاکستان کے اس صوبے میں بڑی محنت سے داخل کیا ہے جبکہ نتائج اس کی مرضی کے مطابق صل نہیں ہو رہے۔

”را“ نے اپنے تئیں دراصل یہ مفروضہ قائم کر لیا ہے کہ اندرون سندھ علیحدگی پسند ں‘ اپنے ایجنٹوں اور بھارتی حکومت کے چھوٹے سے فوجی حملے کے ساتھ وہ پاکستان کی اس نیادی شہ رگ کو کاٹ کر الگ کر دے گی جس کے بعد اس کا سارا جسم خود ہی اپنی موت مر ے گا۔

83ء میں ”را“ نے سندھ میں لسانی فسادات کا بھرپور آغاز کیا تھا اور یہ سلسلہ ہنوز کسی نہ شکل میں جاری ہے۔ راجیو گاندھی کی طرف سے ”را“ کو یہ فریضہ سونپا گیا تھا کہ وہ سندھ فسادات کی ہنڈیا کو گرم رکھیں تاکہ جب کبھی کوئی بین الاقوامی صورتحال بھارت کے حق ہو‘ سندھ کے اندر موجود علیحدگی پسند تخریب کار قوتیں بھارتی فوج کی پشت پناہی سے لاب لائیں اور بنگلہ دیش کی طرح سندھ کو بھی علیحدہ ملک بنا دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے ا“ نے ہزاروں ایجنٹوں کو پاکستان میں داخل کیا جن میں سے کئی مارے گئے اور سینکڑوں اب پاکستانی جیلوں میں سزائیں بھگت رہے ہیں۔

اس صورت حال پر مشہور بھارتی مصنف روی راکھی نے اپنی کتاب ”دی وار دیٹ نیور “ میں برملا اقرار کیا ہے ”ہم نے ان لوگوں کی حفاظت سے منہ موڑ لیا جو بھارت ماتا کیلئے لڑ ہے تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں ”را“ کے بھیجے ہوئے بھارتی نژاد ایجنٹ جو سندھ میں تخریب

کاری کے ذریعے آزاد ملک کے قیام کیلئے کوشاں تھے' آج پاکستانی جیلوں میں ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور بھارتی حکومت کو انکی بالکل پرواہ نہیں"۔

"را" اور بھارت کی دیگر انٹیلی جنس ایجنسیوں کے نزدیک سندھ کی حیثیت نرم گوشت کی سی ہے جسے وہ آسانی سے ہڑپ کر سکتی ہیں۔ سندھ خصوصاً کراچی اور حیدر آباد میں لاء اینڈ آرڈر کی تباہ کن صورتحال کو بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیاں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی ہیں۔ ان کی رال ٹپک رہی ہے۔

سندھ کی موجودہ صورتحال میں بھارتی پراپیگنڈہ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ آل انڈیا ریڈیو کی سندھی سروسز کا دائرہ کار بڑی کامیابی سے سندھ کے کم تعلیم یافتہ اور ان پڑھ طبقے میں ملک دشمنی کے زہریلے جراثیم پھیلا رہا ہے۔ ریڈیو پاکستان کے مذہبی پروگراموں کے مقابلے میں آل انڈیا ریڈیو کے رنگ برنگ پروگراموں کے سامعین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بدقسمتی سے آج کا پاکستانی نوجوان اور کسی حد تک خواتین بھی بھارتی گانوں اور فلموں کے جنون میں بری طرح مبتلا ہو چکے ہیں۔

مصدقہ اطلاع کے مطابق اس وقت تقریباً 50 ہزار "را" کے ایجنٹ سندھ میں سرگرم عمل ہیں۔ ان ایجنٹوں کو پیسہ' تربیت' ہتھیار' وائرلیس سیٹوں اور بھارتی دھمکی سے مسلح کر کے میدان میں اتارا گیا ہے۔

سندھ کے دیہی علاقے آج ڈاکوؤں' اغوا کاروں' ڈرگ اور اسلحہ مافیا کی گرفت میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو "را" کی تربیت کے ساتھ ساتھ چند مقامی وڈیروں اور جرائم پیشہ سرداروں کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ لاڑکانہ سے پی آئی اے کے مسافروں کی ویگن کو اغوا کرتے ہیں اور تعاقب پر بھی کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ کیا ان لوگوں کو زمین نگل جاتی ہے یا آسمان اچک لیتا ہے افسوس ایسا کچھ نہیں۔ مقامی کارندے انکے مددگار ہیں اور انہیں ہر دو کلومیٹر کے فاصلے پر چھپنے کیلئے جگہ میسر ہے۔

گزشتہ سیکرٹریوں کی میٹنگ میں حکومت پاکستان نے بھارتی حکومت کو اسکے ڈپلومیٹس

کی کراچی میں تخریبی سرگرمیوں کے ثبوت فراہم کئے ہیں لیکن بھارتی حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگی جس پر حکومت کو بادل نخواستہ انڈین قونصلیٹ بند کرانا پڑا۔ "را" نے پاکستان کے اس جائز حفاظتی اقدام کو بھی اپنے حق میں استعمال کیا اور کراچی اور حیدر آباد کے مہاجر بھائیوں میں یہ زہریلا پراپیگنڈہ کیا گیا کہ محض ان کے لئے مشکلات پیدا کرنے اور انہیں بھارت میں موجود اپنے رشتہ داروں سے ملاقات سے روکنے کیلئے پاکستان نے کراچی قونصلیٹ بند کیا ہے۔

پاکستانی حکومت کے اطلاعات کے مطابق جولائی 1987ء سے 25 جولائی 1991ء تک "را" کے تربیت یافتہ تخریب کاروں کے ہاتھوں سندھ میں 140 بے گناہ مارے گئے اور 697 زخمی ہوئے تھے۔ پاکستانی حکومت کا دعویٰ ہے کہ کراچی اور اسلام آباد میں بھارتی ڈپلومیٹس کا ان تخریب کاروں سے براہ راست رابطہ رہتا ہے۔ اس ضمن میں کراچی میں بھارتی قونصلیٹ کے بی ڈی شرما کو پاکستان ائرفورس کے ایک کارپورل کے ساتھ معاملات طے کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار کیا گیا۔ شرما کی بیدخلی کے بعد کراچی کے قونصلیٹ آئی کے رینا نے اس کی جگہ سنبھالی اور شرما کے "لنکس" سے ناطہ جوڑا اور اب یہ سلسلہ یہاں سے اسلام آباد منتقل ہو چکا ہے۔

"را" میں موجود بھارتی فوج کے ماہرین پاکستان کے خلاف تباہ کن کارروائیوں میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔ 30 ستمبر 1988ء کو حیدر آباد میں ہونے والے قتل عام کے جو مجرم گرفتار ہوئے انہوں نے انکشاف کیا تھا کہ ایک ہی وقت میں بہت سی ہٹ ٹیمیں "را" نے میدان میں اتاری تھیں جنہوں نے پہلے سے مقرر کردہ اہداف پر پہنچ کر اندھا دھند فائرنگ کی اور مقرر کردہ راستوں پر فرار ہو گئے۔

ان مجرموں کے فرار کے لئے "را" نے ڈاکوؤں میں اپنے ایجنٹ کی خدمات حاصل کر رکھی تھیں جن کو مختلف گروپوں کی صورت میں فرار ہونا تھا۔ ڈاکو اپنے "ہائیڈ آؤٹس" خفیہ

ٹھکانوں پر اپنا کام کر کے چھپ گئے۔ کچھ گروپس دیہاتی علاقوں میں غائب ہو گئے اور کچھ لیڈ
قسم کے "را" کے ایجنٹ سرحد عبور کر کے بھارت پہنچ گئے۔

گمسی اور شاہانی کو اپنا کام مکمل کر کے بھارت میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا جس ک
انہوں نے تعمیل کی۔ بہت سے ایجنٹ جو بعد میں گرفتار ہوئے جنہیں "را" کے ایجنٹوں ـ
سندھ سے بھرتی کیا تھا' نے پاکستانی سیکورٹی ایجنسیوں کو بتایا کہ انہیں بطور خاص ہدایت ملی تھ
کہ خطرے کی صورت میں بلاجھجک سرحد عبور کر کے بھارت چلے جائیں جہاں انہیں پناہ او
دیگر سہولیات ملیں گی۔

گمسی بھی سیدھا بھارت پہنچا تھا جہاں اس کا شایان شان استقبال ہوا اور اسے "سن" م
ایک پریس کانفرنس میں شرکت کے لئے بطور خاص پاکستان میں بھیجا گیا جہاں وہ بیان دے کر پھ
غائب ہو گیا اور بعد میں راجستھان میں واقع ایک تخریبی کیمپ کا گمسی بہت دیر تک انچارج ر
جہاں وہ سندھی نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت "را" کے زیر سایہ دلایا کرتا تھا۔

سندھ میں کی جانے والی دہشت گردی کے پس پردہ بھارت کے بڑے بڑے مقاصد ک
اس طرح ہیں۔

1- بھارتی انٹیلی جنس سمجھتی ہے کہ پاکستان نے مشرقی پنجاب اور مقبوضہ کشمیر میں حری
پسندوں کی پشت پناہی کی ہے اور "را" اپنی دانست میں سندھ میں "آئی ایس آئی" کو اس
طرح کاؤنٹر کر رہی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ "سندھ کارڈ" کو استعمال کر کے پاکستانی انٹی
جنس ایجنسی کو ممکنہ مداخلت سے روکا جا سکتا ہے۔

2- "را" سندھی عوام کی ہمدردیاں حاصل کر کے انہیں ایکسپلائٹ کرنا چاہتی ہے تا
نوجوانوں کو گمراہ کر کے "سندھو دیش" کی راہ ہموار کرے۔ سندھیوں میں مہاجروں ـ
خلاف نفرت پیدا کر کے لسانی فسادات کی راہ ہموار کی جاتی ہے تاکہ مطلوبہ نتائج حاصل
سکیں۔

3- 1983ء میں مسز اندرا گاندھی کی سرپرستی میں "سندھی سملین" کیا گیا جس کا مقص

علاقائی منافرت کو ہوا دے کر "سندھو دیش" کے نام پر ایک الگ ملک کے لئے جدوجہد
کی ترغیب دینا اور "پاکستانی مہمانوں" کو یقین دہانی کروانا تھا کہ انہیں اس سلسلے میں تمام
ممکنہ سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی۔ بھارتی وزیراعظم کی سملین میں صدارت ایک طرح
سے ضمانت کی حیثیت رکھتی تھی۔

4- جولائی 1987ء میں جی ایم سید نے بمبئی اور دہلی کا دورہ کیا جہاں اس کی خفیہ ملاقاتیں
وزیراعظم مسز اندرا گاندھی "را" کی اعلیٰ قیادت اور مسٹر منی شنکر آئر
Mani Shanker Iyer جو ان دنوں مسز اندرا گاندھی کا کلچرل سیکرٹری اور ایک سابقہ
قونصل جنرل کراچی تھا' سے کرائی گئیں جہاں سندھ میں بغاوت کے لئے ایک باقاعدہ
منصوبہ تیار کیا گیا جس کی بنیاد نسلی فسادات پر رکھی گئی تھی جس پر پھر مرحلہ وار عمل بھی
شروع ہو گیا۔ بھارتی میڈیا نے "را" کی ہدایت پر جی ایم سید کو زیادہ کوریج دینی شروع کی
جس کے بعد اکتوبر 87ء میں شاہ لطیف کانفرنس اور نومبر 87ء میں آل انڈیا سندھی سملین
دہلی میں بھی جی ایم سید نے سرکاری پروٹوکول کے ساتھ شرکت کی۔

5- جی ایم سید کی پراپیگنڈہ مہم کے ساتھ ساتھ "جئے سندھ محاذ" کے ملی ٹینٹ ونگ کے
ساتھ "را" کے تعلقات مضبوط ہو گئے۔ انہیں مالی امداد' اسلحہ' تربیت دے کر پاکستان
کے خلاف سرگرم کیا گیا۔ خفیہ راستے اپنائے گئے جہاں سے سرحد کے دونوں اطراف آمد
و رفت کو ممکن بنایا جائے۔ ان نوجوانوں کو بہلا پھسلا کر "را" کے پنجے میں پھنسانے کے
لئے کالیاں' اولہاس نگر نزد بمبئی میں خفیہ کیمپ قائم کئے گئے جبکہ تخریب کاری کی
تربیت کے لئے انہیں راجستھان میں چوہٹن ڈسٹرکٹ بارمیر بھیجا جاتا تھا۔

6- "را" نے سندھ نیشنل الائنس (ایس این اے) کو جی ایم سید کی کمان میں متحد کیا جسے
سندھو دیش تحریک میں بھارتی سنگ میل کی حیثیت دیتے تھے۔ ایس این اے کے قیام پر
"را" نے دبئی میں اپنے خصوصی ایجنٹ مسٹر سووانی اور مسٹر پرکاش کے ذریعے خصوصی
مبارکباد کے پیغامات دیئے۔ دونوں ہندو سندھیوں نے پراپیگنڈہ مہم کو سنبھالا اور کراچی

کے ڈپلومیٹس حلقے میں جی ایم سید کو "خصوصی حیثیت" سے متعارف کروایا تھا۔

7- خاتون لیڈر نے جولائی تا ستمبر 88ء میں لندن کا دورہ کیا تو "را" نے اپنا ایک خصوصی ڈیلی گیٹ ان سے اخلاقی اور معاشی امداد کی تفصیلات طے کرنے کے لئے دہلی سے لندن روانہ کیا جس نے خاتون لیڈر کے ساتھ تمام تفصیلات طے کیں اور اس کی وطن واپسی پر بھارتی ڈپلومیٹس بی ڈی شرما' منی لال ترپاٹھی نے خاتون سے مستقل رابطہ رکھا اور انہیں طے شدہ معاہدے کے مطابق ہر طرح امداد بہم پہنچاتے رہے۔

8- سانحہ بہاولپور کے فوراً بعد بھارتی قونصل بی ڈی شرما نے "سن" میں جی ایم سید سے تازہ صورتحال میں نئی حکمت عملی پر تبادلہ خیال کیا۔ ستمبر 88ء میں "را" کے دو ایجنٹوں پروفیسر اشوک کمار اور مرلی دھر موٹوانی نے "سن" میں جی ایم سید کی "تیمارداری" کی اور نومبر 88ء میں آمدہ الیکشن پر حکمت عملی پر بات چیت ہوئی جہاں ایس این 71 کے پلیٹ فارم سے سندھو دیش کے لئے الیکشن لڑنے کا فیصلہ ہوا۔

9- دسمبر 87ء میں بہت سے ہندو جو پہلے لسانی فسادات کی وجہ سے بھارت چلے گئے تھے' دوبارہ پاکستان میں آباد ہو گئے۔ اس سلسلے میں بھارت کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے 30 ہندوؤں کے لئے بطور خاص پاکستان کے ہوم ڈیپارٹمنٹ سندھ سے درخواست کی کہ انہیں دوبارہ آباد کاری میں مدد دی جائے۔ یہی لوگ بعد میں "را" کے ایجنٹ ثابت ہوئے۔

10- آل انڈیا ریڈیو کے سندھی پروگراموں کا دورانیہ بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی سندھی لٹریچر کی آمد بھی بڑھی۔ بمبئے اور گجرات سے دھڑا دھڑ کتابیں' پمفلٹ' رسالے چھپ کر سمگل ہو کر سندھ میں تقسیم ہونے لگے۔ پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ پراجیکٹ "را" کے زیر نگرانی چل رہا تھا۔

11- سندھ کے مختلف علاقوں میں لسانی اور نسلی منافرت بھڑکا کر زیادہ سے زیادہ جانی اور مالی نقصان کروانا "را" کا مقصود رہا ہے۔ حال ہی میں گرفتار ہونے والے "پاکستانی دہشت

گردوں" نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ انہیں بھارتی کیمپوں میں تربیت دی گئی تھی۔

12- بھارتی سرحدوں سے بھاریوں کی پاکستان آمد بھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ ان میں "را" اپنے ایجنٹوں کو بھی داخل کر دیتی ہے۔ جو بظاہر جذبہ ترحم کا فائدہ اٹھا کر پاکستان کی شہریت حاصل کر لیتے ہیں۔

"را" کا ثقافتی طریق واردات

"را" کی طرف سے پاکستان پر ثقافتی حملہ ایک کامیاب طریق واردات ہے۔ بھارتی ہائی کمیشن اور قونصلیٹ کی طرف سے ایسے دانشوروں اور سیاسی لیڈروں کو کسی نہ کسی بہانے کوئی سی تقریب منعقد کر کے بطور خاص بلایا جاتا ہے اور پاکستان ہی میں نہیں، بھارت اور بیرون ملک بھی انہیں پذیرائی دی جاتی ہے۔ "را" بطور خاص ان لیڈروں کو تلاش کرتی ہے جو "دو قومی نظریئے" کے خلاف ہیں اور اکثر اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے اپنے زہریلے نظریات کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لیڈروں کے بیانات اور خیالات کو بھارتی میڈیا میں بہت اہمیت دی جاتی ہے اور ان کی بین الاقوامی تشہیر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایسی کچھ مثالیں پیش ہیں۔

- خان عبدالغفار خان اور ان کے کچھ پیروکاروں نے جو قیام پاکستان کے مخالف رہتے تھے جب پختونستان کا نعرہ بلند کیا تو بھارتی میڈیا نے اسے بے پناہ پذیرائی بخشی۔ خان صاحب کے دورہ بھارت کے دوران انہیں نوٹوں کی تھیلیاں پیش کی گئیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔ ان کے ہمنواؤں کی خاطر مدارات میں بھی "را" نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔
- اپریل 89ء میں مسٹر پلیجو نے جب بھارت کا دورہ کیا تو پاکستان مخالف بیان بازی کی وجہ سے ان کو وی آئی پی ٹریٹ منٹ دیا گیا۔
- کیمونسٹ پارٹی آف پاکستان کے علی حسن چانڈیو اور امرلال کو ان کے دورہ بھارت کے دوران اس یقین دہانی پر ہر قسم کی امداد دی گئی کہ وہ سندھ میں انارکی پیدا کرنے میں "را" سے مکمل تعاون کریں گے۔

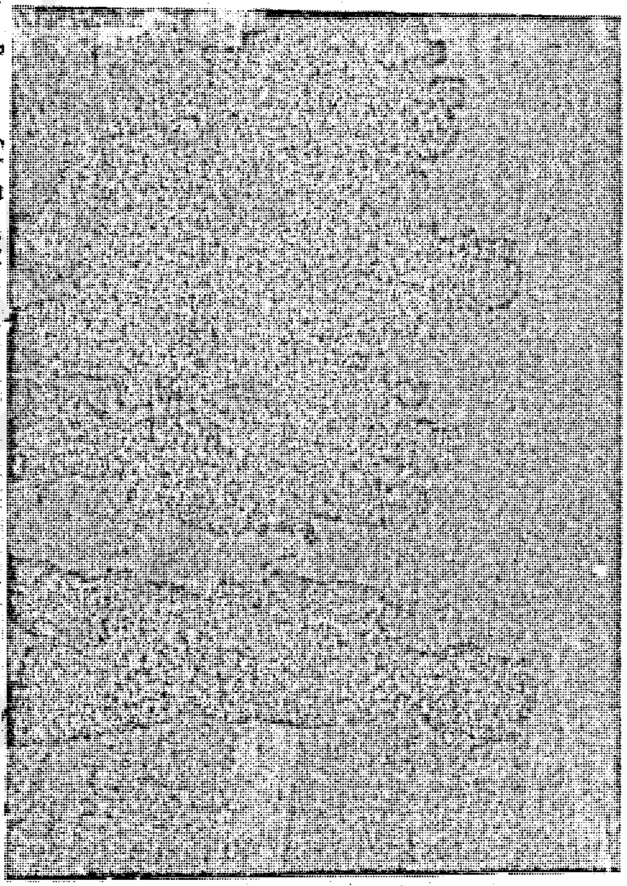

Recruits of the Tamil National Army (TNA), most of them forcibly conscripted youth, being trained at Kaluvankerny in Kalkuda in the Batticaloa district. The TNA, moored by India against the wishes of Colombo, was trained in the use of sophisticated arms by the Indian army training corps with the assistance of RAW and pro-Indian Tamil militants in late 1989/early 1990. The TNA was wiped out by the LTTE within a month of the departure of the Indian army from Sri Lanka.

ایسی بے شمار مثالیں پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی فائلوں میں دفن ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ شاید ہمیشہ کے لئے ماضی کی گرد میں دب کر رہ جائیں گی کیونکہ ہمارے ہاں کمزور اور منافقانہ بنیادوں پر جنم لینے والے نظام حکومت نے حکمرانوں کو "سمجھوتہ" کا گھٹیا انداز اپنانے پر مجبور کر دیا ہے اور وہ اپنے اقتدار کی طوالت کے لئے کسی بھی غدار کو محب وطن کا خطاب دینے میں ذرا سی بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتے۔

سندھ کے حالات کو موجودہ نہج تک پہنچانے میں "را" کے کردار کا تفصیلی محاکمہ کرنے کے لئے ایک کتاب درکار ہے۔ اگر زندگی نے مہلت دی تو میں انشاء اللہ اس اہم موضوع پر بھی قلم اٹھاؤں گا۔

سندھ میں بدقسمتی سے بہت سی ریجنل پارٹیاں "را" کا "سافٹ ٹارگٹ" بنی ہوئی ہیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

جئے سندھ موومنٹ (جے ایس ایم)

جئے سندھ تحریک کے بانی جی ایم سید تھے۔ انہوں نے تحریک کا آغاز 1946ء (ماقبل تقسیم) میں کیا جب وہ مسلم لیگ کے رکن تھے۔ جی ایم سید چاہتے تھے کہ انتخابات کے لئے قائداعظم ان کے کچھ دوستوں کو مسلم لیگ کے ٹکٹ دے دیں۔ قائداعظم نے یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جو ٹکٹوں کی تقسیم کا فیصلہ کرنے کے لئے تشکیل دی گئی تھی۔ اس بنا پر جی ایم سید اور قائداعظم کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ جی ایم سید نے تحریک پاکستان کے بجائے "سندھو دیش" کی تخلیق کا نعرہ بلند کیا۔ تحریک جاری رہی۔ ابتدا میں اسے ان چند ایک لوگوں کی حمایت حاصل تھی جن کے درپردہ اپنے مقاصد تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بھارت نے اس تحریک کی پشت پناہی شروع کر دی۔ اس طریقے سے بھارت نومولود ریاست پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتا تھا۔ جی ایم سید نے پھر کچھ لوگوں کو ترغیب دی اور انہیں تربیت دی کہ وہ دوسرے صوبوں بالخصوص پنجاب کے خلاف سندھی دیہاتیوں کے ذہنوں میں باغیانہ خیالات کی پرورش کریں۔

جئے سندھ سٹوڈنٹس فیڈریشن (جے ایس ایس ایف)

اس سندھی تنظیم نے مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ اور نوجوانوں کو تحریک ی اور تنظیم کے ارکان بنایا۔ اس تنظیم کی بنیاد غالباً جامشورو یونیورسٹی ہے۔ قطعی تاریخوں کا تو لم نہیں کہ کب اس تنظیم کا ظہور عمل میں آنا شروع ہوا لیکن عشرہ 70ء کے اواخر اور 80ء ی دہائی کے اوائل میں یہ ایک مضبوط طلبہ جماعت کی حیثیت سے سامنے آئی جس کے بیشتر رکان دہشت گرد اور متشدد لوگ تھے۔ اس تنظیم کو جی ایم سید کی حمایت حاصل تھی جو کھلے ام "سندھو دیش" کے نظریئے کا پرچار کر رہے تھے۔ تنظیم کے وطن دشمن نظریئے کی بنا پر عارت نے اس کی بے حد حمایت کی۔ اس کے بیشتر ارکان کو بھارتی انٹیلی جنس ایجنسی "را" نے تربیت دی۔

1984ء میں اندرا گاندھی کے قتل سے چند مہینے پہلے جی ایم سید نے اندرا سے کہا کہ وہ اکستان پر حملہ کر دیں اور سندھو دیش کے قیام میں ان کی مدد بالکل اسی طرح کریں جیسے بنگلہ یش قائم کرنے میں کی تھی، لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ بعد ازاں الطاف حسین ایم کیو ایم) سے رابطہ کیا گیا۔ دونوں رہنماؤں میں یہ طے پایا کہ سندھ میں ایسے حالات پیدا کر یئے جائیں کہ ایک علیحدہ آزاد ریاست کی تخلیق عمل میں آ سکے۔ جی ایم سید نے (ایم کیو ایم) کو مشورہ دیا کہ شہروں کے علاقوں کو آپ سنبھال لیں جبکہ دیہی علاقوں کو میں کنٹرول کروں گا۔ جئے سندھ کے بیشتر ارکان پکے مجرم ہیں اور اس لئے تنظیم کے ساتھ ہیں کہ وہ انہیں تحفظ فراہم کئے ہوئے ہے۔ ان کے کئی ارکان کو وطن دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی بنا پر لٹری انٹیلی جنس نے گرفتار بھی کیا ہے۔

جئے سندھ تحریک میں شگاف

تیسری دنیا کے بیشتر ممالک کی قوم پرست اور بائیں بازو کی تحریکوں کا طرہ امتیاز ان کے ندرونی تنازعات اور گروہی جھگڑے رہے ہیں۔ سندھی قوم پرست خصوصاً جئے سندھ

تحریک اپنے اندرونی تنازعلت سے پیدا ہونے والی پیچیدگی میں اپنی بیشتر ہمعصر تنظیموں کو بہت پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ اس وقت پارٹی کے چار علیحدہ علیحدہ گروپ ہیں۔ ہر گروپ کا اپنا منظم نیٹ ورک اور خواتین، مزدوروں، طالب علموں کے آزاد ونگ ہیں۔ مزید برآں ہر گروپ اپنے علیحدہ سیاسی نظریئے کا پرچار کرتا اور اپنی حکمت عملی اپناتا ہے۔ یہ گروپ شاذ ہی آپس میں مشاورت کرتے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ لیکن سبھی گروپ جی ایم سید کو سندھو دیش کا غیر متنازعہ بانی لیڈر اور "روحانی پیشوا" سمجھتے ہیں۔ دلچسپ بلت یہ ہے کہ جی ایم سید تمام گروپوں کو تسلیم کرتے تھے۔ تنظیمی ممالک کے بارے میں جی ایم سید کے سرد مہرانہ رویئے اور سندھو دیش کی آزاد ریاست کے مطالبے کے بارے میں اپنے نظریئے کو عملی شکل دینے میں ناکامی جیسے عوامل تنظیم میں مستقل توڑ پھوڑ کا باعث بنے۔ جئے سندھ تحریک کے اب درج ذیل چار گروپ ہیں۔

ا۔ جے ایس ٹی

جئے سندھ تحریک کے سربراہ گل محمد جاکھرانی ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جی ایم سید کے اپنے نظریئے سے بہت زیادہ قریب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سندھی قوم پرست حلقوں میں اسے "وفادار گروپ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ گل محمد جاکھرانی سندھو دیش کی حمایت میں بہت سی وطن دشمن سرگرمیوں میں ملوث چلے آرہے ہیں۔

ب۔ جے ایس ایم

جئے سندھ محاذ عبدالواحد آریسر گروپ کے طور پر معروف ہے۔ اس کا علیحدہ سیاسی فلسفہ اسے علاقے کے دیگر قوم پرست اور ترقی پسندانہ گروپوں سے قریب تر رکھتا ہے۔ یہ دوسرے گروپوں سے خود کو اس بنا پر ممیز کرتا ہے کہ اس نے صوبے کی اردو بولنے والی آبادی کے بارے میں ایک نرم تر رویہ اپنا رکھا ہے۔ عبدالواحد آریسر 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد بھارت سے پاکستان چلے آئے وہ سندھی اخبار "کلوش" کے لئے کام کرتے رہے اور

ب آزادی سندھ کے بارے میں بیشمار مضامین بے دھڑک لکھے۔ وہ جئے سندھ تحریک کے کٹر رکن ہیں۔

۔ جے ایس ٹی پی پی

جئے سندھ ترقی پسند پارٹی کے قائد اس کے رہنما مگسی ہیں۔ جئے سندھ کے تمام روپوں میں سے جے ایس ٹی پی پی شاید سب سے زیادہ منظم اور مسلح ہے۔ ستمبر 1988ء میں ر آباد کی قتل و غارت گری کے حوالے سے اس کا نام نمایاں ہوا۔ اس خونیں واقعے کے ے میں مگسی اور ان کے ساتھی دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں مقدمہ بھگت چکے ۔ یہ تنظیم جے ایس ایس ایف (مگسی گروپ) کے ساتھ مل کر بہت سے مشترکہ منصوبوں م کر رہی ہے۔ اب یہ لوگ کھلے عام جی ایم سید کی پالیسیوں پر تنقید کر رہے ہیں۔

۔ جے ایس کیو پی پی

قمر بھٹی کی جئے سندھ قوم پرست پارٹی کو اندرون سندھ بہت کم سیاسی حمایت حاصل یونکہ اس کے رہنما کو انٹر سروسز انٹیلی جنس (آئی ایس آئی) کا آدمی کہا جاتا ہے۔

تحریک کو کامیاب بنانے کی خاطر جی ایم سید اور نے سندھی افسروں کی فلاح و ۔ کے لئے سندھ گریجوایٹ ایسوسی ایشن قائم کی۔ اس کے قیام کا اصل مقصد سندھ میں ئیت کے بیج بونا اور جی ایم سید کے ناپاک منصوبوں کا دائرہ بڑھانا تھا۔ اس تنظیم نے اتنے ر عرصے میں وہ نتائج فراہم کئے کہ کوئی اور جماعت / تنظیم ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے ن نے جے ایس ایس ایف کے ارکان کو امتحانات میں اضافی نمبر دیئے اور بعد ازاں ری ملازمتوں میں بھی ان کی حمایت کی۔ اگرچہ اس پر پابندی لگائی جا چکی ہے لیکن اس نے کریسی میں اپنی جڑیں بنالی ہیں۔

جئے سندھ یکساں ذہن لوگوں کے چھوٹے سے گروپ سے ہزاروں پارٹی ورکروں کی ت کا روپ دھار چکی ہے۔ اس کی بنیادی قوت کا انحصار اس کی مسلح طلبہ تنظیم (جے ایس

ایس ایف) پر ہے جس نے تعلیمی اداروں کو مکمل طور پر مفلوج کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں سندھ کی ہندو آبادی بھارت کی معاونت سے اس تنظیم سے پورا پورا مالی تعاون کر رہی ہے۔

سرگرمیاں

ا۔ دہشت گرد

1- کالجوں' یونیورسٹیوں میں غیر سندھی طلبہ' بالخصوص پنجاب سے تعلق رکھنے والے کو زدوکوب کرنا۔

2- تھوری پھاٹک فائرنگ

3- سندھیوں اور مہاجروں کے درمیان نسلی تصادم

4- حیدر آباد قتل و غارت_ 30 ستمبر 1988ء

5- بم دھماکے

طن دشمن

1_ دہشت گردی کی تربیت کے لئے جے ایس ایس ایف کے ارکان کی بھارت یاترا

2_ بھارت کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے سندھ میں فوجی یونٹوں کی لوکیشن کے بارے میں "را" کو اطلاعات فراہم کرنا

3_ جی ایم سید کے نظریئے کے مطابق بھارت کی مدد سے "سندھو دیش" کی تخلیق

4_ اجمیر شریف کے زائرین کا بھیس بدل کر بھارت سے اسلحہ اور ایمونیشن حاصل کرنا

5_ سادہ لوح دیہاتیوں کو پاکستان کے خلاف اکساتا اور انہیں وطن دشمن سرگرمیوں کی

تربیت دینا

6_ سکھر ائیرپورٹ پر قومی پرچم کو نذر آتش کرنا

ثبوت میں صرف حالیہ کیسوں کو ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

ا۔ عبدالواحد آریسر نے دوران تفتیش انکشاف کیا کہ انہوں نے کئی مرتبہ غیر قانونی طور پر بھارت کا دورہ کیا ہے۔ ہربار "را" کے ایجنٹوں نے بھیس میں انہیں ریسیو کیا۔ انہیں نہ صرف اخلاقی بلکہ بعض اوقات مادی امداد بھی دی جاتی تھی۔

ب۔ نواب علی لغاری نے تفتیش کے دوران انکشاف کیا کہ جے ایس ایم کا ایک کارکن کراچی کے بھارتی قونصل خانے میں خفیہ طور پر جایا کرتا تھا۔

ج۔ جے ایس ایم کا ایک اور اہم کارکن حیدر شاہانی سرحد پار اپنے ہم منصب سے مدد لیا کرتا تھا۔

د۔ جے ایس ایم کے ایک اور کارکن عامر عظیم بھومبرو نے "را" کی حمایت میں حیدر آباد میں کئی بم دھماکے کئے۔

ہ۔ جے ایس ایس ایف کے کارکن داود مہری نے انکشاف کیا کہ وہ کئی بم دھماکے کرچکا ہے اور دہشت پسندانہ سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ اس نے پاکستان میں موجود بھارتی ایجنٹوں کی مدد بھی کی۔

و۔ ڈاکٹر قادر مگسی نے بھارت میں تربیت حاصل کی۔ وہ جے ایس ایس ایف کے چیئرمین ہیں۔ انہوں نے تھوری پھاٹک فائرنگ اور سانحہ حیدر آباد کی منصوبہ بندی کی' پھر اس پر عملدرآمد کیا۔

ل۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک بھارتی افسر میجر جوہر لال 1992ء میں غیر قانونی طور پر دو بار پاکستان آئے اور تخریبی کارروائیاں کیں۔

تنظیم (اے زیڈ او)

تنظیم اپریل 1979ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی (پی

پی پی) کے گوریلا ونگ (دہشت گرد) کے طور پر معرض وجود میں آئی۔ دراصل آغاز میں پی پی پی کے مسلح عناصر کے ساتھ ایک نام نہاد "انتقام محاذ" تشکیل دیا گیا تھا تاکہ اس وقت مارشل لاء حکومت کو بدنام اور کمزور کرنے کے لئے ملک میں دہشت گردی اور سبوتاژ کی کارروائیاں کی جائیں۔ الذوالفقار کے دہشت گرد پردہ چاک ہونے پر ہمسایہ ملک افغانستان فرار ہو گئے جہاں انہوں نے پناہ کی درخواست کی بلکہ سیاسی جلا وطنی اختیار کی۔ افغان حکومت نے الذوالفقار کے کارندوں کی بھرپور مدد کی تاکہ وہ پیپلز لبریشن آرمی کے لئے رضاکار بھرتی کریں جسے منصوبہ بندی کے بعد رسمی طور پر تشکیل دے دیا گیا تھا۔ راجہ انور نے جنوری 1980ء میں ایک پمفلٹ کے ذریعے اس کا اعلان کیا تاہم 5 جنوری 1981ء کو (مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ پر نے پیپلز لبریشن آرمی کا نام تبدیل کر کے رکھ دیا۔ بظاہر اس کا مقصد (ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے) بھٹو کے نام کے ساتھ علامتی رشتہ قائم کرکے اسے اجاگر کرنا اور اس کے لغوی معانی "تلوار" کے حوالے سے اسے ایک عسکری ٹچ بھی دینا تھا کیونکہ "تلوار" پیپلز پارٹی کا انتخابی نشان تھا۔ الذوالفقار کا اعلان کردہ مقصد اس وقت کی مارسل لاء حکومت کو ختم کرنا تھا اور اس کا مشن تھا الذولفقار علی بھٹو کی پھانسی کا انتقام لینے کے لئے ضیاء الحق نواز عناصر کو صفحہ ہستی سے مٹانا اور پاکستان میں سوشلسٹ نظام لانے کے لئے "سندھ کارڈ" استعمال کرتا تھا۔

تربیتی نظام

امیدواروں کا چناؤ کیا جاتا اور محتاط سیکورٹی کے بعد انہیں تربیت کے لئے بھرتی کرلیا جاتا۔ ابتدا میں بہت سے لوگوں کا انتخاب کیا جاتا۔ بعدازاں ان کی اچھی طرح چھان پھٹک کے بعد انہیں تربیت کے لئے حتمی طور پر چن لیا جاتا۔ منتخب کردہ امیدواروں سے توقع کی جاتی کہ وہ تربیت کے مقصد اور اپنے دشمنوں کو جانتے ہوں گے۔ ان سے یہ بھی توقع کی جاتی کہ وہ اپنی تاریخ' جغرافیائی صورتحال' سندھ کے موجودہ حالات' اپنے علاقوں کے منتخب نمائندوں / ممتاز شخصیات اور مختلف سرکاری افسران کی عادات و اطوار اور کردار سے آگاہ ہوں۔

تربیتی شیڈول

آغاز میں بھارت کے اندر 6 ہفتوں کا تربیتی پروگرام ہوتا تھا لیکن حال ہی میں اسے کم کر کے 4 ہفتے کیا گیا ہے۔ امیدواروں کی تربیت کے آغاز اور اختتام پر مقامی لیڈر امیدواروں سے خطاب کرتے تھے۔ بیشتر امیدواروں کو بھارت میں تربیت دی جاتی تھی جبکہ کچھ کو تربیت کے ابتدائی دنوں میں افغانستان' مصر' لیبیا' سری لنکا اور عراق بھیجا جاتا تھا۔

کارروائیاں

بین الاقوامی طور پر معروف چند ایک درج ذیل ہیں۔

ا۔ پی آئی اے کا طیارہ اغوا کر کے 1981ء میں کابل اور 1991ء میں سنگاپور لے جایا گیا۔
ب۔ چوہدری ظہور الٰہی اور زیڈ ایچ بھوپالی جیسی سیاسی شخصیات کا قتل
ج۔ جنرل ضیاء الحق پر قاتلانہ حملے کی کوشش
د۔ شاہ بندر کیس
ہ۔ ڈاکے' بنک ڈکیتیاں اور کار چوری کی وارداتیں بالخصوص اندرون سندھ
و۔ بم دھماکے

بھارتی مداخلت کا ثبوت

ا۔ جب الذوالفقار کا مرکز کابل میں قائم تھا تو بھارتی سفارت کاروں کا الذوالفقار کے ساتھ مستقل رابطہ رہتا تھا۔ تربیت مکمل کرنے والے دہشت گرد کابل سے نئی دہلی جاتے' پھر وہاں سے پاکستان میں داخل ہو جاتے۔

ب۔ 1981ء میں بھارت سے مدد مانگی۔ ابتدا میں یہ مدد محدود تھی' لیکن 1982ء کے وسط میں اس کا دائرہ بڑھا دیا گیا۔ نئی دہلی میں ایک آپریشنل ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا۔ "را" آئی بی اور انڈین آرمی کے الذوالفقار کے مختلف عناصر سے رابطے تھے۔ مسز اندرا گاندھی نے "

را" کو خاص طور پر احکامات جاری کئے کہ وہ پی پی پی کے باغی عناصر اور کے کارندوں کی مالی مدد کرے۔

ج۔ 6 جولائی 1984ء کو ویانا میں پکڑے جانے والے تین دہشت گردوں کو بھارت میں تربیت دی گئی تھی۔ نو آدمیوں کا ایک گروپ بنایا گیا تاکہ وہ کینیڈین سفارت خانے کے استقبالئے میں دہشت گردی کرے اور لوگوں کو یرغمال بنائے۔

- راجہ انور جو کہ کا بانی رکن تھا اور جس نے اس تنظیم کے ساتھ 14 برس رہنے کے بعد خود کو علیحدہ کر لیا' اس نے اعتراف کیا کہ بھارت اور کچھ دیگر ممالک ان کی مدد کر رہے تھے۔

- 9 مئی 1992ء کو پاکستان نیوی نے سر کریک کے قریب ایک کشتی پکڑی۔ یہ کے ارکان کو تربیت کی غرض سے بھارت لے کر جا رہی تھی۔ پکڑے جانے والے 14 افراد میں سے 4 پہلے ہی بھارت کے تربیت یافتہ تھے۔

- نے روزنامہ "دی نیوز" کے کامران خان کو انٹرویو دیتے ہوئے بھارت کو ملوث ہونے کی تردید کی لیکن وہ اس بات کو تسلیم بھی کرتے ہیں کہ یہ تربیت سندھ کی بھارت سے ملحق سرحد کے ساتھ "نو مینز لینڈ" میں دی جاتی رہی ہے۔

- بہت سی وڈیو اور بیانات دستیاب ہیں جن میں کے ارکان نے بھارت میں تربیت حاصل کرنے کا اعتراف کیا ہے۔

اجر قومی موومنٹ (ایم کیو ایم)

1973ء میں اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے سندھ کے مختلف تعلیمی ازوں میں داخلے کے لئے کوٹہ سسٹم نافذ کیا۔ اعلان کیا گیا کہ یہ کوٹہ سسٹم دس برس کے لئے ہے۔ کوٹہ سسٹم کے نفاذ کا بنیادی مقصد اندرون سندھ کی دیہی آبادی کو یہ فائدہ پہنچانا تھا کہ وہ تحانات میں اپنے کم تر گریڈز کے باوجود اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ حاصل کر سکیں۔ اس وٹہ سسٹم نے مہاجر کمیونٹی کے ان بہت سے مستحق طالب علموں کو داخلہ سے محروم رکھا

جنہوں نے امتحانات میں اچھے نمبر حاصل کئے تھے۔ اس نظام نے مہاجروں کے دلوں میں سندھیوں کے خلاف نفرت پیدا کی' لہٰذا "آل پاکستان مہاجر اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن" کے نام سے ایک طلبہ تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ فارمیسی کے ایک طلبہ گروپ نے الطاف حسین کی زیر قیادت 1974ء میں اس کا آغاز ہوا۔ ایک تنظیم کی شکل میں ڈھلنے اور آرگنائز ہونے میں اسے چار برس کا عرصہ لگا اور 1978ء میں یہ ایک منظم جماعت بن گئی۔ جب جنرل ضیاء الحق کی مارشل لاء حکومت نے تمام طلبہ تنظیموں پر پابندی عائد کردی تو الطاف حسین کی زیر قیادت ایم کیو ایم معرض وجود میں آئی۔ بعدازاں مارشل لاء حکام کی گرفت سے بچنے کے لئے الطاف حسین نے شکاگو (امریکہ) میں اپنے بھائی کے ساتھ رہنا شروع کردیا اور ایم کیو ایم کے چیئرمین شپ عظیم احمد طارق کے پاس چلی گئی۔ نومبر 1985ء میں الطاف حسین پاکستان واپس آیا اور دوبارہ چیئرمین بن گیا۔ جب الطاف حسین "قائد تحریک" بنا تو عظیم احمد طارق پھر سے چیئرمین بن گیا اور اپنی موت تک اسی عہدے پر رہا۔ چند معروف دہشت پسندانہ کارروائیاں درج ذیل ہیں۔

ا۔ اغوا برائے تاوان

ب۔ بم دھماکے

ج۔ ٹارچر سیلوں میں ایذائیں دینا

د۔ ڈاکے، قتل، بنک ڈکیتیاں

گینگ ریپ

و۔ کارچوری اور کار چھیننے کی وارداتیں

ز۔ بھتہ

تقریباً آغاز ہی سے بھارتی انٹیلی جنس ایجنسی "را" نے اس تنظیم کو سپانسر کیا ہے۔ جی ایم سید کی حمایت بھی اسے حاصل رہی ہے۔ درج ذیل امور اس کی شہادت دیتے ہیں۔

ا۔ 1986ء میں "سن" میں الطاف حسین نے جی ایم سید کی سالگرہ میں شرکت کی۔ تمام

شرکاء نے اردو میں تقریریں کیں جبکہ اس سے قبل سندھی میں ہوا کرتی تھیں۔

ب۔ جی ایم سید نے اپنے گھر حیدر منزل کراچی میں بھارتی قونصل جنرل منی لال ترپاٹھی کے ساتھ الطاف حسین کی ملاقات کا اہتمام کیا۔

ج۔ "را" کے ایما پر ایم کیو ایم نے پی پی پی کی حکومت اور بعدازاں آئی جے آئی حکومت سے درخواست کی کہ وہ بھارت آنے جانے کے لئے کھوکھراپار کا راستہ کھول دے۔ اگست 1990ء میں کئی معروف کارکن قانونی طور پر بھارت گئے۔ اپنے دس روزہ قیام بھارت کے دوران بھارتی انٹیلی جنس نے ان کی دیکھ بھال کی۔

د۔ "آپریشن کلین اپ" کے دوران بہت سے کارکن غیر قانونی طور پر بھارت چلے گئے۔ بھارتی حکومت نے ابھی تک انہیں گرفتار نہیں کیا۔

ہ۔ پاکستان میں دہشت گردی کرنے کے لئے ایم کیو ایم کے بہت سے ارکان کو بھارت میں تربیت دی گئی ہے۔

و۔ بہت سے ارکان "را" کے ایجنٹ اور اس کے پے رول پر ہیں۔

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ بھارت بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی کارروائیوں میں ملوث ہے۔ بھارت پاکستان پر الزام لگاتا رہا ہے کہ وہ کشمیر اور مشرقی پنجاب میں دہشت گردی اور بے چینی پیدا کر رہا ہے۔ جوابی وار کے طور پر بھارت اب سندھ میں امن وامان کا مسئلہ اور بے چینی پیدا کر رہا ہے تاکہ حکومت کے ساتھ ساتھ پاکستان آرمی کو بھی اس دلدل میں پھنسایا جائے۔ یہ کام مختلف سیاسی جماعتوں / تنظیموں کی حمایت کر کے کیا جا رہا ہے۔ ان جماعتوں کو تربیت' مواد اور پیسہ دیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے خاص طور پر صوبے کو غیر مستحکم کرنے کے لئے ایک نیا سیٹ اپ "ریسرچ اینڈ اینالائزز فار سیکورٹی" قائم کیا ہے۔

بھارت ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے کہ پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دلوایا جائے۔ انہوں نے وسیع پیمانے پر ڈس انفارمیشن مہم شروع کر رکھی ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے

بھارت سندھ میں مداخلت کر رہا ہے' پاکستان کو ویسی ہی زوردار تیاری اور سخت جوابی کارروائی کرنے کی ضرورت ہے بصورت دیگر "را" ہمیں کارنر سے کر دے گی۔ اس ضمن میں پاکستانی پریس کو بطور خاص بہت ذمہ داری اور حب الوطنی کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔

بھارت میں پاکستانی سفارت کار "را" کا ہدف

کسی بھی ضابطہ اخلاق سے بالاتر "را" کے نزدیک سفارت کاروں کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے' پاکستانی سفارتکاروں سے "را" کی بدسلوکی معمول کی بات بن چکی ہے۔ نئی دہلی میں پاکستانی ہائی کمیشن کے اہلکاروں کے ساتھ معاملات کے دوران بھارتی جاسوس سفارتی ضابطہ اخلاق کی کھلم کھلا خلاف ورزی جیسے گندے کھیل میں ملوث ہیں۔ ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں کہ بھارتی حکام نے پاکستانی سفارتکاروں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا اور انہیں تشدد' مار پیٹ اور تضحیک کا نشانہ بنانے کے لئے انتہائی گھٹیا طریقے استعمال کئے۔ اس قصے کا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ پاکستانی اہلکاروں کے خلاف اس قسم کے ہر واقعے کو جواز فراہم کرنے کیلئے ان پر سفارتی آداب کی خلاف ورزی یا "جاسوسی" کے من گھڑت اور جھوٹے الزامات لگائے گئے۔

پاکستانی سفارت کاروں کی ایک طویل فہرست ہے جنہیں مختلف مواقع پر بھارتی حکام نے تشدد کا نشانہ بنایا۔ ستمبر 1987ء سے اب تک 12 پاکستانی اہلکاروں کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا جبکہ اسی عرصے کے دوران پاکستان کی جانب سے صرف ایک واقعہ پیش آیا جب بھارتی ٹیلی جنس ایجنسی "را" کے ساتھ خفیہ تعلقات رکھنے کی ٹھوس شہادت ملنے پر راجیش میتل کو اکستان چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ اگرچہ بھارتی حکومت میتل کے معاملے میں سارے پس منظر

سے بخوبی آگاہ تھی' لیکن اس نے خوب واویلا کیا اور پاکستان پر الزام لگایا کہ وہ سفارتی آداب کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

میتل والا واقعہ پیش آنے کے بعد اگست 1992ء میں دونوں ممالک کے درمیان سیکرٹریوں کی سطح پر ہونے والی بات چیت کے دوران ایک ضابطہ اخلاق طے کیا گیا جسکا مقصد ایک دوسرے کے سفارتکاروں کے خلاف تشدد کے واقعات کی روک تھام کرنا تھا' تاہم یہ امر افسوسناک ہے کہ اس کے باوجود پاکستانی سفارتی عملے دو ارکان اشفاق احمد اور محمد ریاض پر "جاسوسی" کے جھوٹے الزامات لگا کر انہیں شدید جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اشفاق پر کئے جانے والے تشدد کے نشانات اس قدر گہرے اور شدید تھے کہ بھارتی سیکرٹری خارجہ بھی اس کی تردید نہ کر سکے۔ تاہم انہوں نے تجویز کیا کہ مستقبل میں ایسے واقعات کی صورت میں ہائی کمیشن اور ریسیونگ گورنمنٹ' دونوں ایک مشترکہ بیان پر دستخط کریں جس میں گرفتار شدہ شخص کی حالت واضح طور پر بیان کی گئی ہوگی۔ لیکن بعد ازاں جب محمد ریاض پر بھارتی حکام نے تشدد کیا تو پاکستانی اہلکاروں نے مطالبہ کیا کہ اسکی حالت کے باری میں مشترکہ بیان جاری کیا جائے مگر بھارتی حکام نے صاف انکار کر دیا۔

ان تمام واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں تک سفارتی ضابطہ اخلاق کا تعلق ہے' بھارتی حکام کی نگاہوں میں اسکی قطعاً کوئی اہمیت اور وقعت نہیں ہے۔ ایک جینٹل مین وعدے کا شرمناک انکار اور دو طرفہ انڈرسٹینڈنگ سے مکمل اغماض اس بات کا واضع اظہار ہیں کہ بھارتی حکام کو مختلف بہانوں کے تحت پاکستانی سفارت کاروں پر تشدد سے کوئی چیز نہیں روک سکتی تاوقتیکہ بھارت کو بین الاقوامی دباؤ کے ذریعے مجبور کیا جائے کہ وہ سفارتی تعلقات کی دنیا میں مروج ضابطہ اخلاق' اصولوں اور روایات کی پاسداری کرے۔

انڈین ایئر لائنز ہائی جیکنگ ڈرامے

"را" کا تیار کردہ اسٹیج

"را" کو ملکی سطح پر ایک بڑی سہولت یہ حاصل رہی ہے کہ معاندانہ پراپیگنڈہ کے لئے مضبوط پریس اس کے پاس موجود ہے۔ اپنے تمام مقامی سیاسی مسائل کیلئے وہ گمراہ کن مغالطہ میز حربے استعمال کرتی ہے اور خارجی سطح پر قربانی کے بکرے تلاش کرتی ہے تاکہ ان کے سر زامات تھوپ سکے۔ اپنے روایتی "چانکیائی" طرز عمل کے عین مطابق بھارت نے کیثر البجتی رحانہ پراپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ مشرقی پنجاب اور مقبوضہ کشمیر میں ڈین سیکورٹی فورسز کے مظالم سے دنیا کی توجہ ہٹائی جا سکے۔ اس ڈس انفارمیشن مہم کا دوسرا در ہ مقصد یہ ہے کہ پاکستان کو ایک دہشت گرد ملک قرار دلوایا جائے اور دنیا کو یہ یقین دلایا ئے کہ اس کی تمام اندرونی خرابیوں کے پیچھے پاکستان ہی کا ہاتھ ہے۔ اس شرانگیز پراپیگنڈہ یلئے بھارتی انٹیلی جنس ایجنسی "را" پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے ہائی جیکنگ کے ڈرامے کرتی ی ہے۔ عجب طرفہ تماشا ہے کہ جب بھی کوئی بھارتی جہاز اغوا ہوا تو وقوعے کے فوراً بعد بغیر ں قسم کی تحقیقات کے بھارتی حکومت نے اس کا الزام پاکستان پر تھوپ دیا۔ اس قسم کے تیار ہ ڈراموں کے پس پردہ یہ خطرناک مقصد کار فرما ہے کہ دنیا پر یہ ظاہر کیا جائے کہ پاکستان بین وامی دہشت گردی میں ملوث ہے اور ایک دہشت گرد ملک قرار دیئے جانے کا مستحق۔ اگر

بھارت اپنے ان ناپاک عزائم میں کامیاب ہو گیا تو اسے گویا قارون کا خزانہ مل جائے گا۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شرد پوار کی یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ "پاکستان کو دہشت گرد قرار دلوانا ایسا ہی ہے جیسے پاکستان کے خلاف بغیر لڑے کوئی جنگ جیت لینا"۔

ایک جانب تو ایک جامع منصوبے کے تحت پاکستان پر بھارت کی یہ الزام تراشی تا حال جاری ہے کہ وہ مبینہ طور پر 12 مارچ کے بمبئی بم دھماکوں میں ملوث ہے تو دوسری جانب اس نے انڈین ایئرلائنز کے جہازوں کی ہائی جیکنگ کے ڈرامے بھی بار بار رچائے ہیں اور کوشش کی ہے کہ اغوا شدہ جہاز پاکستان میں اتریں۔

27 مارچ 1993ء کو انڈین ایئر کے جہاز آئی سی۔ 439 کو اغوا کر لیا گیا۔ نئی دہلی سے مدراس جانے والے اس جہاز کو اغوا کرنے والا نہتا اور غیر مسلح ہائی جیکر ہریانہ کا ایک ہندو تھا۔ جونہی جہاز نے ٹیک آف کیا' اس نے پائلٹ کو حکم دیا کہ جہاز لاہور لے چلو' لیکن پاکستانی حکام نے جہاز کو اترنے کی اجازت نہ دی کیونکہ وہ بھانپ چکے تھے کہ بھارت پاکستان کو ملوث کرنا چاہتا ہے۔ پاکستانی فضا میں 20 منٹ تک چکر لگانے کے بعد جہاز واپس چلا گیا اور امرتسر کے راجہ سانسی بین الاقوامی ایئرپورٹ پر اترا۔ بھارتی حکام نے ہائی جیکر کو پہلے مسلمان کہا' پھر بتایا کہ سکھ فریڈم فائٹر ہے لیکن آخر کار وہ ہندو نکلا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہائی جیکر ہری سنگھ "را" کا ایجنٹ تھا جو گذشتہ کئی ماہ سے پاکستانی سفارت کاروں کا تعاقب کر کے انہیں ہراساں کر رہا تھا۔ تعاقب اور نگرانی کی ان مہموں کے دوران اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لئے وہ ہر قسم کے غیر شائستہ حربے حتیٰ کہ گندی اور گھٹیا زبان استعمال کرتا۔ اسے بارہا پاکستانی ہائی کمیشن کی عمارت کے گرد چکر لگاتے دیکھا گیا تھا۔ اس غیر مسلح ہائی جیکر کی کوئی ظاہری معقول رنجش بھی نہ تھی کہ وہ جہاز اغوا کرتا' پھر امرتسر ائرپورٹ پر خود کو حکام کے حوالے کر دینے کے بعد اس کے ساتھ جس قسم کا برتاؤ کیا گیا' اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس ڈرامے میں "را" ملوث ہے۔

بھارت کے خلاف دہشت گردی میں پاکستان کو ملوث کر کے اسے بدنام کرنے کی خاطر

بھارتی حکام نے جہاز کے اغوا کا ایک اور ڈرامہ رچایا لیکن وہ بھی ناکام ہو گیا۔ یہ بھارتی ایئرلائنز کے جہاز بوئنگ 737 کا 24 اپریل 1993ء کو اغوا تھا جو نئی دہلی سے سری نگر جا رہا تھا۔ ابتدا میں اغوا کو حزب المجاہدین کے رکن جلال الدین سے منسوب کیا گیا۔ حزب المجاہدین پاکستان نواز مجاہد گروپ ہے جو مقبوضہ کشمیر میں بھارتی استبداد کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہا ہے۔ بعد ازاں دن کی روشنی میں پولیس نے اعلان کیا کہ انہوں نے پتہ لگایا ہے ہائی جیکر کا اصل نام محمد یوسف شاہ ہے اور وہ کشمیری مجاہدین کا ایک سینئر لیڈر ہے۔ سری نگر میں وائس آف امریکہ کے ایک صحافی نے بتایا کہ ہائی جیکر کشمیری نہیں تھا۔ اس نے جہاز کے مسافروں کے بیان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہائی جیکر کشمیری نہیں بول سکتا تھا بلکہ ملی جلی ہندی اور اردو زبان بولتا تھا۔ اس سے صریحاً ظاہر ہوتا ہے کہ جہاز کو پاکستان میں اتارنے میں ناکامی کے بعد "ہائی جیکر" کی اصلیت چھپانے کیلئے بھارتی حکام اسے کھسکا لے گئے۔

وائس آف امریکہ کے نامہ نگار کے مطابق جہاز کے اغوا کے بارے میں بھارتی حکام متضاد باتیں کر رہے تھے۔ نئی دہلی میں ایک سرکاری ترجمان نے کہا کہ ہائی جیکنگ کا ڈرامہ اتوار کو علی الصباح اس وقت اپنے انجام کو پہنچ گیا جب کمانڈوز نے جہاز کے کاک پٹ میں گھس کر واحد مسلح ہائی جیکر کو ہلاک کر ڈالا۔ لیکن مشرقی پنجاب میں قانون نافذ کرنے والے ادارے کے ایک اعلیٰ اہلکار نے فی الفور اس خبر کی تردید کر دی۔ یہ اہلکار ڈائریکٹر جنرل پولیس مسٹر کے پی ایس گل تھے۔ مذکورہ بالا رپورٹ ملنے کے بعد کے ایس گل جہاز کے کاک پٹ میں گئے تو وہاں فائرنگ کے کوئی نشانات نہ تھے۔ مسٹر گل نے ایک نیوز کانفرنس میں بتایا کہ ہائی جیکر کو زندہ پکڑ لیا گیا تھا' لیکن بعد ازاں رن وے پر سیکورٹی فورسز کے ساتھ دھینگا مشتی میں وہ مارا گیا۔ اس کے برعکس بیشتر مسافروں کا کہنا تھا کہ انہوں نے ہائی جیکر کو زندہ حالت میں دیکھا اور کمانڈوز اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے جہاز سے باہر لے جا رہے تھے۔ ان متضاد رپورٹوں سے جہاز کے اغوا سے متعلق شبہات کو تقویت ملتی ہے۔ 1993ء کے دوران بھارتی ایئرلائنز کا یہ چوتھا اور ایک مہینے میں تیسرا جہاز اغوا ہوا تھا۔

کیا یہ حیرت انگیز امر نہیں ہے کہ ہائی جیکنگ کے دو ایسے واقعات جن میں ہائی جیکروں نے جہازوں کو پاکستان لے چلنے کا حکم دیا تھا' وہ ایک مہینے کے اس مختصر سے عرصے میں ہوئے جب بھارت میں سیکورٹی ایجنسیاں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے پوری طرح چوکس اور ریڈ الرٹ تھے۔ اغوا کے آخری واقعے میں ہائی جیکر دو بھرے ہوئے پستول جہاز کے اندر لے جانے میں کامیاب ہوگیا حالانکہ ایئرپورٹ پر پہلے ہی ریڈ الرٹ تھا اور کشمیر جانے والے مسافروں کی معمول کے مطابق سختی سے تلاشی لی جاتی تھی اور جسمانی تلاشی کے علاوہ میٹل ڈیٹیکٹر بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ ایسے میں ہائی جیکر پستول کو جہاز کے اندر کیسے لے گیا؟ کیا بھارتی حکام کے پاس اس سادہ سے سوال کا جواب ہے؟

اغوا ہونے والے تمام جہازوں کا تعلق دہلی سے تھا۔ دارالحکومت ہونے کے سبب کیا نئی دہلی "ناقص سیکورٹی" کا متحمل ہو سکتا ہے جو کہ ہائی جیکروں کیلئے آئیڈیل ہو؟ ہائی جیکروں نے اغوا شدہ جہازوں کو پاکستان لانے کی کوشش کی ہے۔ پاکستان کے بروقت اور موزوں انسدادی اقدام نے انکی اس کوشش کو ناکام بنادیا۔ ایک عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اغوا شدہ جہازوں کو پاکستان میں اتارنے کے اس بھارتی کھیل کا مقصد سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ پاکستان کو ایک ایسی صورتحال سے دوچار کر دیا جائے کہ آخرکار بھارت اسے اپنے فائدے کیلئے استعمال کرے اور پاکستان کو نقصان پہنچایا جائے۔

اغوا کے ان تمام کیسوں کا ڈرامہ ایک ہی انداز سے سٹیج کیا گیا۔ اغوا کے فوری بعد بھارتی حکام نے کہا کہ ہائی جیکروں کا تعلق پاکستان سے ہے۔ پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے پوری دنیا میں اس خبر کو زور شور سے پھیلایا گیا۔ پاکستان نے ان تمام الزامات کی تردید کی لیکن اصل نقصان یہ پہنچا ہے کہ بیسیوں ایسے ممالک بھی ہو سکتے ہیں جن تک پاکستان کی تردیدی خبر نہ پہنچی ہو۔

1968ء کے بعد سے "را" نے بڑا خطرناک چنکیائی حربہ اختیار کیا ہے۔ انکی طرف سے پاکستان کے خلاف خوفناک الزامات کا "حملہ" کیا جاتا ہے اور پاکستانی حکام کو اپنے خلاف الزامات

کی "صفائی" میں لگاکر "را" اپنی "صفایا" مہم کا آغاز کردیتی ہے۔ جب تک پاکستانی وزارت خارجہ "الزامات" کی ایک لسٹ" سے بری قرار پاتی ہے' فوراً ہی بعد دوسری الزامات کی لسٹ لانچ کردی جاتی ہے۔

افسوسناک بات تو یہ ہے کہ آج تک ہمارے سیاسی پنڈت اس "راز" کو کیوں نہیں پاسکے کہ وہ بھارتی الزامات کی صفائیاں ہی دیتے رہتے ہیں۔ اس طرح "را" نے انہیں مکمل دفاعی پوزیشن میں لاکھڑا کیا ہے اور بڑی کامیابی سے اپنی مہم چلارہی ہے۔

8 جولائی 1995ء کو بھارتی دوردرشن نے اپنے پروگرام "فوکس" میں ایم کیو ایم کے لیڈر الطاف حسین کے انٹرویو کو جس ڈرامائی انداز سے پیش کیا وہ اس ضمن میں بہترین مثال ہے کہ ایک طرف الطاف حسین پاکستانی ایجنسیوں پر الزامات کی زہریلی بوچھاڑ کر رہا ہے اور پس منظر میں کراچی کا وائیولینس Violenc دکھایا جارہا ہے۔ گویا یہ آگ اور فائرنگ پاکستانی ایجنسیاں لگارہی ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ دہشت گردوں کی گرفتاری کے مناظر کو بھی "پاکستانی مظالم" بناکر پیش کردیا گیا اور ہمارا سارا میڈیا منہ میں گھنگھیاں لئے بیٹھا رہا۔

اس طرح "را" پاکستان کی منافقانہ سیاسی فضا کو خوبصورتی سے اپنے حق میں استعمال کرتی ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

RAW operatives at Indian High Commission in Islamabad

Rajesh Mittal
Minister Counsellor

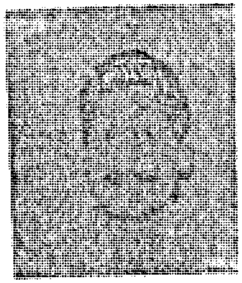

V.S. Chowhan
Attache

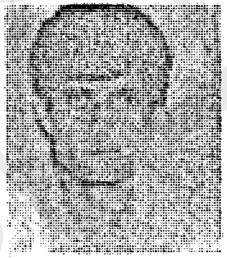

G.L. Verma
Staff Member

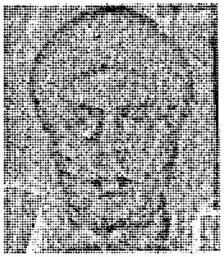

R.L. Khurana
Staff Member

ضمیمہ جات

سابق سگنل مین محمد اختر کی کہانی

1947ء میں اختر کا خاندان ہجرت کر کے سیالکوٹ آبسا تاہم اس کا سسر مقبوضہ کشمیر ہی بس رہا۔ میٹرک کے بعد 1958ء میں اختر نے آرمی میں شمولیت اختیار کرلی۔ اس کے تین برس حد وہ اپنے سسر سے ملنے اکیلا جموں گیا۔ وہیں اس کے رابطے بھارتی انٹیلیجنس سے استوار وئے۔ محرک یہ تھا کہ مستقبل میں جموں آنے جانے کیلئے سرحد پر سفر کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس کے بدلے میں وہ بھارتیوں کیلئے جاسوسی پر آمادہ ہوگیا۔ پاکستان واپسی پر اس نے بھارتیوں کو فوجی طلاعات فراہم کرنا شروع کردیں۔

1961ء کے وسط میں اس کی مشتبہ سرگرمیوں کی بنا پر اس کی گرفتاری عمل میں آئی اور فتیش شروع ہوگئی۔ اگرچہ اسے "سیاہ" درجہ دیا گیا تھا لیکن قانونی سقم کی بنا پر جاسوسی کے زامات میں اس پر فیلڈ جنرل کورٹ مارشل میں مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا تھا لہٰذا انضباطی یادوں پر سمری کورٹ مارشل میں اختر پر مقدمہ چلایا گیا۔ اسے ایک برس قید ہوئی اور ملازمت ے برطرف کردیا گیا۔

1965ء کی جنگ کے دوران اس نے ڈبل کردار ادا کرنے کی کوشش کی اور دو پاکستانی ٹیلی جنس ایجنسیوں کو اپنی خدمات کی پیشکش کی۔ ایک ایجنسی نے اسے آزمایا اور جواب دے

دیا لیکن دوسری ایجنسی نے اس سے چھوٹی موٹی پیغام رسانی کا کام لینا جاری رکھا۔ 1971ء کی جنگ کے بعد ایک بار پھر مشکوک سرگرمیوں کی بنا پر اس کی تفتیش ہوئی مگر تصدیقی شہادت کی عدم موجودگی کے سبب اس پر مقدمہ نہ چلایا جاسکا تاہم سول انتظامیہ کے ذریعے اس کی نقل و حرکت کو ایک برس کیلئے سیالکوٹ کی ضلعی حدود تک محدود کر دیا گیا۔

ایک برس کی یہ پابندی ختم ہونے کے بعد اس کی نگرانی جاری رکھی گئی۔ اگرچہ اب بھی اسکی سرگرمیاں مشتبہ رہیں لیکن فیصلہ کیا گیا کہ جب تک کوئی ٹھوس الزامی شہادت نہیں مل جاتی اسے گرفتار نہ کیا جائے۔ اپنا اعتبار قائم کرنے اور اپنی ریاست دشمن سرگرمیوں کو پاکستانی انٹیلی جنس کور دینے کی خاطر اختر نے ایسے افراد کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنا شروع کر دیں جنکے بارے میں شبہ تھا کہ وہ بھارتی ایجنٹ ہیں۔ اس نے ایک انتہائی اہم ایجنٹ مہندر سنگھ کی گرفتاری میں مدد دی۔ 1976ء میں جب اختر ایک وکیل کے ساتھ بطور کلرک کام کر رہا تھا تو اس کی ملاقات اپنے سابق کامریڈ ایکس سگنل مین محمد اصغر سے ہوگئی۔ محمد اصغر قتل کے ایک مقدمے میں ملوث تھا۔ اپنے مقدمے کے اخراجات کے لئے اسے پیسوں کی شدید ضرورت تھی۔

اختر نے رقم کے حصول کیلئے اسے سمگلنگ کی تجویز پیش کی اور مزید مشورہ یہ دیا کہ سرحد پر محفوظ آمدورفت کیلئے وہ بھارتی انٹیلی جنس کیلئے کام کرنا شروع کر دے۔ اس نے اصغر سے یہ بھی کہا کہ وہ کس آرمی یونٹ کی طرف سے پارٹ ون اور پارٹ ٹو احکامات کا انتظام کرے تاکہ انہیں بطور سند پیش کیا جاسکے۔ محمد اصغر نے آرمی میں اپنے دور کے رشتہ دار کے ذریعے پارٹ ٹو آرڈر کی دو نقول حاصل کر لیں۔

اختر نے پھر اصغر سے کہا کہ وہ کھاریاں چھاؤنی میں اپنے چچازاد سے "آرڈر آف بیٹل" حاصل کرے۔ چنانچہ محمد اصغر نے اپنے چچازاد سے معمول کی گفت و شنید کے دوران کچھ آرمی یونٹوں کی لوکیشن حاصل کر لی اور یہ معلومات اختر کو فراہم کر دیں۔ محمد اصغر کے اصرار پر کہ اسے بھارتی انٹیلی جنس سے متعارف کرایا جائے۔ اختر اسے اپنے ساتھ بارڈر پر لے گیا اور بجائے

سرحد پار کرانے کے اسے دھوکا دیا اور پاکستانی انٹیلی جنس کو اصغر کے بارے میں اطلاع دیدی۔ محمد اصغر کو گرفتار کرکے تفتیش کی تو اختر مکمل طور پر بے نقاب ہوگیا۔ اس تائیدی شہادت کے علاوہ اختر کی رہائش گاہ سے بھی ایسا مواد ملا جو اسے بھارتی جاسوس ثابت کرتا تھا۔

سعید احمد کی کہانی

سعید احمد اتر پردیش کے ایک گاؤں کا حجام تھا۔ چار برس تک اس نے انڈین آرمی میں خدمات انجام دی تھیں۔ دہلی کے ایک انٹیلی جنس آفیسر نے اسے تاڑا اور جاسوسی کے لئے تیار کیا۔ تین مہینے تک اسے انٹیلی جنس کے فن کی تربیت دی گئی۔ اسے خفیہ تحریر، کوڈز، وائرلیس سیٹ چلانا، گرفتاری سے بچنے کے طریقوں، مختلف جہازوں کی شناخت، میزائل سائٹس، راڈار، نیول اور ایئرفورس تنصیبات کے علاوہ پاکستانی لباس، روایات اور بولیوں کے بارے میں بتایا گیا۔

اسے ایک گائیڈ کے ہمراہ لاہور کی سرحد سے پاکستان میں داخل کیا گیا۔ گائیڈ اسے حیدر آباد اور کراچی لے گیا جہاں انہوں نے پندرہ روز گزارے، پھر اسے واپس بھارت لے جایا گیا۔ کچھ عرصے بعد اسے پاکستان واپس بھیج کر کراچی میں ریذیڈنٹ ایجنٹ بنایا گیا۔ اس کے ذمے مشن تھا کہ وہ ایئرفورس اور پاکستان نیوی کے بارے میں معلومات اکٹھی کرے۔ اس دوران اگرچہ اس نے بھارت کے دو مختصر سفر کئے جس میں اسے مزید تربیت دی گئی، لیکن وہ رہتا کراچی ہی میں تھا۔ اس نے کرائے کا گھر لے رکھا تھا اور ایک باربر شاپ میں ملازمت حاصل کرلی تھی جو کہ اس کیلئے ایک کور پروفیشن تھا۔

وہ بال ترشوانے کی خاطر دکان میں آنے والے ایئرمینوں اور نیوی کے اہلکاروں سے دوستانہ روابط قائم کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اپنی اس تکنیک کے ذریعے وہ بہت جلد مقبول ہوگیا۔ کئی ایئرمینوں اور نیوی کے اہلکاروں سے اس کے قریبی مراسم قائم ہوگئے۔ ان کے ذریعے وہ ٹارگٹ علاقوں میں جانے لگا اور ڈیفنس کارگو کے علاوہ نیوی اور ایئرفورس کی بہت سی

سرگرمیوں کے بارے میں حساس معلومات حاصل کرلیں۔ یہ معلومات اس نے کینیا اور سعودی عرب کے کورایڈریسوں پر بذریعہ خطوط بھیج کر خفیہ تحریر میں بھارت تک پہنچادیں۔

اس دوران وہ دو ایئرمینوں سے ملا جو فوراً ہی اس کا کھیل سمجھ گئے اور خاموشی سے اپنے کمان افسرون کو اس کی اطلاع دے دی۔ یوں انٹیلی جنس ایجنسیوں نے اسے رنگے ہاتھوں گرفتار کرلیا۔

سابق سپاہی بہادر خان کی کہانی

یہ پاکستان آرمی کے ایک ایسی فوجی کی کہانی ہے جو تیرہ بار بھگوڑا بنا' پھر جیل میں بھارتی قیدیوں کے ساتھ اپنے رابطے استوار کرلئے اور بعد ازاں مخبروں کا ایک نیٹ ورک قائم کرلیا جن میں سے بیشتر کا تعلق مسلح افواج سے تھا۔ یہ نیٹ ورک تقریباً ایک درجن ممبران پر مشتمل تھا جو تمام کے تمام ضلع سیالکوٹ سے تعلق رکھتے تھے۔

اس نیٹ ورک کے آپریشن کے دائرہ کار کو سیالکوٹ' لاہور' راہوالی' کھاریاں' سرگودھا' جہلم' منگلا' راولپنڈی اور آزاد کشمیر تک پھیلا دیا گیا۔ اسکے ممبران میں نیوی کا ایک ریٹائرڈ اہلکار اور ایک ایئرمین بھی تھا۔ دوران تفتیش سابق سپاہی بہادر خان نے جو اپنی کہانی بیان کی' وہ دلچسپ بھی ہے اور حیران کن بھی۔ بہادر خان ایک کاشت کار خاندان میں 1952ء میں پیدا ہوا۔ آٹھویں جماعت سے اس نے سکول چھوڑ دیا اور اگلے چند برس بے مقصد آوارہ گردی میں ضائع کردیئے۔

ستمبر 1968ء میں اس نے آرمڈ کور میں شمولیت اختیار کرلی اور مختلف یونٹوں میں خدمات انجام دیتا رہا۔ مارچ 1972ء میں وہ ملازمت سے بھاگ گیا لیکن پندرہ روز بعد اسے پکڑ لیا گیا۔ کورٹ مارشل میں مقدمہ چلا اور اسے چھ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ سیالکوٹ سول جیل میں اپنی سزا کے دوران اس نے دو بھارتی سمگلروں کی بات چیت سن لی۔ وہ نور محمد نامی ایک پاکستانی قیدی کو رہائی کے بعد سمگلنگ کے لئے تیار کر رہے تھے۔

اس کام میں انکا بھائی نور محمد کی معاونت کرتا۔ چونکہ نور محمد کا تعلق بھی ضلع سیالکوٹ سے تھا اس لئے بہادر خان نے سمگلنگ کے مجوزہ کاروبار میں بطور پارٹنر اپنی خدمات پیش کیں۔ تاہم جیل سے رہا ہونے کے بعد اس نے نوکری سے نجات حاصل کرنے کا خیال اپنے ذہن سے نکال دیا اور اکتوبر 1972ء میں آرٹلری میں شمولیت اختیار کرلی بغیر یہ بتائے کہ وہ آرمڈ کور میں رہ چکا ہے۔

ایک ماہ بعد ہی وہ نوکری سے بھاگ نکلا لیکن اس کا بڑا بھائی اسے یونٹ میں واپس لے آیا۔ اسے 28 روز قید سخت کی سزا دی گئی۔ سزا پوری کرنے کے بعد وہ ایک بار پھر بھاگ نکلا۔ اسی دوران نور محمد نے بھارتی انٹیلی جنس سے روابط قائم کرلئے تاکہ وہ بھارت میں اس کی سمگلنگ کی کارروائیوں کو تحفظ فراہم کریں۔

1973ء کے موسم بہار میں نور محمد' بہادر خان کو بھارت لے گیا اور ایک بھارتی انٹیلی جنس افسر سے اسے متعارف کرایا۔ بہادر خان نے وہ تمام فوجی معلومات اسے دے دیں جو اس کے علم میں تھیں اور صلے میں 200 روپے وصول کئے۔ بہادر خان سے وعدہ کیا گیا کہ اگر وہ پاکستان آرمی میں اپنے روابط کے ذریعے کلاسیفائیڈ انفارمیشن حاصل کرکے انہیں فراہم کرے اور ریٹائرڈ و حاضر سروس ملٹری اہلکاروں کو بھارتی مخبر بنائے تو اسے خطیر معاوضہ دیا جائے گا۔

پاکستان واپسی پر اس نے فوج میں اپنے دوستوں اور واقف کاروں سے رابطے قائم کرنے شروع کردیئے اور آخرکار ایک درجن افراد کی وفاداریاں تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان میں آٹھ حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی بھی شامل تھے۔ ان بارہ افراد کے علاوہ اس نے فوج میں روابط کے ذریعے دیگر معلومات بھی حاصل کیں۔ اگلے ایک برس میں وہ آزادانہ بھارت گیا اور دشمن کو قیمتی معلومات فراہم کیں۔

اس نے قیمتی راز فراہم کرکے جو نقصان پہنچایا' اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنی خدمات کے عوض اس نے بھارتی انٹیلی جنس سے تقریباً آٹھ ہزار روپے وصول کئے۔ اس کا بنیادی مشن پاکستان کے حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجیوں کو بھارتی انٹیلی جنس

ایجنسیوں سے متعارف کرانا تھا۔ اس کیس کا ایک اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ جب دو شہریوں کو اس کی ملک دشمن سرگرمیوں کا پتہ چلا تو بجائے متعلقہ حکام کو اطلاع دینے کے' انہوں نے بہادر خان کو بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔

ایک پروفیسر کو جاسوس بنانے کی "را" کی کہانی

یہ پاکستان کے ایک زرعی سائنس دان کی کہانی ہے۔ وہ اے آر آئی ڈی ریسرچ انسٹی
ٹ کوئٹہ میں ڈائریکٹر تھے۔ بلحاظ عہدہ انہوں نے یونیسکو کے تحت منعقد ہونے والے بہت
ے بین الاقوامی سیمیناروں' کانفرنسوں / مباحثوں میں شرکت کے لئے مختلف ممالک کا دورہ
یا۔ ایسے تمام سیمیناروں / کانفرنسوں میں دیگر کے علاوہ بھارتی سائنس دانوں نے بھی شرکت
ی۔ ایک بار ان کا رابطہ ڈاکٹر شنکر نارائن سے ہوا جو مرکزی اے آر ڈی زون انسٹی ٹیوٹ
Cazr) نئی دہلی کے ڈائریکٹر تھے۔ یہ رابطہ جنوری 1986ء اور ستمبر 1986ء میں بالترتیب کینیا
ر بنکاک کانفرنس کے دوران ہوا۔

یونیسکو کی دعوت پر انہوں نے 16 جنوری 22 جنوری 1987ء تک بھارت کا دورہ کیا۔
لی میں ان کا استقبال راج بھنڈاری نے کیا۔ راج بھنڈاری انتظامیہ کے افسر تھے۔ وہ انہیں
دمی ہوٹل میں لے گئے۔ پروگرام کے مطابق وہ 17 جنوری 1987ء کو جودھپور کے لئے
روانہ ہوئے جہاں انہوں نے Cazri کے منصوبوں کا دورہ کرنا تھا۔ جودھپور پہنچ کر انہوں نے
ر پورٹ سے ڈاکٹر اے این لاہیری اور ڈاکٹر شنکر نارائن سے رابطہ قائم کیا جو بعد ازاں انہیں
Cazri کے دفتر لے گئے۔

اپنے وہاں قیام کے دوران انہیں Carzi کے پروجیکٹس دیکھنے کی اجازت نہ دی گئی۔
جواز یہ تھا کہ یہ پروجیکٹ جودھپور شہر کے باہر واقع ہے جبکہ ویزا صرف جودھپور شہر کے لئے

ہے۔ Cazri کے دفتر میں نشست کے دوران ڈاکٹر شنکر نارائن اور ڈاکٹر اے این لاہیری نے ان کا تعارف رام سنگھ سے کرایا۔

رام سنگھ Cazri کے دفتر واقع جودھپور میں باقاعدگی سے آتا رہا۔ اس دوران ڈاکٹر اے این لاہیری نے ہمارے سائنس دان سے کہا کہ رام سنگھ بذریعہ سڑک دہلی جا رہے ہیں' آپ بھی ان کے ہمراہ ہو جائیے' وہ آپ کو اجمیر شریف کی زیارت کرا دیں گے۔ پاکستانی ڈاکٹر نے اس تجویز سے اتفاق کر لیا۔

21 جنوری 1987ء کو یہ سائنس دان اور مسٹر رام سنگھ جودھپور سے ایک کھلی جیپ میں روانہ ہوئے اور راستے میں پاک بھارت تعلقات پر گفتگو شروع ہو گئی۔ رام سنگھ کا خیال تھا کہ امریکیوں کو پاکستان چھوڑ دینا چاہیے جبکہ پاکستانی ڈاکٹر کی رائے تھی کہ روس کو بھارت کی حمایت ترک کر دینی چاہیے۔ رام سنگھ نے پاکستانی ڈاکٹر کو بتایا کہ اس کا ماربل کا کاروبار ہے اور اس مقصد کے لئے وہ بلوچستان آئے گا۔ علاوہ ازیں رام سنگھ مختلف جگہوں اور مواقع پر پاکستانی سائنس دان کی تصاویر بھی اتارتا رہا۔

اجمیر شریف میں شاپنگ وغیرہ کا بل بھی رام سنگھ نے دیا۔ جے پور پہنچنے پر انہیں کنڈولیا کلینک لے جایا گیا اور کہا گیا کہ رات یہیں قیام کر لیں تاہم ڈاکٹر کے اصرار پر انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا اب وہ کار میں سفر کر رہے تھے جسے رنجیت سنگھ نامی شخص چلا رہا تھا۔ راستے میں سنگھ کے سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ پاکستانی سائنس دان چونکہ تھکا ہوا اور نیم خوابیدہ تھا اس لئے اسے خود بھی اپنے جوابات کا علم نہ تھا۔ نئی دہلی پہنچنے سے پہلے رام سنگھ نے انکشاف کیا کہ اس کا تعلق بھارتی انٹیلی جنس سے ہے۔ اس انکشاف نے پاکستانی ڈاکٹر کو بے حد پریشان کر دیا۔

رام سنگھ کا استدلال تھا کہ بھارت پاکستان کے نہیں بلکہ امریکہ کے خلاف ہے جس کے پاس انتہائی جدید حساس آلات ہیں جن سے بھارت کے مواصلاتی نظام کو جام کیا جا سکتا ہے۔

دہلی میں پاکستانی سائنس دان کو ایک "سیف ہاؤس" میں لے جایا گیا اور بھارتی انٹیلی جنس کے لئے کام کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اسے درج ذیل معلومات فراہم کرنے کے لئے کہا

گیا۔

ا۔ بلوچستان میں امریکی اسٹیبلشمنٹ

ب۔ مائیکرو ویو سٹیشن کی لوکیشن

ج۔ جنگی سامان کے لئے بنائے گئے گودام

د۔ بنائی گئی سڑکیں

ہ۔ مداخلت کی صورت میں امریکی ٹاسک فورس کے لئے نشان زدہ جگہیں

و۔ مشرقی یا مغربی سرحد پر آرمی فارمیشن کی لوکیشن

ح۔ شاف کالج کی سرگرمیاں

ط۔ سکھوں کے لئے پاکستان کی حمایت۔ مذکورہ افسر سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ جنرل ودیا کے قاتل جندا کی موجودگی کے بارے میں بھی معلومات مہیا کرے۔ ان کی رپورٹ کے مطابق سبی جیل میں جندا سے وی آئی پی سلوک کیا جا رہا تھا۔

ی۔ ان اپوزیشن پارٹیوں کے نمبر2 اور نمبر3 رہنماؤں کی فہرست اور پتے جو بھارت کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں۔

ک۔ عمر کوٹ حیدر آباد کے نزدیک سیم نالے کا مقصد

ڈاکٹر سے کہا گیا کہ بھارتی انٹیلی جنس کے لئے کام کرنے کی صورت میں اسے خاطر خواہ معاوضہ دیا جائے گا۔ بات نہ ماننے کی صورت میں ڈاکٹر کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی گئیں۔

ڈاکٹر نے محسوس کیا کہ وہ پوری طرح ان کے جال میں پھنس چکا ہے' لہٰذا اس نے بھارت کے لئے کام کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ اسے بعد ازاں طریق واردات سے آگاہ کیا گیا اور خفیہ تحریر کے لئے پنسل فراہم کی گئی۔ واپسی پر ڈاکٹر نے رضاکارانہ طور پر تمام واردات سے پاکستانی حکام کو آگاہ کر دیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر کو اپنے بھارتی ہینڈلرز کی جانب سے خط بھی ملا س میں اولین فرصت میں راز یعنی مواد فراہم کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔

منجیت سنگھ کی کہانی

"را" کے ایسے بہت سے ایجنٹوں کو گرفتار کیا گیا ہی جنہیں پاکستان میں بم دھماکے کرنے کیلئے "را" نے تربیت دی تھی۔ منجیت سنگھ عرف الیاس حمید اکیس کی مثال یہ ثابت کرنے کیلئے کافی ہے کہ پاکستان میں کی جانے والی دہشت گردی کی وارداتوں میں "را" کلا ہاتھ ہے۔

منجیت سنگھ اتر پردیش کے ایک غریب سکھ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ 1984ء میں جب وہ فقط بیس برس کا تھا تو اسے اپنے چچازاد کرنیل سنگھ کے ساتھ قریبی مراسم رکھنے پر گرفتار کرلیا گیا کیونکہ کرنیل سنگھ خالصتانی سکھوں میں شامل ہو گیا تھا۔ اپنی حراست کے دوران اس سے ورسا سنگھ نے ملاقات کی۔ ورسا سنگھ نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ انٹیلی جنس والوں کے لئے کام کرنا شروع کردے تو وہ اسے رہائی دلادے گا۔ چنانچہ منجیت سنگھ کو امرتسر میں صوبیدار جاگیر سنگھ کے پاس لے جایا گیا جس نے جاسوس ایجنٹوں کی فہرست میں اس کا نام شامل کردیا۔

منجیت سنگھ یونٹوں کی لوکیشن، انکی نقل و حرکت اور لاہور قصور فرنٹ کے سرحدی علاقے میں مختلف سڑکوں اور پلوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے لئے کئی بار لاہور آیا۔ یہ صرف ٹسٹ مشن تھے تاکہ اس کا اعتبار قائم ہو اور مستقبل میں اسے بڑے اور اہم ٫عیت کے مشن سونپے جاسکیں۔

1986ء میں جب منجیت سنگھ نے مطلوبہ تجربہ حاصل کرلیا تو اسے بھکی ونڈ کے "را" یف انسپکٹر پرم راج چودھری کے سپرد کردیا گیا۔ لاہور کے چند کامیاب چکر لگانے کے بعد اسے تن سنگھ چوک امرتسر میں واقع "را" کے تربیتی مرکز میں لے جایا گیا جہاں اسے تین ہفتوں ں دھماکہ خیز مواد کے استعمال کی سخت تربیت دی گئی۔ بعد ازاں اسکے ختنے کرنے کے بعد ے خوشی محمد ولد اللہ بخش کے نام سے پاکستان کا قومی شناختی کارڈ بھی جاری کردیا گیا جس میں نجیت سنگھ کو بگا گلوں تحصیل قصور کا رہائشی ظاہر کیا گیا۔ اسے اسلام کے بنیادی اصول بشمول " ہ" اور نماز وغیرہ پڑھنا بھی سکھلایا گیا۔

2 اپریل 1990ء کو اسے پہلا مشن سونپتے ہوئے دہلی گیٹ میں بم دھماکہ کرنے کے لئے

کہا گیا۔ اس نے دھماکہ خیز مادہ' جو پنسل سے مشابہ سرخ ٹارچ میں موجود ایک ڈیٹونیٹر تھا' اپنی زیر جامے میں رکھا اور اس کا فیوز اپنی شلوار کے نیفے میں سی لیا۔ منجیت سنگھ نے میانوالا حطار پوسٹ سے پاکستانی سرحد پار کی اور اپنا فالتو سامان ضلع قصور کے گاؤں چیلارام کے قریب بانسوں کے ایک جھنڈ میں چھپا دیا۔ یہاں سے وہ ویگن میں سوار ہو کر لاہور چلا آیا۔ سب سے پہلے وہ ریلوے سٹیشن کے قریب واقع جی ٹی ایس بس اڈے کے بیت الخلا میں گیا اور بم تیار کیا۔ جب وہ پہلے آیا تھا تو دھماکہ کرنے والی جگہ کا تعین کر گیا تھا۔ اس مخصوص جگہ کا رخ کرنے کے دوران راستے سے اس نے 6 درجن نٹ بولٹ خریدے تاکہ بم کی ہلاکت خیزی کو بڑھایا جاسکے۔ اس نے موقع دیکھ کر پھلوں کی ایک دکان میں پھلوں کی ٹوکری کے پاس بم رکھا اور فوراً ہی قصور والی ویگن میں سوار ہو گیا۔ آدھی رات ہونے تک وہ میانوالا حطار پوسٹ پر واپس پہنچ چکا تھا جہاں "را" چیف ذاتی طور پر اسے لینے کو موجود تھا۔ اس بم دھماکے میں چار افراد ہلاک اور چھ زخمی ہوئے۔ منجیت سنگھ نے انعام میں پندرہ ہزار روپے حاصل کیے۔

17 مئی 1990ء کو "را" کے فیلڈ آفیسر آر کے شری وستی نے منجیت سنگھ کو پھر طلب کیا۔ اس بار بھاٹی گیٹ میں بم دھماکہ کرنے کا مشن سونپا گیا۔ اسے دو کلو گرام دھماکہ خیز مادہ دیا گیا جو پلاسٹک کے ایک لفافہ میں ملفوف تھا۔ اسی چوکی کو عبور کر کے منجیت سنگھ 18 مئی 1993ء کی دوپہر پھر لاہور پہنچ گیا۔ چھوٹے چھوٹے دھاتی کل پرزوں کی ضروری خریداری کے بعد وہ ایک نزدیکی سینما گھر میں گھسا اور چھ بجے تک فلم دیکھتا رہا۔ بعد ازاں سینما گھر کے بیت الخلا میں بم تیار کرنے کے بعد اس نے اسے سوزوکی پک اپ کی پٹرول ٹینکی کیساتھ نصب کر دیا۔ جب بم دھماکہ ہوا تو منجیت سنگھ ویگن میں سوار قصور کی جانب جا رہا تھا۔ دھماکے میں 8 افراد ہلاک اور 60 زخمی ہوئے۔ اس بار منجیت سنگھ کے معاوضے کی رقم بڑھا دی گئی اور اسے 25 ہزار روپے انعام ملا۔

شری وستی نے منجیت سنگھ کیلئے جس اگلے ہدف کا انتخاب کیا وہ تھا ملتان بس سٹینڈ۔ جون 1990ء میں منجیت سنگھ کو چھ ہزار روپے دیئے گئے تاکہ وہ ساہیوال' فیصل آباد' ملتان اور

گوجرانوالہ میں دھماکہ کرنے کے لئے موزوں جگہوں کا ابتدائی سروے کرے۔ اس بار دھماکہ خیز مواد کی مقدار کم کر کے صرف 300 گرام کر دی گئی تھی۔ تفتیش کے دوران منجیت سنگھ نے انکشاف کیا کہ شری وستی کے دفتر سے ملحقہ تین کمروں کو مختلف قسم کے بم رکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ 7 جون 1990ء کو منجیت سنگھ ملتان پہنچا۔ اس نے اسٹور' لوہے کے ڈھائی درجن قبضے اور پیچ خریدے' پھر آٹے کا ایک خالی تھیلا خرید کر یہ سب چیزیں اس میں ڈال لیں۔ بس سٹینڈ کے قریب واقع بیت الخلا میں اس نے بم تیار کیا اور اسے آٹے کے تھیلے میں رکھ لیا' پھر بس میں سوار ہوا اور فیصل آباد کا ٹکٹ خریدا۔ مجیت سنگھ نے بم والا تھیلا بس کی ایک درمیانی سیٹ کے نیچے رکھا' چند منٹ تک بس میں بیٹھا رہا' پھر چپکے سے کھسک گیا۔ اس بم دھماکے میں چار مسافر ہلاک کئی زخمی ہوئے۔ "را" چیف نے اسے پندرہ ہزار روپے' غیر ملکی وسکی کی ایک بوتل اور سمگل شدہ کپڑے کے چند بنڈل انعام میں دیئے۔ یہ بنڈل غالباً سمگلروں سے پکڑے گئے تھے۔

جولائی 1990ء میں مجیت سنگھ نے غازی آباد (لاہور) جانے والی ایک اور بس میں بم رکھا۔ دھماکے میں ایک مسافر ہلاک اور بارہ زخمی ہوئے۔ اسے پندرہ ہزار روپے معاوضہ ملا۔ مجیت سنگھ نے اعتراف کیا کہ اس نے اگلے پندرہ روز بمبئی کی "Flesh Market" میں گزارے۔

مجیت سنگھ نے آخری بم دھماکہ فیصل آباد میں گھنٹہ گھر چوک کے نزدیک کیا۔ اس نے یہ بم سائیکل کے پرزوں مثلاً چین' وہیل کپ' ایکسل وغیرہ کے ساتھ رکھ کر ایک ریڑھی کے نیچے چھپا دیا۔ اس بم دھماکے میں چار راہ گیر ہلاک اور اٹھائیس زخمی ہوئے۔ اگلے روز وہ شام کو قصور پہنچا' لیکن سرحد پار کر کے بھارت جانے سے قبل انٹیلی جنس سٹاف نے آخر کار اسے گرفتار کر لیا۔ دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں مجیت پر مقدمہ چلا اور موت کی سزا دی گئی۔

دشمن کو ضرر پہنچانے کے طریقے

چار جاتیوں کے نظام کو برقرار رکھنے کے لیے بدکرداروں کے خلاف خفیہ تدابیر اختیار کرنی چاہیں۔ ملچھ مردوں اور عورتوں میں سے وہ لوگ جو مختلف پیشوں حرفوں سے تعلق رکھتے ہوں یا ان کا سوانگ بھر سکیں' اور گونگے بہرے' بونے' کبڑے' اندھے بن کر راجہ کے استعمال کی اشیاء میں کالکوٹ یا ایسے ہی دوسرے زہر ملا دیں' کام پر لگانے چاہئیں۔ گھات میں لگے ہوئے جاسوس یا محل کے اندر کام کرنے والے' شاہی تفریحات' کھیل تماشوں' ناچ گانے کے جلسوں وغیرہ میں ہتھیاروں سے بھی کام لے سکتے ہیں۔ راتوں کو گھومنے والی (راتری چاری) یا آگ کا کام کرنے والے _ (اگنی جیوی) آگ بھی لگا سکتے ہیں (اشرار کے گھروں میں)۔

بعض جانوروں کے ڈھانچوں کا چورا جیسے کہ چترا مینڈک' کونڈنیک کرکن (Pardix Sylvatiga) پنچ کشٹ' اور کنکھورا یا ایسے جانوروں کا جیسے کہ کیکڑا' کمبلی گرگٹ جسے شات کند (Phyalis Flesuosa) کی چھال کے سفوف میں ملایا جائے' یا چھپکلی' اندھے سانپ' کرکشمک (چکور) پوتی کیٹ (بدبودار کیڑا) اور گومار کا سفوف بھلا تکا (Semecarius Anacardium) اور ولگ کے عرق میں ملا دیا جائے تو اس مرکب کے جلنے سے جو دھواں پیدا ہوگا وہ فوری موت کا باعث ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا جانوروں میں سے کسی کو بھی کالے سانپ اور پرینگو (Nic Seed Pa) کے

ساتھ جلا کر پیس لیا جائے' تو اس کی دھونی سے بھی آدمی پھٹا نہیں کھاتا۔

دھلار گو (Luffa Foctida) اور "یاتودھان" کی جڑوں سے بنایا ہوا سفوف بھلاواں کے پھول (Anacardium Semedarpus) کے سفوف کیساتھ ملا کر دیا جائے تو ایک پندرھواڑے میں خاتمہ کر دیتا ہے اور الماس کی جڑ کو بھلاواں کے پھول کیساتھ سفوف کر کے اس میں "کیٹ" نامی کیڑے کا بھی اضافہ کر دیا جائے تو مہینے بھر میں ہلاک کر ڈالتا ہے۔

انسان کیلئے ایک چٹکی (کلاء تولے کا سولہواں حصہ) خچر اور گھوڑے کیلئے اس سے دگنی مقدار' ہاتھی اور اونٹ کیلئے چوگنی مقدار بہت ہے۔ شت کررم' کیکڑے' گینز (Odorum Herium) کڑوی تونبی اور مچھلی کو مدن اور کودوں کی بھوسی کے ساتھ یا ارنڈی کے بیجوں کے چھلکے اور ڈھاک کے ساتھ سفوف کر لیا جائے تو اس کی دھونی جہاں تک پہنچتی ہے ہر جاندار کو ختم کر دیتی ہے۔

پوتی کیٹ (ایک بدبودار کیڑا)' مچھلی' کڑوی تونبی' شت کردم کی چھال اور بیر بہوٹی کے سفوف کی دھونی یا پوتی کیٹ' کھشد رال (Robosta Shorea) (پودے کا گوند' اور ہیم وداری کو بکرے کے کھر اور سینگ کے ساتھ سفوف کر لیں تو اس کی دھونی اندھا کر دیتی ہے۔ کانٹے دار کرنج کے پتے' ہڑتال' گانجے کے بیج' لال روئی کے بیجوں کے چھلکے آس بھروٹ (Arborea) کھاچ (نمک) کا سفوف' گائے کے گوبر اور پیشاب کیساتھ ملا کر اسکی دھونی دی جائے تو آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔

کبوتروں کی بیٹ اور پیشاب' نیز مینڈک' گوشت خور جانوروں یا ہاتھی آرمی' سور کا فضلہ' جو کی بھوسی' کسیس (لوہے کا ہرا سلفیٹ) دھان' بنولے' کنج (Antidysentarium Perium) کوشانکی (Luffa Pentandra) گائے کا پیشاب' بھانڈی (Asiatica Hygroestyle) نیم (Meria Nimba) ٹیگور (Hyperanithera Morunga) بھنرجک (ایک قسم کی تلسی) کشیب پیلو کا (Arborea Ripe Coreya) اور بھنگ' سانپ کی کینچلی' ہاتھی کا ناخن اور ہاتھی دانت کا سفوف سب کو مدن کی بھوسی اور کودرد

(Alam Scerbiulatum) یا ارنڈی کے بیج اور پلاش (Butea Fvondosa) کیساتھ ملا دیا جائے تو اس مرکب کا دھواں جہاں تک پہنچے کوئی زندہ نہیں بچ سکتا۔

کوئی آدمی جس نے لڑائی کے آغاز پر یا قلعے پر حملہ کرتے وقت اپنی آنکھوں کو مرہم اور لبی عرقیات سے محفوظ کر لیا ہو' کلی (Involucrata Tragia) کوٹ (Costius) تر (نرگل) ور شتلوری (Asperagus Race_Morus) کو ملا جلائے' یا سانپ کی کینچلی' جیسے کہ اوپر بتایا گیا' گیلی یا سوکھی بھوسی کے ساتھ' تو اس سے سارے جانداروں کی آنکھیں پھوٹ سکتی ہیں۔

مینا' کبوتر' بگلا اور چھوٹا بگلا' ان پرندوں کی بیٹ کو آک یا پیلو یا تیتر کے دودھ کے ساتھ ملایا جائے تو اس سے سب جانداروں کی آنکھوں کو اندھا اور پانی کو زہریلا کیا جاسکتا ہے۔

جو' شل کی جڑ' مدن پھل (دھتورا)' جاتی (جائفل کو آدمی کے پیشاب میں ملا کر انجیر کی ڑ اور وداری (Liguoree) نیز مست (ایک زہر)' اومبر (انجیر کی ایک قسم) اور کودراوا (Scorbiculatum Paspalam) یا ارنڈی کے درخت کے جوش دیئے ہوئے عرق کو پلاش (Butea Frondosa) کیساتھ حل کیا جائے تو "مدن رس" تیار ہو جاتا ہے۔

شرنگی (Atisbetula) (گومیور کش' ککشار (Xantho_Carpum Solanum) ر میوریدکنج کے بیج' لانگلی (Jusseina Repens) وش مول اور ا نگدی (Heart Pea) ر کرویر (ایک زہریلی بوٹی) (اکشی پیلو کا) (Coreya Arboria) آک کا پودا اور مرگ مارنی ب کو مدن کے عرق کے ساتھ ملایا جائے تو اسے مدن یوگ کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں مرکبات کو ملا دیا جائے تو گھاس اور پانی کو زہریلا کر دیتے ہیں۔

چکور' گرگٹ' چھپکلی' اندھے سانپ کا دھواں دیوانگی پیدا کرتا ہے۔ گرگٹ اور چھپکلی کا جلا دھواں کوڑھ پیدا کرتا ہے۔

اس کو چتکبس مینڈک کی آنتوں اور شہد میں ملا دیا جائے تو سوزاک ہو جاتا ہے' اور سانی خون میں ملا دیا جائے تو دق۔ دبش وش کوروں کا سفوف زبان کو گنگ کر دیتا ہے۔

ماتروایک، جونک، مور کی مدن (دھتورا)، دم، مینڈک کی آنکھ اور پیلو وشوچک نامی مرض پیدا کرتے ہیں۔

پانچ کشتہ کوند نیک، راج ورکش (Fistula Cassia) اور مدھو مشپ (Latifolia Bassia) کو شہد میں ملا کر دے دیا جائے تو بخار چڑھ جاتا ہے۔

بھاس پرندے کی زبان اور گھونس کی زبان کو ملا کر گدھی کے دودھ میں حل کر کے دے دیا جائے تو آدمی بہرا بھی ہو جاتا ہے اور گونگا بھی۔ ان کی خوراک وہی ہو گی جو اوپر آدمیوں اور جانوروں کے لئے اور پندرہ دن یا مہینہ بھر میں اثر کرنے کے لئے بتائی گئی۔ یہ مرکبات اس صورت میں زیادہ تیز ہو جاتے ہیں کہ ادویات کو جوش دے کر اور جانوروں کو چورا کر کے ملایا جائے یا سب کو ہی جوش دے لیا جائے۔

شال بلی (Bombax Heptahylum) اور پداری (Liquorice) کا سفوف مول وت شابھ (ایک قسم کا زہر) کے سفوف کے ساتھ ملا کر اس پر چھچھوندر کا خون چھڑک دیا جائے تو اس زہر سے بجھا ہوا تیر جس شخص کے لگے گا وہ دس آدمیوں کو کاٹے گا اور وہ دس آدمی دوسروں کو کاٹیں گے۔

بھلاواں (Semicarpus Anacarduim) کے پھول، یا تو دھان، دھا مارگ (Achyrantheaspera) اور سال کے درخت (کی لکڑی یا چھال) بڑی الائچی، کاکشی (لال ایلومینیم ملی مٹی)، گوگل (BDelluim) اور ہلاہل (بچھناک) بکری اور آدمی کے خون کا محلول دیوانگی پیدا کرتا ہے۔ اس کی ذرا سی مقدار آدھی دھرن (گ = تقریباً ایک تولہ) کے برابر کھلی (ک = ستو) میں ملا کر کسی تالاب میں ڈال دی جائے جو سو کمانوں کے برابر لمبا ہو تو اس کا سارا پانی زہریلا ہو جائے گا اور جو کوئی اسے پئے گا اسے زہر چڑھ جائے گا۔

کسی مگرمچھ یا گوڑھا (گ = گوہ یا ناگ کو) تین یا پانچ مٹھی لال یا سفید سرسوں کے ساتھ زمین میں دفن کر دیا جائے تو بعد میں جو اجل رسیدہ اسے دیکھے گا، ٹھکانہ نہ کھائے گا۔

لال اور سفید سرسوں کے ساتھ ایک گوہ کو (گھڑے میں بند کر کے جہاں اونٹ باندھے

تے ہیں اس جگہ گڑھا کھود کر) چتالیس دن تک گاڑا جائے اور اس کے بعد کسی مرن جوگا ے وہ گڑھا کھدوا کر اس گھڑے کو نکلا جائے، نکالتے ہی وہ گوہ فوراً نکالنے والے آدمی کو مار دیتی ہے۔ اسی طرح کالے سانپ کو بھی بند کر سکتے ہیں۔

بجلی گرنے سے پیدا ہونے والے کوئلے کو، بجلی ہی سے جلی اور سلگتی ہوئی لکڑی سے لایا جائے اور اس آگ سے کرتک یا بھرنی نکھتروں کی رات میں ردیو کی پوجا کے لئے ہون ا جائے، تو اس طرح جلائی ہوئی آگ کبھی نہیں بجھے گی۔

لوہار کے گھر سے لائی ہوئی آگ میں شہد کی نذر دی جائے، شراب کشید کرنے والے ہاں سے لائی ہوئی آگ میں شراب کی نذر دی جائے اور ہون کی آگ میں گھی کی نذر نگلے = باور کی آگ میں گھی کی نذر، گ = کمہار کی آگ میں شہد کی نذر، لوہار کی آگ میں رنگی نامی دوا کی نذر)۔

اکلوتی بیوی (گ = پتی ورتا عورت) کے گھر سے لائی جانے والی آگ میں پھول کی مالا نذر، بدچلن عورت کے ہاں کی آگ میں سرسوں کی نذر، بچے کی ولادت کے وقت جلتی ے میں (گ = زچہ کے گھر کی آگ میں) دہی کی نذر، جس گھر میں قربانی کی آگ جل رہی ہو گھر سے لائی جانے والی آگ میں چاولوں کی نذر دی جائے۔

چنڈال کی جلائی ہوئی آگ میں گوشت کی نذر، شمشان کی آگ میں انسانی گوشت کی نذر ے = چتا سے لائی جانے والی آگ میں انسانی جسم کی نذر) اور جو آگ ان آگوں کو ملا کر جلائی ئے اس میں بکری اور انسان کی چربی (گ = بکری کی چربی اور سوکھی برگد کی لکڑی)۔

اگنی دیوتا کی شان میں منتر پڑھتے ہوئے راج ورکش (گ = املتاس کے درخت) کی پتیاں اس آگ میں ڈالی جائیں، یہ آگ کبھی نہ بجھ سکے گی اور دیکھنے والوں کی آنکھوں کو کر دے گی (گیرولا = نہ صرف قلعہ وغیرہ کو بھسم کر دے گی بلکہ اس کے دیکھتے ہی دشمن ن کھو بیٹھے گا)

آدتی کو نمستے! انومتی کو نمستے! سرسوتی کو نمستے! سوتر دیو کو نمستے! اگنی کو پرنام! سوم کو پرنام!

دھرتی کو پرنام! سما کو پرنام (گ = ان الفاظ کے ساتھ نذر دی جائے۔ ک = یہ اگنی منتر نہیں، غالباً" اگنی ہوتر کے بعد بولے جانے والے لفظ ہیں)۔

آئی ایس آئی کے خلاف "را" کی معاندانہ مہم

برطانوی راج کے دوران برصغیر میں ایک ہی بڑی انٹیلی جنس ایجنسی ہوا کرتی تھی جسے ٹیلی جنس بیورو (آئی بی) کہتے تھے۔ آزادی کے بعد بھی اس ایجنسی نے اپنا کام جاری رکھا۔ نکہ اس میں زیادہ تر مقامی سیکورٹی کا رجحان رکھتے تھے، اس لئے انہوں نے اپنی توجہ بنیادی دربر داخلی صورت حال پر مرکوز رکھی۔ نتیجہ یہ کہ سٹریٹیجک انٹیلی جنس کی اہمیت بے حد بڑھ ئی۔ بھارت نے چین (1962ء) اور پاکستان (1965ء) کے ساتھ جنگوں کے بعد اس کی کو سوس کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ عسکری نوعیت کی معلومات و اطلاعات حاصل کرنے کے لئے یک علیحدہ ایجنسی قائم کی جائے، چنانچہ 1968ء میں کیبنٹ سیکرٹریٹ کے ایک حصے کے طور پر کورہ ایجنسی کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت کے کیبنٹ سیکرٹری ڈی ایس جوشی نے اس کا نام یسرچ اینڈ اینالائزز ونگ (را) رکھا۔ آغاز میں یہ ایک چھوٹی سی ایجنسی تھی جو بڑی سرعت سے پھیلی اور اب اس کے عملے کی تعداد 12 ہزار سے زائد ہے۔ تخریب کاری اور ڈس نفارمیشن کے لئے "را" عالمی سطح پر بدنام ہے اور اس نے اپنی عیاں اور نہاں وارداتوں کے ریعے بھارت کو اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے کئی مواقع فراہم کئے ہیں۔

گاندھی کے لاحقے والے بھارتی وزرائے اعظم نے پاکستان کو نقصان پہنچانے، تباہ کرنے، توڑنے پھوڑنے کے لئے "را" کی بے رحمانہ صلاحیتوں کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے۔ ت سی دیگر ایسی ایجنسیوں کی نسبت "را" کو درحقیقت بہت زیادہ آپریشنل آزادی حاصل

ہے۔ جیسا کہ سب بخوبی واقف ہیں کہ دسمبر 1971ء میں بنگلہ دیش کی تخلیق سے قبل "را" نے شوش زدہ مشرقی پاکستان میں موثر انداز سے حالات کو دھیما کیا' پھر اندرا گاندھی کو "صدی کا بہترین موقع" فراہم کر دیا۔ گزشتہ تقریباً ایک دھائی سے "را" نے پاکستان کے خلاف بہت سخت رویہ اپنا رکھا ہے۔ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ مشرقی پنجاب میں سکھ باغیوں کا مسئلہ' اندرا گاندھی کا قتل اور کشمیر کی جنگ آزادی کا غالب عامل پاکستان ہے۔

80ء کے عشرے ہی سے بھارت بڑی شد و مد سے سندھ میں وہی پرانا کھیل کھیلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے لئے وہ علیحدگی پسند عناصر اور تنظیموں کو استعمال کر رہا ہے جن کے ارکان کا "را" اور اس کے ایجنٹوں کے ساتھ مستقل رابطہ قائم ہے۔ ان میں ملک دشمن تنظیموں کے ارکان شامل ہیں جنہیں "را" تمام ممکنہ مدد فراہم کرتی ہے اور تقریباً تین درجن کیمپوں میں انہیں سبوتاژ کی تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کے لئے منتخب افراد بالعموم وطن دشمن تنظیموں اور ان کی طلبا شاخوں سے لئے جاتے ہیں۔ یہ تربیت نظری بھی ہوتی ہے اور عملی بھی۔ انہیں ہتھیار اٹھانا اور دھماکے کرنا سکھایا جاتا ہے۔ انہیں نظریاتی تعلیم و تربیت کا ایک کورس بھی کرنا پڑتا ہے۔

آئی ایس آئی کا قیام "را" سے 20 برس قبل عمل میں آیا اور اس نے اپنے عمل اور کارگزاری میں انتہائی اعلیٰ معیار کو چھو لیا۔ یہ شاید "را" کا احساس کمتری ہے جس کے سبب اس نے آئی ایس آئی کو اپنا بنیادی ہدف بنا رکھا ہے' یا پھر یہ احساس کہ "را" کے منصوبے اس وقت تک کامیاب نہیں ہوں گے جب تک کہ آئی ایس آئی موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئی ایس آئی کو ہمہ اقسام کی ڈس انفارمیشن اور پراپیگنڈہ مہم کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ 17 اکتوبر 1989ء کے کلکتہ کے امرت بازار پتریکا کی ایک عبارت سے یہ نکتہ واضح ہو گا۔ اس عبارت کے مطابق "تخریب کاری کے اس بھاری بھرکم میکنزم کو' جس میں بدنام زمانہ انٹر سروسز انٹیلی جنس (آئی ایس آئی) کے آدمی فعال ہیں' توڑا نہیں گیا ہے (بلاوجودیکہ پاکستان نے بھارت کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے میں اپنی دلچسپی کا اعتراف کیا) آئی ایس آئی بلا تخفیف اپنے منصوبوں پر عمل

ر رہی ہے اور دہشت گردوں کو تربیت دے کر' انہیں جدید ہتھیاروں سے لیس کر کے مارت میں بھیج رہی ہے۔ آئی ایس آئی کو جو مشرقی پنجاب سے نہ ملا' وہ کشمیر سے حاصل کر ہی ہے۔ اس میں پیہم ریاستی حکومتوں کی مجموعی غفلت اور مرکزی حکومت کی غلطیوں کو خل ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کشمیر جل رہا ہے۔"

آئی ایس آئی کے خلاف ملامتی پروپیگنڈا بلا تخفیف جاری ہے۔ آئیڈیا یہ ہے کہ آئی یس آئی کو اس کے اس مبینہ کردار کے خلاف دفاعی انداز اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے کہ وہ کشمیری مجاہدین اور پنجاب کے سکھوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ آئی ایس آئی کے خلاف "را" کی مہم اب آئی ایس آئی فوبیا کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اب اس کے لوگ تمام واقعات ور اپنی تمام غلطیوں میں آئی ایس آئی کا ہاتھ تلاش کرتے ہیں' انہیں ہر کہیں آئی ایس آئی نظر آتی ہے۔ بنگلور میں اغوا کا کوئی واقعہ ہو یا کوچین میں کسی طالب علم کو غائب کر دیا جائے' کلکتہ میں بینک ڈکیتی ہو یا بمبئی میں کوئی مالی سکینڈل' بمبئی کا بم دھماکہ ہو یا پونا میں فساد' انہیں اس میں آئی ایس آئی کا عمل دخل نظر آتا ہے۔ بھارتی حکام کی ہر دوسری میں آئی ایس آئی کا نام لیا جاتا ہے اور لیا جا رہا ہے۔ مضحکہ خیزبات یہ ہے کہ "را" آئی ایس آئی کے امیج کو اس کے حجم سے بڑھا چڑھا کر پیش کر رہی ہے حالانکہ "را" کو اس کا توڑ خیال کیا جاتا ہے۔

اس بھارتی ایجنسی نے اپنی ہر ناکامی کو چھپانے کے لئے آئی ایس آئی کا نام اتنی کثرت سے استعمال کیا ہے کہ بھارتی عوام اس کے یہ تمام جھوٹ سننے پر مجبور ہیں۔ کوئی سوال پوچھا جاتا ہے نہ ثبوت طلب کیا جاتا ہے اور نہ ہی کسی شے کا اظہار کیا جاتا ہے۔ بس اسے سچ سمجھ لیا جاتا ہے۔

1992ء کے دوران حتیٰ کہ اس سے بھی قبل بھارت نے یہ کوششیں شروع کیں کہ امریکہ' پاکستان کو ایک دہشت گرد ملک قرار دے ڈالے۔ "را" کی کوششوں کے ذریعے انڈین کیبنٹ سیکرٹیٹ نے (جو "را" کو کنٹرول کرتا ہے) امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ڈویژن برائے انسداد دہشت گردی کو ایک خفیہ رپورٹ بھیجی جس میں تفصیلات لکھی گئیں کہ پاکستان

مبینہ طور پر بھارت کے خلاف دہشت گردوں کی حمایت اور تربیت کر رہا ہے۔ انہوں نے بزعم خود اپنے پاس موجود تمام ثبوت امریکہ کے حوالے کر دیئے۔ جو کچھ امریکہ کو بتایا گیا' وہ یہ تھا کہ 15 سے زائد سکھ باغی رہنما' وادی کشمیر کے 10 مسلمان دہشت گرد رہنما اور عرب مسلمان ممالک سے تعلق رکھنے والے بیشمار انتہا پسند لیڈر پاکستان سے اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ پاکستان ان لوگوں کو مختلف سہولتیں فراہم کر رہا ہے بشمول سفری دستاویزات تاکہ وہ اپنی تخریبی کارروائیوں پر عملدرآمد کے لئے دوسرے ممالک میں جا سکیں۔

ایسے بے بنیاد مگر بھرپور پروپیگنڈے کے ذریعے بھارت اس مقصد میں کامیاب ہو گیا کہ پاکستان کو امریکہ اپنی واچ لسٹ میں رکھے۔ اس ضمن میں امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے جو جواز فراہم کیا (یقینی طور پر "را" کا پیش کردہ تھا) وہ یہ تھا کہ "کشمیر میں بھارتی حکومت کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کو پاکستان جو تربیت کی سہولتیں اور مادی مدد فراہم کرتا ہے' اس کے پیش نظر امریکی حکام پر یہ لازم ہے کہ وہ پاکستان کو ان ممالک کی فہرست میں رکھے جو دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔" "را" نے یہ بہت اونچا داؤ کھیلا تھا' اگر اس کی یہ چال کامیاب ہو جاتی تو پاکستان نہ صرف یہ کہ انسانی بنیادوں پر ملنے والی تمام امریکی امداد سے محروم ہو سکتا تھا بلکہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے عالمی مالیاتی ادارے بھی ترقیاتی امداد سے ہاتھ کھینچ لیتے۔

اگرچہ پاکستان کو 120 سے 180 دنوں تک نگرانی میں رکھا گیا' لیکن اسے ایسے ممالک کی فہرست میں شامل نہ کیا گیا جو بین الاقوامی دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اپریل 1993ء میں سی آئی اے کے سربراہ جیمز وولزلے نے سینٹ کی جوڈیشری کمیٹی کے روبرو حلفاً" کہا کہ پاکستان کی جانب سے سکھ باغیوں اور کشمیری گوریلوں کی حمایت جاری ہے اور وہ انہیں" محفوظ پناہ گاہ اور دیگر امداد" فراہم کرتا ہے۔ اس سب کے باوجود پاکستان کو اسی برس جولائی میں واچ لسٹ سے خارج کر دیا گیا۔ یہ امر بھارتی حکومت بالخصوص "را" کے لئے بے حد جھنجلاہٹ کا سبب بنا۔

انڈین انٹیلی جنس نے اس امریکی فیصلے کو اپنے لئے ایک بہت بڑا دھچکا سمجھا۔ بھارتی وزیراعظم کے دفتر سے ایک خفگی آمیز خط جاری ہوا جس میں "را" سے اس بات کی جواب طلبی کی گئی کہ پاکستان کے بارے میں امریکی موقف میں اچانک تبدیلی کیوں آئی۔ "را" کے نااہل سربراہ جے ایس بیدی نے خط کا جواب دینے کے بجائے اس معاملے کو اپنے ہونے والے جانشین اے ایس سیالی پر چھوڑ دیا۔ اسی دوران بھارتی حکومت نے "را" کے لئے 200 ملین روپے کی خطیر رقم مختص کی تاکہ وہ سکھ گوریلوں اور کشمیری مجاہدین کو آئی ایس آئی کی امداد سے متعلق معلومات اکٹھی کرے۔ نئی دہلی کے "سنڈے" میگزین نے اپنے 21 اگست 1993ء کے شمارے میں یہ سوال اٹھایا کہ "کیا ملک کی سب سے بڑی انٹیلی جنس ایجنسی "را" ناکام ہو رہی ہے۔ ہاں اگر ایجنسی کے حالیہ اناڑی پن کو دیکھا جائے تو۔"

بھارت کے اندر اٹھنے والے ہر بحران اور ہر مشکل کی ذمہ داری آئی ایس آئی کے سر تھوپنے کے علاوہ "را" پاکستانی معاشرے کے مختلف طبقوں کو انحراف پر اکسانے میں بھی مصروف ہے تاکہ پاکستان کی سلامتی کو خطرے سے دوچار کیا جائے۔ ان میں مذہبی گروپ' علاقائیت پسند' لسانی اور نسلی گروہ شامل ہیں۔ "را" کا مقصد یہ ہے کہ اندرونی تنازعات کو اس قدر ہوا دی جائے کہ پاکستان عدم استحکام اور مصیبت میں مبتلا رہے۔

پاکستان کی تمام محب وطن اور سیاسی شخصیات کی مخالفت کا "را" نے عزم کر رکھا ہے۔ آئی ایس آئی کے سربراہوں کے معاملے میں تو یہ مخالفت اور برہمی بہت شدید ہے۔ انہیں "را" مقبوضہ کشمیر کی تحریک مزاحمت' مشرقی پنجاب میں سکھوں کی تحریک اور بھارت کے دیگر خطوں کے آزادی پسند مظلوم عوام کی تحریک کے معمار سمجھتی ہے۔ جنرل ضیاء الحق اور جنرل اختر عبدالرحمٰن کے المناک انجام پر "را" کو بے پناہ خوشی ہوئی۔ دنیا انہیں سوویت یونین کے خلاف افغان مزاحمت کے منصوبہ ساز سمجھتی تھی جن کی کوششوں سے کیمونزم کا تختہ الٹ گیا۔ اس خیال سے "را" فخر محسوس کر سکتی ہے کہ اس بھیانک کارروائی کا کریڈٹ کسی نہ کسی حد تک' غلط یا درست' اسے بھی جائے گا۔ جنرل اختر عبدالرحمٰن بھی افغان جنگ کے اس نازک

ترین دور کے دوران آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل تھے اور یوں روسیوں کے بڑے حریف بن گئے۔ "را" نے بھی سابق سوویت یونین کے "انتہائی لاڈلے" ہونے کی وجہ سے جنرل کے افسوسناک انجام پر خوشی کا اظہار کیا۔ ان کے جانشین لیفٹیننٹ جنرل گل حمید کو' جو کہ اہل نظر اور مفکر بھی ہیں' "را" اپنے گھناؤنے عزائم کے لئے بہت بڑا خطرہ تصور کرتی تھی' اس لئے وہ بھی "را" کا اہم ٹارگٹ بن گئے۔ جب ان کی تبدیلی کی خبر پہنچی تو "را" کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

جنرل ضیاء الحق کی طرح لیفٹیننٹ جنرل گل حمید افغان مجاہدین میں موجود اسلامی بنیاد پرست قوتوں کی حمایت کرتے تھے۔ اس سے وہ تمام اسلام مخالف قوتوں بشمول "را" اور موساد کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے۔ لہٰذا جب ان کی ملازمت کو ختم کیا گیا تو ان قوتوں کے لئے یہ بہت خوش آئند پیش رفت تھی بلکہ ان کی رخصتی کے بعد بھی آئی ایس آئی نوکیلا کانٹا "را" کے سینے میں ہمیشہ کی طرح چبھتا رہا۔ چنانچہ بریگیڈیر (ر) امتیاز سمیت تمام اعلیٰ سطحی افسران اور ڈائریکٹر جنرل "را" کا ہدف رہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

کومی کپور کے مطابق "را" کا سالانہ بجٹ 5 بلین روپے سے زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار انہوں نے معروف جریدے "السٹرٹیڈ ویکلی آف انڈیا" کے 14 اکتوبر 1990ء کے شمارے میں شائع ہونے والے اپنے ایک مضمون میں دیئے۔ کومی کوپر کے مطابق "را" کے ایک افسر نے بڑے فخر سے کہا کہ "را" کے پاس ایک موچی سے لے کر نیوکلیائی سائنس دان تک ہر شکل میں سپیشلسٹ موجود ہیں۔ "را" کے ایوی ایشن سینٹر میں 2 ہیلی کاپٹر اور آٹھ ہوائی جہاز بھی ہیں۔ بیرون ملک تمام اہم بھارتی سفارت خانوں میں "را" کے افسران کو تعینات کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس ملک میں سپائی نیٹ ورک کے لئے آدمی بھرتی کرے۔ اس کی موجودہ افرادی قوت دس ہزار سے زائد ہے۔ اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے لئے بھارت کی گرینڈ سٹریٹیجی پر عمل درآمد کے ضمن میں "را" کو مرکزی کردار دیا گیا۔ اس نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے جائز یا ناجائز ہر قسم کے حربے استعمال کئے۔ پاکستان میں "را" وطن دشمن تنظیموں کی حمایت کر

رہی ہے۔ ان تنظیموں کے ارکان کو بھارت میں نظری اور عملی تربیت دی جاتی ہے' پھر انہیں پاکستان سے وسیع پیمانے پر دہشت گردی کے لئے حرکت میں لایا جاتا ہے۔ بھارتی ایجنٹوں کو پاکستان میں بم دھماکے کرنے' امن و امان کی صورتحال بگاڑنے اور ملک کو غیر مستحکم کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ "را" پاکستانی دہشت گردوں کو پناہ گاہ بھی فراہم کر رہی ہے اور انہیں اس امر کی اجازت بھی دے رکھی ہے کہ وہ پاکستان مخالف سرگرمیوں کے لئے بھارتی علاقہ استعمال کریں۔ اس کے گھناؤنے عزائم کے راستے کی سب سے مضبوط دیوار آئی ایس آئی ہے۔

اس سب کے باوجود "را" ناقابل تسخیر نہیں ہے۔ سری لنکا میں اپنے کردار پر اسے بے پناہ تنقید برداشت کرنا پڑی۔ راجیو گاندھی کے وزیراعظم بننے کے تھوڑی ہی دیر بعد "را" نے تامل ٹائیگرز کو مسلح کرنا اور گنڈا اور گورکھ پور میں واقع مراکز پر تربیت دینا شروع کر دی۔ سری لنکا میں انڈین آرمی کی بحالی امن فوج "را" سے خفا ہوئی کیونکہ اس کے مطابق "را" نے اسے تامل ٹائیگرز کی تربیت اور ان کے پاس موجود جدید ہتھیاروں کے سلسلے میں صحیح معلومات فراہم نہ کی تھیں۔

بھارتی دفتر خارجہ کا بھی خیال تھا کہ "را" نے ایل ٹی ٹی ای کو 50 ملین روپے دیئے۔ اس طرح سری لنکا میں بھارتی مداخلت نے انڈین آرمی کو کچھ سبق سکھائے۔ ایک ہزار افراد اس مداخلت کی نذر کرنے اور اخلاقی و تنظیمی لحاظ سے بے حد نقصان اٹھانے کے بعد انڈین آرمی اس نتیجے پر پہنچی کہ اس کی بنیادی وجہ وہ تباہ کن معلومات تھیں جو "را" نے فراہم کیں۔ نتیجہ یہ کہ آرمی نے نیوی اور ائر فورس کے مشورے سے یہ تجویز صدر کو بھیجی کہ ایک انٹر سروس انٹیلی جنس ایجنسی تشکیل دی جائے جو خارجی انٹیلی جنس کی بھی ذمہ دار ہو گی۔ تجویز میں ان کامیابیوں کو اجاگر کیا گیا تھا جو پاکستان کی انتہائی موثر ڈائریکٹوریٹ جنرل آئی ایس آئی نے حاصل کی تھیں۔ اس تجویز اور فیصلے کو ایک خاکے (Caricature) میں واضح کیا گیا تھا جو ظاہر کر رہا تھا کہ آئی ایس آئی اپنی تینوں سروسز کے آپریٹوز کے ہمراہ اپنے منصوبوں کے ہوائی جہاز پر خوشی خوشی محو پرواز ہے جبکہ "را" افسردگی کے عالم میں اپنے اندرونی جھگڑوں میں الجھی ہوئی

ہے۔

ممکن ہے یہ تجویز عملی جامہ پہنے یا نہ پہنے لیکن یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ آئی ایس آئی "را" کے منصوبہ سازوں کا بنیادی ہدف ہے اور ایک مثل رہی ہے اور رہے گی۔ ایک شعبہ جہاں "را" خاص طور پر بڑی فعال ہے' وہ ہے نئی دہلی میں ہمارے ہائی کمیشن کا کام۔ آئی ایس آئی فوبیا کے زیر اثر' جس میں "را" بری طرح جتلا ہے' پاکستانی ہائی کمیشن میں کام کرنے والا ہر آدمی اسے آئی ایس آئی کا ایجنٹ نظر آتا ہے۔ کمیشن کی عمارت پر ایک محاصرے کی کیفیت پیدا کر دی گئی ہے اور اس کے عملے کی رہائش گاہوں میں آنے اور جانے والوں کا ہر طریقے سے تعاقب اور نگرانی کی جاتی ہے۔ نگرانی کرنے والوں کو کمیشن کے جس ملازم پر شبہ ہو' وہ اسے پکڑ لیتے ہیں اور تمام سفارتی ضابطہ اخلاق کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ بعد ازاں اسے ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر واپس بھیج دیا جاتا ہے۔

"را" نے پاکستان میں جاسوسی کا ایک نظام قائم کر رکھا ہے جس کے کل پرزوں کو کئی مرتبہ شناخت کرنے کے بعد تباہ بھی کیا گیا' لیکن حیرت ہے کہ یہ سو سر والے اس افسانوی جن کی طرح ثابت ہوا ہے جس کا ایک سر کاٹا جائے تو اس کی جگہ دوسرا خود بخود آگ آتا ہے۔ "را" نے بہت کوشش کی کہ حساس جگہوں بالخصوص دفاعی نوعیت کے اداروں میں اپنے ایجنٹ داخل کرے یا ان اداروں کے اندر اپنے ایجنٹ بنائے۔ لیکن زیادہ تر اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم اس شعبے میں اسے کئی کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں۔

اس مرحلے پر اگر جنوبی ایشیا میں "را" کو اپنے عزائم کی راہ میں کوئی رکاوٹ دکھائی دیتی ہے تو وہ آئی ایس آئی ہے۔ پاکستان کے خلاف "را" کے پراپیگنڈہ کا مرکزی نکتہ آئی ایس آئی ہے۔ "را" یہ سمجھتی ہے کہ اگر وہ پاکستان کی اس انٹیلی جنس ایجنسی کے خلاف پاکستانی رائے عامہ کو ہموار کر لیں تو گویا اس نے ایک گولی چلائے بغیر جنگ جیت لی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی مغربی میڈیا سے اور کبھی کبھی پاکستانی میڈیا میں اپنے دوستوں اور بہی خواہوں سے آئی ایس آئی کے خلاف کوئی نہ کوئی "فیلر" پھینکتے ہی رہتے ہیں

میں کوئی مشورہ دینے کی پوزیشن میں تو نہیں ہوں لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بسا اوقات اپنی معلومات جتانے' اپنی اہمیت جتلانے کا شوق ہمارے صحافیوں کے غیر محتاط قلم سے ایسی باتیں اور من گھڑت اطلاعات شائع کروا دیتا ہے جن سے ملکی سلامتی کو لاحق خدشات بڑھ جاتے ہیں' کم نہیں ہوتے۔

طارق اسماعیل ساگر

RAW SPONSORED SABOTAGE/TERRORIST INCIDENTS IN PAKISTAN

YEAR	INCIDENTS	KILLED	INJURED
1987	9	83	356
1988	1	1	35
1989	4	183	300
1990	10	54	278
1991	18	42	259
1992	19	19	148
1993	102	56	248
1994	229	182	662
1995 (Upto Feb)	34	51	83
TOTAL:	406	662	2320

MAP OF TERRORIST TRAINING CAMPS IN INDIA